

تعلیمات نوریہ

تصنیف
محمد کریم سلطانانی

الجزء الرابع

مکتبہ
ضمیمہ
صحیح نور

بمعرضہ انعام سید نور محمد حسین آباد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تعلیماتِ نبویہ

الجزء الرابع

ترتیباً

محمد کریم سلطانانی

ﷺ

مکتبہ صبحِ نور

جامعہ زین العابدین العلوم مسجد خضراء، پبلیز کالونی فیصل آباد ٹیکس: 041-8739797 فون: 041-8730834

تعلیمات نبویہ

(الجزء الرابع)

تالیف

محمد کریم سلطانی

ناشر

مکتبہ صبح نور

جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء فیصل آباد

فون: 041-8730833-34



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

تعلیمات نبویہ (الجزء الرابع)	نام کتاب
محمد کریم سلطانی	تالیف
اول ۲۰۰۶ء	اشاعت
صبح نور کمپیوٹرز	کمپوزنگ
مکتبہ صبح نور	ناشر
	تعداد
	قیمت





برّ الوالدین والدین سے حسن سلوک



والدین سے حسن سلوک حکم الہی ہے

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا
وَحَمْلُهُ وَفِصْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ
أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا
تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ. أُولَئِكَ
الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ
وَعَدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۚ

اور ہم نے حکم دیا ہے انسان کو کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اس کی
ماں نے اسے اپنے پیٹ میں بڑی تکلیفوں سے اٹھائے رکھا اور اسے بڑی تکلیفوں سے جنا اسکے
حمل اور اسکے دودھ چھڑانے تک میں ماہ لگ گئے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختہ عمر کو پہنچا اور
چالیس برس کا ہو گیا تو اس نے عرض کی اے میرے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں شکر ادا کرتا
رہوں تیری اس نعمت کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائی ہے اور میں ایسے عمل صالح
کروں جس سے تو راضی ہو جائے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح و رشد راسخ کر دے

پیشک میں توبہ کرتا ہوں تیری طرف اور میں تیرے حکم کے سامنے سر جھکانے والوں میں سے ہوں یہی وہ خوش قسمت لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے ان کے اچھے اعمال کو اور ہم درگزر کرتے ہیں ان کی سیئات سے یہ اصحاب جنت سے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے جو اہل ایمان سے کیا جاتا ہے۔

حضور ضیاء الامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

عام طور پر قرآن کریم میں توحید، دلائل توحید اور فرائض بندگی کے ذکر کے بعد حقوق والدین کی طرف زور دار الفاظ میں توجہ دلائی جاتی ہے۔ یہاں بھی مشرکین کی غلط فہمیوں کے ازالہ کے بعد اور اہل استقامت کی کامرانیوں کے بیان کے بعد قارئین کی توجہ والدین کی خدمت اور دلجوئی کی طرف مبذول کرائی جا رہی ہے۔

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ وصیت کا فاعل جب اللہ تعالیٰ ہو تو اس کا معنی فرض کرنا ہوتا ہے:

لَاِنَّ الْوَصِيَّةَ مِنَ اللّٰهِ اِنَّمَا هِيَ فَرَضٌ. (لسان العرب)

اگرچہ ماں باپ دونوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت اور دلجوئی کا حکم بار بار دیا گیا ہے بایں ہمہ اس آیت سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ یہاں ان تکالیف اور مشقتوں کا مفصل تذکرہ ہے جو بچے کے سلسلہ میں صرف ماں برداشت کرتی ہے جس روز رحم مادر میں حمل پڑتا ہے اس وقت سے ماں کی ساری جسمانی قوتیں جنین کی پرورش اور نگہداشت میں صرف ہونے لگتی ہیں۔ اس کی اپنی صحت کا نظام بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ نیند بھوک وغیرہ معمولات میں نمایاں فرق رونما ہو جاتا ہے۔ طبیعت گراں اور افسردہ رہتی ہے اور آئے دن ان مشقتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پیدائش کے لمحے تو ماں کو

جاں کنی کی کیفیت سے دوچار کرتے ہیں۔ ان جان لیوا مرحلوں سے گزرنے کے بعد پھر ایک طویل ریاضت کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ دودھ پلانا صبح شام اس کی نگہداشت کرتے رہنا بیماری کی صورت میں رات رات بھرا اس کو گود میں اٹھائے رکھنا اس کے آرام کی خاطر اپنا آرام بڑی خوشی اور محبت سے قربان کرنا صرف ماں کا حصہ ہے ان تمام مشقتوں کا ذکر کر کے بتا دیا کہ ماں کی خدمت کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔

حضور ضیاء الامہ رحمۃ اللہ علیہ مزید تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

بندۂ مومن کے عقائد و نظریات اس کے افکار اور سوچ کا انداز اس کی آرزوؤں اور امنگوں اور اس کی منزل مراد کا عکس جمیل اس آیت کے آئینے میں دیکھا جاسکتا ہے۔

سب سے پہلے وہ ان انعامات اور احسانات کا اعتراف کرتا ہے جو اس پر کئے گئے ہیں جن سے نہ صرف اس کو بلکہ اس کے والدین کو بھی نوازا گیا ہے۔ اعتراف نعمت پر بس نہیں کرتا بلکہ ان کا کما حقہ شکر ادا کرنے کی توفیق مانگ رہا ہے اور یہ توفیق و قفنی کے لفظ سے نہیں بلکہ اَوْزِ غِنٰی کے کلمہ سے طلب کی جا رہی ہے۔ کیونکہ اس لفظ سے طلب توفیق کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کی توفیق مانگی جا رہی ہے اس کے دل میں اس کی شدید لگن اور حد درجہ شیفتگی بھی پائی جاتی ہے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ: رَغْبِنِي وَوَقْفِنِي مِنْ اَوْزَعْتَهُ، بِكَذٰلِكَ جَعَلْتَهُ،

مَوْلِعًا بِهِ رَاغِبًا فِي تَحْصِيْلِهِ. ۲

(۱) ضیاء القرآن ۳/۳۸۴

(۲) روح المعانی

علامہ ابن منظور فرماتے ہیں: اس آیت میں اَوْزِ عُنِي كَا مَعْنَى يَهْ كَه مِيرْ دَل مِيل شُكْر كَا جَذْبَه الْقَاء كَر اور مجھے اس کا شوق دے۔

وَمَعْنَى اَوْزِ عُنِي: اَلْهَمْنِي وَاوْلِعْنِي ۱

اس لفظ نے اس دعا کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔

اس کے بعد عمل صالح کے لئے التجا کی جا رہی ہے لیکن وہ عمل صالح نہیں جس کو لوگ تو صالح کہیں لوگ تو تحسین و آفرین کے پھول برسائیں لیکن ریا۔ یا کسی دوسری خرابی کے باعث بارگاہ الہی میں اسے مسترد کر دیا جائے۔ اس لئے عرض کی کہ ایسے نیک اعمال کی توفیق مرحمت فرما جو تجھے بھی پسند ہوں پھر عرض کرتا ہے کہ الہی ایسا نہ ہو کہ جب تک میری شمع حیات روشن ہے نیکی اور خلوص کا اُجالا پھیلتا رہے ادھر یہ شمع گل ہو اور ادھر غفلت کا اندھیرا پھیل جائے میرے اللہ جو اولاد تو نے اپنے اس بندے کو عطا فرمائی ہے میرے سفید بالوں کی لاج رکھنا ان کو شیطان کے نرغے میں پھنسنے سے بچانا ان کی جبینیں تیرے حضور میں جھکتی رہیں ان کے دلوں پر تیرے انوار کی رحمت کی برکھا ہوتی رہے ان کے سینوں کو اپنے محبوب کریم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی غلامی اور زندہ عشق کی دولت سے مالا مال فرمانا۔

جب تک زندہ رہیں تیرے بندے بن کر تیرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام بن کر اور تیرے دین حنیف کے سچے مخلص اور بلند اقبال خادم بن کر زندہ رہیں۔
وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي میں ”لِي“ اور ”فِي“ کے الفاظ بڑے معنی خیز ہیں دعا کے آخری جملے کیا ہیں اظہار بندگی کی انتہا، تسلیم و رضا کا مظہر اتم بندہ عرض کرتا ہے میرے رب سب سے منہ

(۱) لسان العرب

موڑ کر میں تیری طرف، صرف تیری طرف رجوع کرتا ہوں میں ان لوگوں میں سے ایک ہوں جنہوں نے حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے قولاً، عملاً، حالاً اِنْسِيْ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَلَمِيْنَ کا نعرہ مستانہ لگایا اور اپنی گردنیں جھکا دیں۔ مومن کو چاہئے کہ اس دعا کو یاد کرے اور دررحمت پر ہر وقت ان پاکیزہ کلمات سے صدا دیتا رہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ حَمَلُهُ - وَفِضْلُهُ، فِىْ عَامِيْنَ اَنْ اَشْكُرْلِيْ وَلِوَالِدَيْكَ وَالِى الْمَصِيْر. وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبُهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔
وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا اُقْ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِىْ صَغِيْرًا۔
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِىْ نَفُوْسِكُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا صَالِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لَلْاَوَابِيْنَ غَفُوْرًا۔

آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے اچھا سلوک کرو۔ اگر تمہاری زندگی میں وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں ان میں سے ایک یا دونوں تو تم ان کو ناف تک نہ کہو اور جب ان سے بات کرو تو بڑے احترام سے بات کرو اور ان کیلئے تواضع و انکسار کے پر جھکا دو رحمت و محبت سے اور (اللہ کی بارگاہ میں) عرض کرو اے میرے رب! ان دونوں پر یوں رحم فرما جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں محبت و پیار سے پالا تھا۔

تمہارا رب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم صالح ہو تو اللہ تعالیٰ بکثرت توبہ کرنے والوں کی مغفرت فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں دو حکم دیے ہیں:

۱۔ اللہ کی عبادت کرو

۲۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

والدین کی اطاعت و فرمانبرداری

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ

أَوْصَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِتِسْعٍ:

لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئاً وَإِنْ قَطَعْتَ أَوْ حُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكَنَّ الصَّلَاةَ
الْمَكْتُوبَةَ وَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا بَرِئَتْ مِنْهُ الدِّمَةُ وَلَا تَشْرَبَنَّ الخمرَ وَإِنَّهَا مِفْتَاحُ
كُلِّ شَرٍّ وَأَطِعْ وَالِدَيْكَ وَإِنْ أَمْرَاكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ دُنْيَاكَ فَاخْرُجْ لَهُمَا وَلَا
تَنَازِعَنَّ وَلَا أَمْرٍ وَإِنْ رَأَيْتَ إِنْكَارَكَ أَنْتَ وَلَا تَفِرَّ مِنَ الرَّحْفِ وَإِنْ هَلَكْتَ وَفَرَّ
أَصْحَابُكَ وَأَنْفَقَ مِنْ طَوْلِكَ عَلَى أَهْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَصَاكَ عَنْ أَهْلِكَ
وَأَخْفِهِمْ فِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

صفحة ۲۰	رقم الحديث (۱۸)	الادب المفرد
صفحة ۳۸	رقم الحديث (۱۸)	صحیح الادب المفرد
	حسن	قال الالبانی:
صفحة ۸۹	رقم الحديث (۲۰۲۶)	ارواء الغلیل
	جلد ۷	قال الالبانی:
	ان الحديث بهذه الطرق والشواهد صحیح بلا ریب	
صفحة ۱۸۸	رقم الحديث (۲۱۹۷۳)	مسند الامام احمد
	جلد ۱۶	قال حمزه احمد الزین: اسنادہ صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوا امور کی وصیت فرمائی۔

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تیرے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا تجھے اگ میں

جلا دیا جائے۔

صلاة مكتوبة (فرض نماز) کو ترک نہ کرنا جس نے اسے جان بوجھ کر ترک کر دیا تو اللہ کا

مجمع الزوائد رقم الحديث (۷۱۵) جلد ۴ صفحہ ۳۹۳

رواه الطبرانی وفيه شهر بن حوشب و حديث حسن و بقیہ رجالہ ثقات قال البیهقی:

مجمع الزوائد رقم الحديث (۷۱۰) جلد ۴ صفحہ ۳۹۱

رجال احمد ثقات الا ان عبد الرحمن بن جبیر بن نضیر لم یسمع من المعاذ وقال البیهقی:

وقال حمزه احمد الزین: ومعنى ذلك ان نسخته مثل طبعة الحلبي فقد سقط عندهم

عن أبيه وهو عند البيهقي انظر تعليق المسند

سنن ابن ماجه رقم الحديث (۴۰۳۴) جلد ۴ صفحہ ۱۸۸

قال محمود محمد محمود: الحديث حسن

المصنف عبد الرزاق رقم الحديث (۲۰۱۲۲) جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۲

التمهيد لابن عبد البر جلد ۴ صفحہ ۲۲۸

الترغيب والترهيب رقم الحديث (۸۰۷) جلد ۱ صفحہ ۲۳۵

قال المحقق: حسن

تحفة الاشراف رقم الحديث (۱۰۹۸۶) جلد ۸ صفحہ ۲۲۲

ذمہ کرم اس سے بری ہوگا۔

شراب نہ پینا کیونکہ تمام برائیوں کی چابی ہے۔

اپنے والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا اگر تجھے حکم دیں کہ اپنی دنیا سے نکالو تو ان کے لئے نکال لینا۔

حاکمانانِ وقت سے تنازعہ نہ کرنا اگرچہ تیری رائے میں تو ہی اس کا حقدار ہو۔

میدانِ جنگ سے نہ بھاگنا اگرچہ تو ہلاک (شہید) ہو جائے اور تیرے ساتھی بھاگ جائیں۔

اپنی حیثیت کے مطابق اہل خانہ پر خرچ کرنا۔

اپنے اہل خانہ سے عصا نہ اٹھا لینا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں خوف میں مبتلا رکھنا۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو درج ذیل نو چیزوں کی وصیت فرمائی:

۱۔ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ.

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ شرک جیسی قبیح بیماری میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ شریک کو بہت بڑا ظلم قرار دیا گیا۔

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ.

اللہ تعالیٰ ہر مومن کو آزمائش سے محفوظ فرمائے اگر کبھی آزمائش کا موقع آ جائے اور

مومن کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں یا اس کے جسم کو آگ لگا دی جائے پھر بھی وہ شرک کا ارتکاب نہیں کرتا۔

مومن شرک کا ارتکاب کیسے کر سکتا ہے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا استغفر اللہ۔ مومن کسی کو کبھی بھی اللہ کا شریک نہیں ٹھہراتا وہ اللہ کو واجب الوجود، مستقل بالذات اور غیر محتاج ماننا ہے۔ اور اللہ کے علاوہ ہر ایک کو اللہ کی مخلوق جانتا ہے جسے اللہ نے پیدا فرمایا جس کی ذات اللہ کے وجود بخشنے سے ہے اور جو ہر گھڑی اللہ کا محتاج ہے ایک مومن اسے کس طرح اللہ تصور کر سکتا ہے مومن تو بانگ دھل اعلان کرتا ہے اور قرآنی کلمات مبارکہ سے اعلان کرتا ہے:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

اے حبیب! فرمادے اللہ احد ہے اللہ الصمد ہے (ساری کائنات اسکی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں) اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ ہی وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔

۲۔ لَا تَتْرُكَنَّ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ.

صلاة مکتوبہ (فرض نماز) کو ہرگز ترک نہ کرنا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کی گئی

ہے۔

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا.

بے شک صلاة مومنین پر موقت فرض ہے۔

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ.

تمام صَلَوَات (نمازوں) کی پابندی کرو خصوصاً صلاة العصر کی اور اللہ کی بارگاہ میں

عاجزی سے قیام کیا کرو۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ.
اور صلاۃ کو ادا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ.
صلاۃ کو حقوق سے ادا کرو اور زکاۃ دو اور رکوع کو ادا کرنے والوں کے ساتھ۔
وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ
عِنْدَ اللَّهِ.

اور صلاۃ کو ادا کرو اور زکاۃ ادا کرو اور جو نیکی تم آگے بھیجو گے تو اسے اللہ کے ہاں پاؤ گے۔

اہل ایمان صلاۃ کو کبھی ترک نہیں کرتے کیونکہ انہیں علم ہے کہ اسلام جن بنیادوں پر قائم ہے ان میں سے ایک صلوٰۃ بھی ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ الْإِسْلَامِ عَلَى خَمْسٍ
شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ
وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَحَجُّ الْبَيْتِ.

صفحہ ۸۹

تہذیب الترغیب رقم الحدیث (۱۱۲)

صفحہ ۲۸

جلد ۱

صحیح البخاری رقم الحدیث (۸)

صفحہ ۷۳

جلد ۱

صحیح مسلم رقم الحدیث (۱۶)



ترجمة الحديث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے! گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور صلاۃ ادا کرنا زکاۃ دینا رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔

-☆-

ہاں ہاں جو آدمی صلاۃ کو قائم رکھتا ہے وہ اپنے دین و ایمان کو بھی قائم رکھ سکتا ہے اور جس نے صلاۃ کو ضائع کر دیا اس کی اہمیت کو نظر انداز کیا اور اللہ الواحد کی بارگاہ میں پانچوں وقت

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۵۸)	جلد ۱	صفحہ ۳۷۴
قال شعيب الارنؤوط: اسنادہ صحیح علی شرط الشيخین			
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۰۹)	جلد ۵	صفحہ ۵
قال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح			
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۳۰۱)	جلد ۵	صفحہ ۴۹۷
قال احمد محمد شاكر: اسنادہ صحیح			
اسنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۶۷۵)	جلد ۱	صفحہ ۵۲۶
شرح السنۃ للبلغوی	رقم الحدیث (۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۷
قال المحقق: هذا حدیث صحیح متفق علی صحۃ			
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۳۰۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۹
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۳۲۰۳)	جلد ۱۲	صفحہ ۳۰۹
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۳۵۱۸)	جلد ۱۲	صفحہ ۴۱۲

سجدہ ریز نہ ہو تو کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے دین و ایمان کو سلامت رکھ سکے گا۔

وَلَا تَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ

اور خمر (شراب) کو ہرگز استعمال نہ کرنا

مومن شراب کے نزدیک نہیں جاتا اسے ام النجاست قرار دیتا ہے جو اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ناپسندیدہ ہے اور اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا ذریعہ ہے۔ اسے لبوں سے کیسے لگا سکتا ہے انسان اس لئے انسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عقل و شعور کی دولت سے نوازا ہے شراب ایسی خبیث چیز ہے جو انسان کی عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے اس کا انسانیت والا وصف یعنی عقل و شعور زائل ہو جاتا ہے اور جو چیز اس قیمتی متاع کو زائل کر دے مومن اسے کیسے پی سکتا ہے بلکہ وہ اس درجہ اس سے نفرت کرتا ہے کہ جب بھی اس کا نام آتا ہے اسکی طبیعت میں تكدُّر آ جاتا ہے۔ اور یہ وہ ناپاک چیز ہے جس سے ایمان کو خطرہ لاحق رہتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ

مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ“

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۳۷۵)	جلد ۲	صفحہ ۷۴۳
تہذیب الترغیب والترہیب / رقم الحدیث (۷۹۹)			صفحہ ۳۰۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۵۷)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۸
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۶۸۹)	جلد ۲	صفحہ ۶۳۳
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۶۸۹)	جلد ۳	صفحہ ۱۴۳
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بدکاری کرنے والا جب بدکاری کرتا ہے تو مومن نہیں رہتا۔ چوری کرنے والا جب چوری کرتا ہے وہ مومن نہیں رہتا اور شراب پینے والا جب شراب پیتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔

-☆-

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۲۵)	جلد ۵	صفحہ ۱۵
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۸۸۰)	جلد ۸	صفحہ ۶۶
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۸۷۱)	جلد ۹	صفحہ ۴۴۴
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۳۶)	جلد ۴	صفحہ ۳۶۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۹۴)	جلد ۳	صفحہ ۲۸۹
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلة الاحادیث الصحیحة	رقم الحدیث (۳۰۰۰)	جلد ۶	صفحہ ۱۲۶۹

شراب کے بارے میں یہ فرمان رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سنئے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

وَسَلَّمَ:

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَإِنْ عَادَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ لَمْ يَتَّبِ اللَّهُ عَلَيْهِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَقَاهُ مِنْ نَهْرِ الْخَبَالِ - قِيلَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمَا نَهْرُ الْخَبَالِ قَالَ نَهْرٌ يَجْرِي مِنْ صَدِيدِ أَهْلِ النَّارِ.

صفحہ ۳۱۰

تہذیب الترغیب والترہیب / رقم الحدیث (۸۰۷)

صفحہ ۲۹۰

جلد ۴

سنن الترمذی رقم الحدیث (۱۸۶۲)

قال الترمذی: هذا حديث حسن

صفحہ ۳۳۰

جلد ۸

سنن النسائی (مختصرًا) رقم الحدیث (۵۶۷۵)

صفحہ ۸۰

جلد ۵

سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۳۳۷۷)

قال الدكتور بشار عواد: اسنادہ صحیح

صفحہ ۱۳۳

جلد ۳

صحیح سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۲۷۳۸)

قال الالبانی: صحیح

صفحہ ۳۳۳

جلد ۲

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۷۰۹)

صفحہ ۶۸

جلد ۲

صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث (۹۳۹)

قال الدكتور محمد مصطفى الاعظمی: اسنادہ صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے شراب پی اس کی چالیس دن تک صلاۃ (نماز) قبول نہ کی جائے گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا۔ اگر وہ پھر اس شراب (خمر) کی طرف لوٹا تو اس کی چالیس دن تک صلاۃ قبول نہ کی جائے گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا۔ اگر پھر اس نے شراب نوشی کی تو اس کی چالیس دن تک صلاۃ قبول نہ کی جائے گی اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرے گا۔

اگر وہ چوتھی مرتبہ پھر شراب نوشی کی طرف لوٹا تو اس کی چالیس دن تک صلاۃ قبول نہ کی جائے گی اگر اس نے توبہ کی تو اب اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور اللہ اس پر غضب فرمائے گا اور اسے نھر الخبال سے پلائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کی گئی

تختہ الاشراف	رقم الحدیث (۸۸۴۳)	جلد ۶	صفحہ ۳۴۹
المسند الجامع	رقم الحدیث (۸۵۳۸)	جلد ۱۱	صفحہ ۱۶۶
المسند الجامع	رقم الحدیث (۸۵۴۰)	جلد ۱۱	صفحہ ۱۶۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۶۴۳)	جلد ۶	صفحہ ۱۹۸

قال احمد محمد شاكر: اسنادہ صحیح

یا ابا عبد الرحمن نھر النجبال کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا نھر النجبال وہ نھر ہے جو اہل نار جہنمیوں کی پیپ سے جاری ہوگی۔

الْعِيَاذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ

اے اللہ! اے رحم الراحمین! ہر اہل ایمان کو اپنے غضب سے محفوظ فرما اور اسے ان گناہان کبیرہ سے بچنے کی توفیق مرحمت فرما۔

اطِعِ وَالِدَيْكَ:

اپنے ماں باپ کی اطاعت و فرمانبرداری کرو ماں باپ کا فرمانبردار اس رزم گاہ حیات میں شکست نہیں کھاتا کیونکہ ماں باپ کی دعائیں اس کے گرد حصار بن کر اس کی حفاظت کرتی ہیں۔ حصار جتنا مضبوط ہوگا اتنا ہی دشمن کا حملہ ناکام ہوگا۔ اگر حصار ناقابل تسخیر ہو تو دشمن اپنا پورا زور صرف کر کے بھی اسے نہیں توڑ سکتا۔

اسی طرح شیطان انسان کو راہ حق سے پھسلاتا ہے تو جس کے گرد ایک قوی حصار ہو شیطان کا وہاں کیا اثر ہوگا۔ ماں باپ کے خدمت گزار کے گرد حصار کو شیطان کیا شیطان کی تمام ذریت بھی نہیں توڑ سکتی لیکن یہ حصار فقط حصار ہی نہیں ایک ناقابل تسخیر قلعہ ہوا کرتا ہے اور شیطانی قوتیں سر جوڑ کر آتی ہیں اور ہمیشہ اپنے سر پھوڑ کر واپس نامراد جاتی ہیں۔

ماں باپ اگر کسی دنیاوی چیز کا مطالبہ کریں تو نیک اولاد فوراً وہ چیزیں حاضر کر دیتی ہے۔ صالح اولاد کے ہاں دنیا اور متاع دنیا کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی انہیں تو اپنے ماں باپ کی رضا مقدم ہوتی ہے اور انکی خوشنودی کے حصول کیلئے اگر اپنا سب کچھ قربان کرنا پڑے تو وہ دریغ نہیں کرتے کیونکہ مال دنیا تو پھر مل جائے گا لیکن ماں باپ کی ناراضگی ہوگئی تو اس کا وبال جان

ہوا ہی نہیں بلکہ ایمان ہوا بھی ہوا کرتا ہے۔

وَلَا تَنَازَعَنَّ وُلاَةَ الْأَمْرِ .

حاکمان وقت سے تنازعہ نہ کرنا۔

مسند حکومت پھولوں کی سیج نہیں کانٹوں کا بچھونا ہے پوری سلطنت کا خیال رکھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں جو مسند اقتدار پر بیٹھتا ہے اسے مشکلات کا زیادہ احساس ہے تو عدل و انصاف کرنے والی اور اسلامی نظریات کا دفاع کرنے والی حکومت سے خواجخواہ الجھنا قرین دانشمندی نہیں اسکی ہر اچھائی کو برائی کے روپ میں اجاگر کرنا اس کی تعمیری کاموں کو تخریب کا نام دینا یہ آئیل مجھے مار کے مصداق ہے کوئی بھی سلیم الطبع انسان عدل و انصاف پر قائم حکومت کی مخالفت نہیں کرتا۔

ہاں یہ الگ بات ہے کہ کوئی حکومت اسلامی شعار کا مذاق اڑائے، اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دے اور اس کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال قرار دے، عوام کے روپے پیسے کو شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر جائے اور اسکے خون پسینے کی کمائی کو اپنی ذاتی عیاشیوں پر صرف کر دے تو ایسی حکومت کے خلاف علم جہاد بلند کرنا حسینی سنت ادا کرنا ہے۔ آج حسینی سنت کی بنا پر ہی ملت اسلامیہ کا سر فخر سے بلند ہے۔

حکومت سے ٹکر لینے کی ہر آدمی کو اجازت نہیں کیونکہ بسا اوقات ایسا خودکشی کے مترادف ہے۔ ہاں ایسی ظالمانہ اور غیر عادلانہ حکومت کے خلاف علم جہاد بلند کرنا صرف اسے ہی زیبا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں اٹھوں گا تو پانسہ پلٹ دوں گا اور ایک انقلاب برپا کر دوں گا تو کڑے وقت میں ایسے جانباز مجاہد کا میدان عمل میں نکلنا بڑا مستحسن ہوا کرتا ہے اور اسے قدر کی

نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

وَلَا تَفْرَمَنَّ الزَّحْفِ .

مومن جب جہاد کیلئے نکلتا ہے تو اس کے پیش نظر نہ اپنی بہادری کے جوہر دکھانا ہوتا ہے اور نہ لوگوں سے داد تحسین وصول کرنا ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے پیش نظر مالی منفعت ہوتی اور نہ اپنی خاندانی برتری کیلئے کوشاں ہوتا ہے بلکہ اس کا مطمع نظر دین حق دین اسلام کی سر بلندی ہوا کرتی ہے۔

لِتَكُونَ كَلِمَةً لِلَّهِ هِيَ الْعُلْيَا .

جنگ کے دوران کسی بھی طرح کے حالات پیش آ سکتے ہیں اور کبھی کبھی کسی ایک کی بزدلی دکھانے سے پوری فوج شکست سے دوچار ہو جاتی ہے اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی کے بہادری دکھانے سے اور اسکی جوانمردی اور بے جگری سے جنگ کا نقشہ بدل جاتا ہے شکست خوردہ فوج بھی اس کو دیکھ کر حوصلہ میں آ جاتی ہے پھر ایسا زور دار حملہ کرتی ہے کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں اور وہ میدان جنگ سے بھاگ جاتے ہیں عافیت سمجھتے ہیں اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدان جنگ سے بھاگ جانے کی اجازت نہیں دی ہے اور اسے کبار میں شمار کیا ہے۔



عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
 اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤْبَقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا هُنَّ؟ قَالَ:
 الشِّرْكَ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ
 الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ
 الْمُؤْمِنَاتِ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صفحہ ۲۳۸	رقم الحدیث (۴۳۴)	تہذیب الترغیب
صفحہ ۸۵۳	جلد ۲ رقم الحدیث (۲۷۶۶)	صحیح البخاری
صفحہ ۱۲۸	جلد ۱ رقم الحدیث (۸۹)	صحیح مسلم
صفحہ ۱۲۷	جلد ۲ رقم الحدیث (۲۸۷۴)	سنن ابی داؤد
صفحہ ۲۰۸	جلد ۲ رقم الحدیث (۲۸۷۴)	صحیح سنن ابی داؤد
	صحیح	قابل الالبانی:
صفحہ ۲۶۰	جلد ۶ رقم الحدیث (۳۶۷۰)	سنن النسائی
صفحہ ۲۵۸	جلد ۹ رقم الحدیث (۱۲۹۱۵)	تحفة الاشراف

نے فرمایا:

سبع موبقات (سات ہلاک کرنے والی چیزیں) سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کی
یا رسول اللہ وہ کون کون سی چیزیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

- ۱۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا
- ۲۔ جادو
- ۳۔ اس نفس کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔
- ۴۔ ربا (سود) کھانا
- ۵۔ یتیم کا ناحق مال کھانا
- ۶۔ جنگ کے دن میدان جنگ سے بھاگ جانا
- ۷۔ پاکدامن غافل مومن عورتوں پر تہمت لگانا

-☆-

میدان جنگ میں ثابت قدم رہنے کا اس درجہ تاکید حکم ہے کہ فرمایا اگر تجھے اپنی جان
بھی دینی پڑے بھاگنا نہیں اور اگر چہ تیرے ساتھی بھاگ بھی رہے ہوں تجھے بھاگ جانے کی
اجازت نہیں۔

وَأَنْفِقْ عَلَىٰ أَهْلِكَ

اہل خانہ پر اپنا مال خرچ کرو اپنی اہلیہ اپنے بچوں پر یہ مال جائز طریقے سے اور ان کی
بھلائی و بہتری کیلئے خرچ کرو۔

بعض لوگوں کی طبیعت اس درجہ حریص ہوا کرتی ہے کہ ان کے بیوی بچے بھوک سے

نڈھال ہوتے ہیں پھر بھی وہ مال ہوتے ہوئے ان پر خرچ نہیں کرتے۔

کاروبار بھی وسیع ہوتا ہے آمدن بھی معقول ہوتی ہے اس کے باوجود اپنی اولاد اور اپنی اہلیہ کو کچھ دینا ان کے دل پر گراں گزرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے لوگوں کو تنبیہ کیا اور اپنے اہل و عیال پر مال خرچ کرنے کی ترغیب دی یاد رہے اب اس حدیث پاک کو دیکھ کر جو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے گا اسے دو ہزار اجر ملے گا ایک اہل و عیال پر خرچ کرنے کا دوسرا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے کا ثواب ملے گا۔

اپنے اہل و عیال کی تربیت بھی لازم ہے اگر اولاد کی بروقت تربیت نہ کی جائے تو اولاد بگڑ جاتی ہے پھر وہ اولاد اپنے ماں باپ کیلئے پریشانی کا باعث بنتی ہے ماں باپ ہی نہیں اپنے اعزہ و اقارب کی رسوائی کا سبب بنتی ہے۔

اس تربیت کے سلسلہ میں ان پر کچھ سختی بھی کرنی چاہئے تاکہ ان کے دلوں پر کچھ نہ کچھ ہیبت تو ضرور رہے اور اگر وہ کوئی غلطی کرنے لگیں تو ان کے شعور میں یہ بات ہو کہ اگر ابا کو علم ہو گیا تو گوش مالی ہوگی۔ اس ہیبت کی وجہ سے کئی قسم کی غلطیوں کے ارتکاب سے محفوظ رہیں گے۔

باپ کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنی اولاد پر انتہائی درجہ مشفق ہو محبت و پیار کا درس عملی طور پر دے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اولاد بے فکر اور بے خوف ہو کر حقوق اللہ بھی پامال کرتی رہے بلکہ گھر کے سربراہ پر لازم ہے کہ انہیں پنج وقتہ صلاۃ کیلئے مسجد جانے کی ترغیب دے اگر کوئی بچہ سستی کرے تو اس کی سرزنش بھی کرے تا وقتیکہ یہ صلاۃ ادا کرنا اس کی طبیعت بن جائے اور جب تک وہ علیم خبیر کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو جائے اسے چین و سکون نہ ملے۔

والدین - حسن سلوک کے

سب سے زیادہ حقدار

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ "عَنْ عَمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شَبْرَمَةَ

عَنْ أَبِي زُرْعَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ "إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ

قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ أَبُوكَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۱)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۹۱
الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۳۶۷۰)	جلد ۳	صفحہ ۲۹۱
قال المحقق:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۴۸)	جلد ۵	صفحہ ۱۳۳
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۰۴)	جلد ۳	صفحہ ۳۵۸
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۵۴۶)	جلد ۲	صفحہ ۱۷۵
قال الالبانی:	حسن		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ایک آدمی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے حسن صحبت کا لوگوں میں سب سے حقدار کون ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

مشكاة المصابيح	رقم الحديث (۲۹۲۹)	جلد ۳	صفحہ ۱۳۷۹
سنن ابی داؤد	رقم الحديث (۵۱۳۹)	جلد ۲	صفحہ ۷۵۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحديث (۵۱۳۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۶۲
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحديث (۲۷۰۶)	جلد ۴	صفحہ ۲۷۲
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحديث (۲۲۰۲)	جلد ۲	صفحہ ۳۶۲
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحديث (۲۳۳)	جلد ۲	صفحہ ۱۷۵
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
مصنف ابن ابی شیبہ			
شرح السنۃ للبخاری	رقم الحديث (۳۳۱۶)	جلد ۱۳	صفحہ ۳
مسند الامام احمد	رقم الحديث (۸۳۲۶)	جلد ۸	صفحہ ۲۸۳
قال احمد محمد شاكر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحديث (۱۹۹۳۱)	جلد ۱۵	صفحہ ۱۱۲
قال تمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

نے فرمایا تیری والدہ۔ اس نے عرض کی پھر کون؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے عرض کی پھر کون تو حضور نے فرمایا تیری والدہ۔ تو اس نے (چوتھی مرتبہ) پوچھا پھر کون؟ تو حضور نے فرمایا پھر تیرا باپ۔

-☆-

دین اسلام اپنے ماننے والوں کو اصلاح کا درس دیتا ہے اس دین حق کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ یہ اصلاح کا داعی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑے مصلح بن کر تشریف لائے۔

اب سوال یہ ہے کہ اصلاح کسے کہتے ہیں
کیا کسی غریب و کنگال کو غربت و مفلسی سے نکالنا اصلاح ہے؟
کیا کسی جاہل کو علم کی دولت سے آراستہ کر دینا اصلاح ہے؟
کیا کسی مریض و بیمار کو تندرستی دینا اصلاح کہلاتا ہے؟
کیا کسی کمزور و ضعیف کو قوت و طاقت دینا اصلاح کے زمرے میں آتا ہے؟
ہو سکتا ہے آدمی غریب و کنگال ہو تو پیار و محبت کا پیکر ہو اخلاق کریمانہ سے متصف ہو
لیکن جب اسے دولت مل جائے وہ سرمایہ داروں کی فہرست میں شامل ہو جائے تو مجسمہ نفرت و حقارت بن جائے اخلاق جمیلہ کو خیر باد کہہ کر بد خلقی کا پیکر بن جائے۔

ہو سکتا ہے جب آدمی جاہل ہو اس وقت وہ بڑے چھوٹے کا خیال رکھنے والا ہو ہر بڑے سے عزت و تکریم سے پیش آتا ہو اور ہر چھوٹے پر شفقت کرتا ہو بزرگوں کے ادب و احترام کا گرویدہ ہو اور بچوں سے پیار و محبت سے پیش آتا ہو لیکن جیسے ہی وہ علم حاصل کرے

غرور و تکبر کو شیوہ بنالے نہ بڑوں کی عزت کا پاس ہو اور نہ چھوٹوں پر شفقت کرنی جانتا ہو۔ بلکہ ہر ایک کو اپنے سے کمتر سمجھنا شروع کر دے۔

ہوسکتا ہے جب آدمی مریض و بیمار ہو اسے ہر وقت اللہ یاد آتا ہو موت کو اپنے سامنے دیکھ کر فکر آخرت میں لگن ہو مگر جیسے ہی وہ صحت یاب ہو اس کے ذہن میں فرعونیت سما جائے وہ اللہ کو بھول کر اس کے احکامات کا مذاق اڑانا شروع کر دے موت کو فراموش کر کے فسق و فجور کا بازار گرم کر دے۔

ہوسکتا ہے کہ جب آدمی ضعیف و کمزور ہو وہ کسی کی دل آزاری نہ کرتا ہو کسی پر الزام تراشی نہ کرتا ہو ہر ایک کی خوبیاں اور اچھائیاں اس کی نظروں کے سامنے ہوں اور جس کا بھی ذکر کرے خیر و بھلائی سے ذکر کرے لیکن جیسے ہی اسے قوت و طاقت میسر آ جائے وہ بالکل بدل جائے اور ہر ملنے والے کی دل آزاری کرنا شروع کرے طعن و تشنیع سے دلوں کو زخمی کرنا عادت بنالے اور ہر ایک کی برائیاں سرعام بیان کرنا شروع کر دے۔

تو اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ ساری چیزیں اصلاح نہیں اور یقیناً نہیں ہیں تو پھر اصلاح کس چیز کا نام ہے۔

اصلاح دل کے درست ہونے کا نام ہے خیالات و احساسات کے پاک ہونے کا نام اور من کے اجلا اور صاف ہونے کا نام ہے۔

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ فِي الْجَسَدِ لَمُْضْغَةً إِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ إِلَّا وَهِيَ الْقَلْبُ.

ترجمة الحديث:

جسم انسانی میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہے تو تمام جسم درست ہے اور اگر اس میں فساد ہے تو تمام جسم فساد میں مبتلا ہے۔ سن لیجئے وہ دل ہے۔

صفحة ۱۰۵	جلد ۱۵	رقم الحديث (۱۹۹۱۱)	مسند الامام احمد قال حمزة احمد الزين: اسنادہ صحیح
صفحة ۲۰۷	جلد ۵	رقم الحديث (۷۳۲۳)	المستدرک للحاکم قال الحاکم: هذا حديث صحیح
صفحة ۱۵		رقم الحديث (۳)	الادب المفرد قال الالبانی: حسن
صفحة ۳۲		رقم الحديث (۳)	صحیح الادب المفرد قال الالبانی: حسن
صفحة ۳	جلد ۸	رقم الحديث (۱۵۷۵۵)	السنن الکبریٰ للبیہقی قال المحقق: صحیح
صفحة ۳۷۵	جلد ۱۰	رقم الحديث (۵۵۲۱)	تاریخ بغداد
صفحة ۲۶۵	جلد ۳	رقم الحديث (۱۳۵۸)	تاریخ بغداد
صفحة ۳۱۵	جلد ۶		اتحاف السادة المتقين
صفحة ۲۰۵	جلد ۱۹	رقم الحديث (۹۵۸)	المعجم الکبیر
صفحة ۳۶۶	جلد ۴	رقم الحديث (۱۶۶۷-۱۶۶۷)	شرح مشکل الآثار قال المحقق: اسنادہ صحیح



دین اسلام اور خود بانی اسلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلوں کی اصلاح کیلئے تشریف لائے ہیں اگر دل درست ہے تو ہر چیز درست ہے اگر خیالات و احساسات پاک ہیں تو پھر جہاں بھی چلا جائے اس کی قبائے عزت کو کوئی داغدار نہیں کر سکتا۔

اگر قلب درست ہے تو اس کے خیالات کو پاکیزگی ملے گی پھر وہ ہر ایسی حرکت کرے گا جو اسکے باطن کے اجلا ہونے کا پتہ بتائے اور ہر وہ عمل کرے گا جس سے اس کے من کا تقدس عیاں ہو۔

اسی نعمت کے حصول کیلئے اور اسکے حصول کے بعد اس کے دوام کیلئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض و معروض کیا کرتے تھے جس سے مدعا باطن کی مزید پاکیزگی تھا اور قلب کو مزید منور کرنا تھا تا کہ جہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ جائیں اس جگہ کو بلکہ وہاں کے مکینوں کو بقیعہ انوار بنا دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن صحبت سے سوال پر جواب دیتے ہوئے فرمایا اپنی والدہ سے حسن صحبت سے پیش آو۔ اگر تمہیں مال و دولت مل گیا ہے تو اترانا نہیں بلکہ ماں کی پہلے سے زیادہ خدمت کرنی ہے اگر جہالت کے اندھیرے چھٹ چکے ہیں اور نورِ علم سے آراستہ ہے تو پھر بھی سلامتی کا راستہ ماں کی خدمت سے ہو کر جاتا ہے اگر کمزور و ناتواں تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تمہیں قوت و طاقت عطا کی ہے تو اس سے فرعون نہ بننا بلکہ ماں کی خدمت کرنا اس کے حسن سلوک سے پیش آنا کیونکہ جب ایک ضعیفہ کی خدمت کرو گے اس کی دلجوئی اپنا شیوہ بناو گے تو تمہارے نفس کی انانیت خود بخود ختم ہو جائے گی اور تم اپنی قوت و طاقت کا غلط استعمال نہیں کرو گے بلکہ اسے حق کی سر بلندی کیلئے صرف کرو گے۔ بلکہ ماں کی خدمت کو باپ کی

خدمت سے تین درجہ فائق قرار دیا۔

ہمارا دین کتنا سچا دین ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس درجہ شفیق و رحیم نبی ہیں کہ عالمِ ضعیفی میں گزرنے والے افراد کا خیال رکھتے ہیں بلکہ ان کی خدمت کیلئے انہیں کے جگر پاروں کو مقرر کرتے ہیں تاکہ جب ضعف کا غلبہ ہو اور لاعلاج بیماریاں اپنے نیچے گاڑ دیں تو اولاد کی خدمت سے کم از کم ان کے دل کو سکون و اطمینان تو ملے ہاں دل کا سکون ساری کلفتوں کو بھول جایا کرتا ہے۔

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ بُحَيْرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ

خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يُوصِيكُم بِأُمَّهَاتِكُمْ (ثَلَاثًا) إِنَّ اللَّهَ يُوصِيكُم بِأَبَائِكُمْ إِنَّ اللَّهَ يُوصِيكُم بِالْأَقْرَبِ فَأَلْأَقْرَبِ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۶۶۱)	جلد ۴	صفحہ ۲۱۳
قال محمود محمد محمود:	اسنادہ صحیح، الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۹۶۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۱۲
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۳)		صفحہ ۵۲
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۶۶۶)	جلد ۴	صفحہ ۲۲۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۱۲۱)	جلد ۱۳	صفحہ ۲۹۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

خدمت سے تین درجہ فائق قرار دیا۔

ہمارا دین کتنا سچا دین ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس درجہ شفیق و رحیم نبی ہیں کہ عالمِ ضعیفی میں گزرنے والے افراد کا خیال رکھتے ہیں بلکہ ان کی خدمت کیلئے انہیں کے جگر پاروں کو مقرر کرتے ہیں تاکہ جب ضعف کا غلبہ ہو اور لاعلاج بیماریاں اپنے نیچے گاڑ دیں تو اولاد کی خدمت سے کم از کم ان کے دل کو سکون و اطمینان تو ملے ہاں دل کا سکون ساری کلفتوں کو بھول جایا کرتا ہے۔

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ بُحَيْرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ

خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يُوصِيكُم بِأُمَّهَاتِكُمْ (ثَلَاثًا) إِنَّ اللَّهَ يُوصِيكُم بِأَبَائِكُمْ إِنَّ اللَّهَ يُوصِيكُم بِالْأَقْرَبِ فَأَلْأَقْرَبِ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۶۶۱)	جلد ۴	صفحہ ۲۱۳
قال محمود محمد محمود:	اسنادہ صحیح، الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۹۶۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۱۲
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۳)		صفحہ ۵۲
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۶۶۶)	جلد ۴	صفحہ ۲۲۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۱۲۱)	جلد ۱۳	صفحہ ۲۹۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت المقدم بن معد يكرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ماؤوں سے حسن سلوک کی وصیت فرماتا ہے اور یہ تین مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے اپنے والد سے حسن سلوک کی وصیت فرماتا ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی قریبی رشتہ دار پھر قریبی رشتہ دار سے حسن سلوک کی وصیت فرماتا ہے۔

-☆-

صفحہ ۳۰۱	جلد ۴	رقم الحدیث (۷۷۶۶)	السنن الکبریٰ للبیہقی
صفحہ ۵۰۸	جلد ۸	رقم الحدیث (۱۱۵۶۲)	تحفة الاشراف
صفحہ ۴۵۲	جلد ۱۵	رقم الحدیث (۱۱۸۲۱)	المسند الجامع
صفحہ ۴۰۲	جلد ۱۰		فتح الباری
صفحہ ۲۰۹	جلد ۵	رقم الحدیث (۷۳۲۸)	المستدرک
صفحہ ۵۵۵	جلد ۴	رقم الحدیث (۷۶۱۴)	مجمع الزوائد
صفحہ ۲۵۷	جلد ۸	رقم الحدیث (۱۳۴۰۵)	مجمع الزوائد
صفحہ ۳۸۷	جلد ۱	رقم الحدیث (۳۶۶۱)	جامع الاصول
		هذا السناد صحیح	قال المحقق:



حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونِ الْمَكِّيِّ، ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمَارَةَ بْنِ
الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَبْرَ قَالَ أُمَّكَ
قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ أُمَّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ أَبَاكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ الْآذِنِي فَأَلَا ذُنِي

سنن ابن ماجه	رقم الحديث (٣٦٥٨)	جلد ٢	صفحہ ٢١٢
قال محمود محمد محمود:	الحديث صحيح: اسناده صحيح		
سنن ابن ماجه	رقم الحديث (٣٦٥٨)	جلد ٥	صفحہ ٢٥٠
قال بشار عواد:	اسناده حسن		
صحیح سنن ابن ماجه	رقم الحديث (٢٩٦٦)	جلد ٣	صفحہ ٢١٣
قال الالباني:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحديث (٢١٦٩)	جلد ٤	صفحہ ٢٣٢
قال الالباني:	صحیح		
تحفة الاشراف	رقم الحديث (١١٣٨٣)	جلد ٨	صفحہ ٢٢٩
قال المحقق:	حسن		
تحفة الاشراف	رقم الحديث (١٣٩٢٠)	جلد ١٠	صفحہ ٢٣٩

ترجمة الحديث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون زیادہ حقدار ہے کہ ہم اس سے نیکی کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری والدہ اس نے کہا ماں کے بعد پھر کون ہے تو حضور نے فرمایا تیری ماں اس نے عرض کی پھر اس کے بعد حسن سلوک کا کون زیادہ حقدار ہے فرمایا تیرا باپ فرمایا پھر قریبی رشتہ دار پھر قریبی رشتہ دار۔

والدین سے حسن سلوک

ہر حالت میں

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ:

نَزَلَتْ فِيَّ أَرْبَعُ آيَاتٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى

كَانَتْ أُمِّي حَلَفَتْ أَنْ لَا تَأْكُلُ وَلَا تَشْرَبُ حَتَّىٰ أُفَارِقَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ مَا لَيْسَ

لَكَ بِهِ عِلْمٌ "فَلَا تُطْعُهُمَا وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا (لقمان، ۱۵)

(وَالثَّانِيَةَ) إِنِّي كُنْتُ أَخَذْتُ سَيْفًا أَعْجَبَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَبْ لِي

هَذَا فَنَزَلَتْ، "يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ"

(وَالثَّلَاثَةَ) إِنِّي مَرَضْتُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَقْسِمَ مَالِي أَفَأَوْصِي بِالنِّصْفِ؟ فَقَالَ "لَا"

فَقُلْتُ: الثَّلَاثُ فَسَكَتَ، فَكَانَ الثَّلَاثُ بَعْدَهُ جَائِزًا.

(وَالرَّابِعَةَ) إِنِّي شَرِبْتُ الْخَمْرَ مَعَ قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَضَرَبَ رَجُلٌ مِنْهُمْ

أَنْفِي بِلِحْيِي جَمَلٍ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
تَحْرِيمَ الْخَمْرِ.

ترجمة الحديث:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قرآن کریم کی چار آیات میرے بارے میں نازل ہوئی ہیں

میری والدہ نے حلف اٹھا لیا تھا کہ وہ نہ کھائے گی اور نہ پیئے گی یہاں تک کہ میں حضور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدائی اختیار کروں تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

اور اگر وہ دونوں (ماں، باپ) کوشش کریں کہ تو شرک کرے اس کے ساتھ جسکا تجھے

علم نہیں تو اس بات میں ان دونوں کی اطاعت نہ کر لیکن دنیا میں اس کے ساتھ حسن سلوک سے

پیش آ۔

دوسری آیت: میں نے ایک تلوار پکڑی جو مجھے پسند آگئی تو میں نے عرض کی یا رسول

اللہ! یہ مجھے عنایت فرما دیجئے تو آیت کریمہ نازل ہوئی

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ

تیسری آیت: میں بیمار ہوا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تیمارداری

کیلئے تشریف لائے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال (فی سبیل

اللہ) تقسیم کروں تو کیا حضور مجھے نصف مال خرچ کرنے کی اجازت ہے۔ تو حضور نے فرمایا نہیں

میں نے پھر عرض کی کیا ایک تہائی مال خرچ کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکوت فرمایا تو اس کے بعد ثلث کو جائز قرار دیا گیا۔

چوتھی آیت: میں نے انصار کی ایک جماعت کے ساتھ خمر پی لی تو ان میں سے ایک آدمی نے میرے ناک پر اونٹ کے جڑے کی ہڈی دے ماری تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا حکم نازل فرما دیا۔

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ: أَخْبَرَنِي أَبِي: أَخْبَرَتْنِي أَسْمَاءُ ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ اتَّيَبْتُ أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَصْلُهَا! قَالَ "نَعَمْ" قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهَا لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۸)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۹۵
اسنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۸۳۳۱)	جلد ۹	صفحہ ۲۱۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۲۳)	جلد ۲	صفحہ ۱۹۸
شرح السنن للبخاری	رقم الحدیث (۳۲۲۵)	جلد ۱۳	صفحہ ۱۳
قال المحقق:	هذا حدیث متفق علی صحته		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۰۳)	جلد ۲	صفحہ ۳۹۱
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۶۸)	جلد ۱	صفحہ ۵۲۳
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۶۸)	جلد ۱	صفحہ ۴۶۴
قال الالبانی:	صحیح		
المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۳۱۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۲

ترجمة الحديث:

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا

میری (کافرہ) ماں میرے پاس کچھ مانگتے ہوئے آئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں تو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کیا میں اس سے ملوں؟ اس سے صلہ رحمی کروں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا ہاں صلہ رحمی کرو۔

ابن عیینہ نے فرمایا:

اللہ نے ان کے بارے میں نازل فرمایا:

لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ .

-☆-

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن ہیں۔ ان کی والدہ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں طلاق دے دی تھی یہ زمانہ اسلام میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیوی نہیں تھیں اور یہ اپنے مشرکانہ عقائد پر قائم رہیں۔

صلح حدیبیہ کے بعد جب امن کا دور شروع ہوا اور مسلمان مکہ مکرمہ جانے لگے اور مشرکین مدینہ منورہ آنے لگے تو حضرت اسماء کی یہ مشرکہ والدہ مدینہ منورہ اپنی بیٹی کے پاس آئیں اس امید پر کہ بیٹی میری کچھ خدمت کرے اور میرے بڑھاپے کا خیال رکھے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہ نے ماں کی کچھ خدمت کرنے سے پہلے بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دی اور حضور سے دریافت فرمایا کیا میں اپنی مشرکہ ماں کی مالی معاونت کروں کیا مجھے اس سے صلہ رحمی کی اجازت ہے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا:

ہاں اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو اگر چہ وہ مشرکہ ہی کیوں نہ ہو۔

قربان جائیں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جن کی رحمت نے کسی کو بھی

محروم نہیں رکھا اپنا ہو یا بیگانہ، ماننے والا ہو یا منکر ہر ایک کو آپ نے اپنی رحمت سے نوازا ہے

ہاں یہ الگ بات ہے کہ کوئی آپ کی بارانِ رحمت کے دوران اپنا برتن ہی الٹا کر دے یہ اسکی

حرام نصیبی ہے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت و عنایت کا کوئی قصور نہیں۔

ماں ماں ہے اس کا ہر حال میں خیال رکھنا ضروری ہے۔

تقديم بر الوالدين

على التطوع بالصلاة وغيرها

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ،

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ

”لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةً“. عَيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ وَكَانَ جُرَيْجٌ

رَجُلًا عَابِدًا، فَاتَّخَذَ صَوْمَعَةً فَكَانَ فِيهَا، فَاتَّتْهُ أُمُّهُ، وَهُوَ يُصَلِّي فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ،

فَقَالَ يَا رَبِّ! أُمِّي وَصَلَاتِي فَأَقْبَلَ عَلَيَّ صَلَاتِي، فَانْصَرَفَتْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اتَّتْهُ

وَهُوَ يُصَلِّي فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ فَقَالَ يَا رَبِّ! أُمِّي وَصَلَاتِي فَأَقْبَلَ عَلَيَّ صَلَاتِي

فَانْصَرَفَتْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اتَّتْهُ وَهُوَ يُصَلِّي فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ قَالَ أَيُّ رَبِّ أُمِّي

وَصَلَاتِي فَأَقْبَلَ عَلَيَّ صَلَاتِي فَقَالَتْ! اللَّهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى وَجْهِهِ

الْمُؤْمِسَاتِ فَتَذَاكَرَ بَنُو إِسْرَائِيلَ جُرَيْجًا وَعِبَادَتَهُ، وَكَانَتْ امْرَأَةً بَغِيًّا يُتَمَثَّلُ

بِحُسْنِهَا فَقَالَتْ إِنْ شِئْتُمْ لَا فِتْنَنَّهُ لَكُمْ، قَالَ فَتَعَرَّضْتُ لَهُ، فَلَمْ يُلْتَفِتْ إِلَيْهَا فَاتَّتْ

رَاعِيًا كَانَ يَأْوِي إِلَى صَوْمَعَتِهِ فَأَمَكَّنْتُهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَحَمَلَتْ فَلَمَّا وُلِدَتْ قَالَتْ هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ. فَأَتَوَهُ فَاسْتَنْزَلُوهُ وَهَدَمُوا صَوْمَعَتَهُ وَجَعَلُوا يَضْرِبُونَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوا زَنَيْتَ بِهَذِهِ الْبَغِي فَوُلِدَتْ مِنْكَ فَقَالَ أَيْنَ الصَّبِيُّ فَجَاءَ وَابِي فَقَالَ دَعُونِي حَتَّى أَصَلِّيَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَى الصَّبِيَّ فَطَعَنَ فِي بَطْنِهِ وَقَالَ يَا غُلَامُ مَنْ أَبُوكَ؟ قَالَ فَلَانَ الرَّاعِي. قَالَ فَأَقْبِلُوا عَلَيَّ جُرَيْجُ يُقْبِلُونَهُ وَيَتَمَسَّحُونَ بِهِ وَقَالُوا نَبِيُّ لَكَ صَوْمَعَتِكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ: لَا أَعِيدُوهَا مِنْ طِينٍ كَمَا كَانَتْ فَفَعَلُوا

فَبَيْنَا صَبِيٌّ "يَرْضَعُ أُمَّه" فَمَرَّ رَجُلٌ "رَاكِبٌ" عَلَى دَابَّةٍ فَارَاهُ وَشَارَهُ حَسَنَةً فَقَالَتْ أُمَّه. اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَ هَذَا. فَتَرَكَ الثَّدْيَ وَأَقْبَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهِ فَجَعَلَ يَرْضَعُ قَالَ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحْكِي إِرْتِضَاعَهُ، بِأَصْبَعِهِ السَّبَابِيهِ فِي فَمِهِ فَجَعَلَ يَمُصُّهَا

قَالَ: وَمَرُّوا بِجَارِيَةٍ وَهُمْ يَضْرِبُونَهَا وَيَقُولُونَ زَنَيْتِ سَرِقَتٍ وَهِيَ تَقُولُ: حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ فَقَالَتْ أُمَّه، اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهُ، فَتَرَكَ الرِّضَاعَ وَنَظَرَ إِلَيْهَا فَقَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا فَهَنَّاكَ تَرَاجَعَا الْحَدِيثَ فَقَالَتْ حَلَقِي مَرَّ رَجُلٌ "حَسَنُ الْهَيْئَةِ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهَا فَقُلْتُ اللَّهُمَّ لَا يَجْعَلْنِي مِثْلَهُ. وَمَرُّوا بِهَذِهِ الْأَمَةِ وَهُمْ يَضْرِبُونَهَا وَيَقُولُونَ زَنَيْتِ وَسَرِقَتِ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهَا فَقُلْتُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا.

قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ كَانَ جَبَّارًا فَقُلْتُ اللَّهُمَّ لَا يَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، وَإِنَّ هَذِهِ يَقُولُونَ لَهَا زَنَيْتِ وَلَمْ تَزْنِي وَسَرِقْتِ وَلَمْ تَسْرِقْ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جھولے میں (دودھ پیتے بچوں میں) تین آدمیوں نے کلام کیا۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور صاحب جرتج نے۔

جرتج ایک عبادت گزار آدمی تھا اس نے ایک عبادت خانہ بنا لیا تھا (جس میں وہ اللہ کی بندگی کیا کرتا تھا)۔ وہ اس عبادت گاہ میں تھا کہ اس کی والدہ اس سے ملنے کیلئے آئی اور وہ

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۵۰)	جلد ۸	صفحہ ۱۰
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۸۲۱)	جلد ۸	صفحہ ۲۳۶
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۳۳۶)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۷۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۵۶۹)	جلد ۹	صفحہ ۲۵۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۳۸۹)	جلد ۱۳	صفحہ ۴۱۱
قال شعيب الارنؤوط: اسنادہ صحیح علی شرط الشيخین			
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۳۸۲)	جلد ۲	صفحہ ۷۴۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۵۶۹)	جلد ۹	صفحہ ۲۵۷
قال حمزه احمد الزین: اسنادہ صحیح			
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۲۰۶)	جلد ۱	صفحہ ۳۶۰
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۳)		صفحہ ۴۳
قال الالبانی صحیح			

صلاة (نماز) ادا کر رہا تھا۔

اس کی ماں نے کہا اے جُرتج! تو اس (جُرتج) نے کہا اے میری رب! میری ماں میرے صلاة (نماز) ادا کرتے وقت آئی ہے (اب کیا کروں؟) تو اس نے اپنی صلاة جاری رکھی۔ تو اس کی ماں واپس چلی گئی۔

دوسرے دن اس کی ماں پھر آئی اس حال میں کہ وہ (جُرتج) صلاة ادا کر رہا تھا۔ تو ماں نے آواز دی اے جُرتج! تو اس نے کہا اے میرے رب میری ماں میرے صلاة ادا کرتے وقت آئی ہے (کیا کروں؟) تو اس نے اپنی صلاة جاری رکھی تو اس کی ماں پھر واپس چلی گئی۔ اگلے دن اس کی ماں پھر آئی کہ اس کا بیٹا جُرتج صلاة ادا کر رہا تھا تو ماں نے آواز دی اے جُرتج! اس نے کہا اے میرے رب میری ماں اس حال میں آئی ہے کہ میں صلاة ادا کر رہا ہوں (اب کیا کروں؟) اس نے اپنی صلاة (نماز) کو جاری رکھا۔

ماں کی زبان سے جاتے ہوئے نکلا

اے اللہ سے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ بدکار عورتوں کو نہ دیکھے۔

بنی اسرائیل جُرتج اور اس کی (کثرت) عبادت کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت تھی جس کے حسن کی مثال دی جاتی تھی۔

اس نے کہا اگر تم چاہو تو میں اس جُرتج کو فتنہ میں مبتلا کر دوں۔

اس بدکار عورت نے جُرتج پر اپنا آپ پیش کیا لیکن اس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ تو وہ عورت ایک چرواہے کے پاس گئی جو اس کی عبادت گاہ میں پناہ لیا کرتا تھا۔ تو اس عورت نے اپنے آپ کو اس چرواہے کے قابو میں دے دیا جس سے وہ حاملہ ہو گئی۔

جب اس عورت نے بچہ جنا تو اس نے کہا یہ جُرتج کا ہے۔ لوگ مشتعل ہو کر آئے، اسے اس کے عبادت خانہ سے نیچے اتارا اور اس کا عبادت خانہ منہدم کر دیا اور لوگوں نے اسے پیٹنا شروع کر دیا۔ اس عبادت گزار (جُرتج) نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ (مجھے کیوں مار رہے ہو؟) لوگوں نے جواباً کہا تو نے اس بدکار عورت سے بدکاری کی ہے تو اب اس نے تیرا بچہ جنا ہے۔

اس جُرتج نے کہا بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس بچہ کو لے کر آئے تو جُرتج نے کہا مجھے صلاۃ ادا کرنے دو۔ تو اس نے صلاۃ ادا کی جب صلاۃ سے فارغ ہوا تو بچے کے پاس آیا تو اس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ لگایا اور کہا:

اے بیٹے! تیرا باپ کون ہے؟ تو اس بچے نے جواب دیا فلاں چرواھا۔ (اتنا سننے کی دیر تھی کہ) لوگ (شرمسار ہو کر) جُرتج کی طرف آئے اسے بوسے دینے لگے اور (عقیدت سے) اس پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ لوگوں نے کہا ہم آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنا دیتے ہیں تو اس نے کہا نہیں بلکہ جیسے مٹی کا بنا ہوا تھا ایسے ہی بنا دو۔ تو انہوں نے اس کا عبادت خانہ دوبارہ تعمیر کر دیا۔

وہی بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ سبک رفتار طاقتور سواری پر ایک خوش شکل شہسوار گزرا تو اس کی ماں نے کہا

اے اللہ میرا بیٹا اس جیسا کر دے تو اس بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا تو اس کی طرف متوجہ ہوا اور دیکھا تو کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ کرنا۔ پھر اس نے دودھ پینا شروع کر دیا۔

پھر لوگ ایک خادمہ کو لے کر گزرے وہ اسے زد کوب کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے تو نے بدکاری کی ہے تو نے چوری کی ہے اور وہ کہتی جا رہی تھی

حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

مجھے میرا اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔

تو اس بچے کی ماں نے کہا اے اللہ میرے بچے کو اس جیسا نہ کرنا تو بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس کی طرف دیکھا تو کہا اے اللہ مجھے اس جیسا کر دے۔

یہاں سے ماں بیٹا کے درمیان گفتگو شروع ہوئی

ماں نے کہا تیرے گلے کو بیماری لگے (کیسی باتیں گلے سے نکال رہا ہے)

ایک خوش شکل آدمی گزرا تو میں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا کر دے تو تو

نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ کرنا اور لوگ اس باندی کو لیے جا رہے تھے اور وہ اسے مارتے

جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے تو نے بدکاری کی تو نے چوری کی تو میں نے کہا اے اللہ! میرے

بیٹے کو اس جیسا نہ کرنا تو تو نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا کر دے۔

تو اس دودھ پیتے بچے نے جواب دیا

یہ آدمی بڑا جابر و ظالم ہے اس لیے میں نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ کرنا اور یہ

باندی لوگ اسے کہتے ہیں تو نے بدکاری کی حالانکہ اس کا دامن پاک ہے اس نے کوئی بدکاری

نہیں کی اور لوگ کہتے ہیں تو نے چوری کی حالانکہ اس نے کوئی چوری نہیں کی تو اس وجہ سے میں

نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا کر دے۔

-☆-

ماں ماں ہوا کرتی ہے اگرچہ وہ کسی عظیم المرتبت انسان کی ماں ہی کیوں نہ ہو اس کا

ادب و احترام اولاد پر لازم ہوا کرتا ہے اور اسکی دل جوئی اسکی خواہشات کا احترام اسلامی نقطہ نظر



سے ضروری ہوا کرتا ہے۔

زیر نظر حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عبادت گزار کا تذکرہ کیا جو اپنی عبادت و ریاضت میں انہماک کی حد تک مشغول رہا کرتا تھا۔ اسکی ماں نے دورانِ صلاۃ اسے بلایا تو وہ ذہنی کشمکش میں الجھ کر رہ گیا۔ ضعیفہ ماں کی بات کو جواب دیا جائے یا احکم الحاکمین کی عبادت جاری رکھی جائے۔ بہر حال عبادت و بندگی کو ترجیح دی اور ماں کی بات کا جواب نہ دیا۔

ماں کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات تقدیر الہی کا روپ دھار گئے اور وہ آزمائش میں گرفتار ہوا۔

اس حدیث پاک میں یہ درس بڑا واضح ہے ماں کی دعا اپنے بیٹے سے متعلق رو نہیں جاتی اس لیے ایسا کوئی عمل نہیں کرنا چاہیے جس سے ماں کا دل رنجیدہ ہو اور اسکی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکل جائے جو بعد میں پریشانی کا باعث بنے جب ایک ولی اللہ ماں کی دعا کے قہر کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکا تو اور کون ہوگا جو ماں کی دعا قہر و جلال کے اثرات سے محفوظ رہ سکے۔

حضرت جبرئیل رحمہ اللہ، اللہ کے صادق ولی تھے اور اسکے سچے عبادت گزار تھے اخلاص و لٹہیت سے اللہ کی بندگی کرنے والے آزمائش کی اس گھڑی میں سرخرو ہو کر نکلے یہ بھی کریم اللہ کی کرم نوازی ہے کہ وہ اپنے مقربین کو امتحان کے لمحات میں بھی بڑے عزت و وقار سے نکال لیتا ہے بلکہ عوام الناس کو انکے مرتبہ و مقام کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب وہ امتحان گاہ میں ہوتے ہیں اور اللہ اپنے مقربین کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔

صلاة کی اہمیت:

اس حدیث پاک میں صلاة کی اہمیت اور اجاگر ہو جاتی ہے۔ حضرت جبرئیلؑ جب اپنے اوپر الزام سنتے ہیں تو صلاة کی ادائیگی کا وقت مانگتے ہیں کیونکہ صلاة کی ادائیگی قرب الہی کا ذریعہ ہوتی ہے۔ ماں کی دعاء قہر کے اثرات کے بعد اللہ تعالیٰ کا قرب درکار ہے اور اس ذات وحدہ لا شریک کا قرب صلاة ادا کرنے سے بطریق اولیٰ نصیب ہوتا ہے۔ تو اہل ایمان کو جب بھی کوئی مشکل وقت آئے تو انہیں سب سے پہلے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونا چاہئے اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ کی کبرائی کا اعلان و اظہار کرنا چاہئے تاکہ اس کی عزت و کرامت اپنے عاجز بندے کو اپنی آغوش میں لے لے اور جسے اللہ کی رحمتیں اپنے دامن میں لے لیں وہ ہمیشہ بامراد ہوا کرتا ہے۔

کرامت کا صدور:

غیر نبی مقرب بارگاہ الہی سے خرق عادت کا ظہور کرامت کہلاتا ہے۔ آپ غور کیجئے حضرت جبرئیلؑ رحمۃ اللہ علیہ نے دودھ پیتے بچے کے جسم کو مس کیا آپ کے چھونے کی برکت تھی کہ اسکا سینہ علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بن گیا پھر اسے ان علوم سے مالا مال کر دیا جو علوم انسانی دسترس سے باہر ہوا کرتے ہیں۔ دودھ پیتا بچہ تو بول نہیں سکتا لیکن ایک عبادت گزار کے ہاتھ کی برکت سے اس میں قوت گویائی پیدا ہوئی اور فصیح و بلیغ زبان میں باتیں کرنے لگا۔ بات صرف تکلم تک نہ رہی بلکہ ایک ولی اللہ کی پاک دامنی کی گوائی دینے لگا اور ان حقائق سے بھی پردہ اٹھانے لگا جو انسان کی پہنچ سے بلند ہوا کرتے ہیں۔ دودھ پیتے بچے کو کیا خبر کہ اسکا باپ کون ہے

یہ ایک اللہ کے ولی کے ہاتھ کی کرامت تھی کہ بچہ فوراً بول کر اپنے باپ کا اعلان کر دیتا ہے۔
 ایک ولی اللہ کے ہاتھ کا یہ کمال ہے کہ اس کے ہاتھ کے لمس سے دودھ پیتے بچے حقائق سے پردے اٹھا دیتے ہیں تو اس ولی اللہ کے خود کمالات کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ اور یہ ولی اللہ اس خیر الامم کے ولی اللہ نہ تھے بلکہ پہلی امتوں میں سے کسی امت کے ولی اللہ تھے تو اس امت محمدیہ علی صاحبہا الف التحیہ والصلاۃ کے ولی اللہ کے علم اور انکے کمالات کس کی رسائی میں آسکتے ہیں۔ اب اندازہ لگائیے جو ولی ہی نہیں بلکہ نبی ہے صرف نبی ہی نہیں سب سے افضل و اعلیٰ نبی نبیوں کے امام اور خاتم النبیین ہیں انکے علم و فضل کا عالم کیا ہوگا۔ کیا یہ بد نصیبی کی انتہا نہ ہوگی کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو کوئی جبہ و دستار میں ملبوس اپنے پیمانے سے تولنا چاہے یا در ہے ایسی حرکت بلکہ اسی سوچ ایمان سے محروم کرنے کیلئے کافی ہے۔

اس بچہ نے ایک بات کر کے حضرت جرج رحمہ اللہ کی پاک دامنی بیان کر کے سلسلہ کلام ختم نہیں کیا بلکہ وہ مزید حقائق سے پردہ اٹھاتا رہا۔ اگر کوئی بد گزرا تو فقط ایک نظر سے اسکے ماضی کو جان لیا اور اگر کوئی نیک و پارسا عورت گزرتی ہے لیکن لوگ تہمتوں کے تیر برسا رہے ہیں اور مار پیٹ رہے ہیں لیکن یہ بچہ ایک نظر میں اسکے باطن کو پڑھ لیتا ہے اور اسکے نیک و پارسا ہونے کی گواہی دیتا ہے۔

اب اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی امتی جو ولایت کے منصب پر فائز ہو یا اس پر کسی ولی اللہ کی نظر کرم ہو جائے اور وہ کسی کے چہرے کو دیکھ کر اس کے حالات بتا دے اور اسکے باطن کو پڑھ کر اسکی ایمانی کیفیت بیان کر دے تو حیرانگی کی کونسی بات ہے اور نہ ماننے کی کونسی وجہ ہے۔

والدین سے حُسنِ سلوک درازی عمر اور رزق میں اضافہ کا سبب

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُمَدَّلَهُ فِي عُمُرِهِ وَيُزَادَ فِي رِزْقِهِ فَلْيَبِرَّ وَالِدَيْهِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

صفحہ ۳۲۵		تہذیب الترغیب والترہیب / رقم الحدیث (۸۳۰)
صفحہ ۱۸۹۶	جلد ۴	صحیح البخاری / رقم الحدیث (۵۹۸۶)
صفحہ ۱۳۲	جلد ۵	صحیح مسلم / رقم الحدیث (۲۵۵۷)
صفحہ ۱۰۵	جلد ۲	مسند الامام احمد / رقم الحدیث (۱۲۱۲)
		قال احمد محمد شاكر: اسنادہ صحیح
صفحہ ۲۷۹	جلد ۱۱	مسند الامام احمد / رقم الحدیث (۱۳۷۳۵)
		قال حمزه احمد الزين: اسنادہ صحیح
صفحہ ۲۵۳	جلد ۸	مجمع الزوائد / رقم الحدیث (۱۳۳۹۰)
صفحہ ۶۰۱	جلد ۵	جامع الاصول / رقم الحدیث (۳۶۹۷)
صفحہ ۵۸	جلد ۲	سنن ابی داؤد / رقم الحدیث (۱۶۹۳)
صفحہ ۳۶۹	جلد ۱	صحیح سنن ابی داؤد / رقم الحدیث (۱۶۹۳)
		قال الالبانی: صحیح
صفحہ ۶۱۶	جلد ۲	صحیح البخاری / رقم الحدیث (۲۰۶۷)
صفحہ ۳۹۶	جلد ۱	تحفۃ الاشراف / رقم الحدیث (۱۵۵۵)

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جسے اس بات سے مسرت و شادمانی ہو کہ اس کی عمر لمبی کر دی جائے اور اسکے رزق میں اضافہ کر دیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے ماں باپ سے حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی اختیار کرے۔

-☆-

ہر آدمی کی خواہش ہے کہ اس کا عمر میں اضافہ ہو، اس کا رزق بڑھا دیا جائے۔ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ایک سہل نسخہ ارشاد فرمایا ہے اپنے والدین سے حسن سلوک کرو اور صلہ رحمی کو اپنا شعار بناؤ تمہاری عمر دراز کر دی جائے گی اور تمہارے رزق میں اضافہ کر دیا جائے گا۔

لمبی عمر اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے اس میں انسان اپنی نیکیوں میں اضافہ کر سکتا ہے کثرت استغفار سے اپنے گناہوں کی سیاہی دھو سکتا ہے ذکر و فکر کر کے اللہ تعالیٰ کے قرب کی منزلیں طے کر سکتا ہے۔

لیکن موت کا ایک وقت مقرر ہے جس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ وقت مقرر پر ہر آدمی نے اس دنیا کو خیر باد کہنا ہے۔ انسان نیک ہو یا بد عابد ہو یا فاسق متقی ہو یا اللہ کا نافرمان ہر ایک نے اپنے مقررہ وقت پر اس دنیا سے چلے جانا ہے تو پھر اس حدیث پاک میں درازی عمر کا مفہوم کیا ہے؟

ہمارے ہاں زندگی سانس کے آنے جانے کا نام نبض کے حرکت کرنے کا نام ہے دل کے دھڑکنے کا نام ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے جسے چاہے زندگی کی دولت عطا فرما سکتا ہے چاہے اسکا سانس آئے یا نہ آئے اسکی نبض میں حرکت ہو یا نہ ہو۔ شہید بھی تو زندہ ہے اسکی زندگی کا کون مسلم انکار کر سکتا ہے اسی طرح ماں باپ کا فرمانبرداران سے حسن سلوک کرنے والا بھی زندہ رہتا ہے اللہ اسکی زندگی میں اضافہ فرما دیتا ہے کوئی مومن اسکا بھی انکار نہیں کر سکتا۔

دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

انسان کی زندگی دراز ہو تو وہ عبادت و ریاضت کر کے نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے اپنے درجات بلند کرتا ہے اور اللہ کے قرب سے سرفراز ہوتا ہے تو جو بندہ مومن والدین کا فرمانبردار ہو انکی خدمت کرنا اسکا شعار ہو اور ماں باپ کو خوش رکھ کر اسے قلبی سکون ملتا ہو تو ایسے خوش قسمت آدمی کیلئے خالق و مالک اسکی نیکیوں کا عرصہ دراز کر سکتا ہے اور اسکے نامہ اعمال میں اضافہ فرما سکتا ہے۔

مثلاً ماں باپ کا فرمانبردار روزانہ پانچوں وقت صلاۃ ادا کرتا ہے۔ تہجد کی صلاۃ کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ تلاوت قرآن کریم سے اپنی زبان کو تروتازہ رکھتا ہے اور ذکر الہی کی نئے سے مست رہتا ہے۔ جب ایسا آدمی دنیا سے رخصت ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اسکی خدمت والدین کے صلہ میں ان سے حسن سلوک کے مطابق اس کا عرصہ دراز کر دے اور اس عرصہ کو اس کی زندگی میں شمار کر دے یعنی اللہ تعالیٰ ماں باپ کے خدمت گزار سے خوش ہو اور اس کے صلہ میں اس کی زندگی میں سو سال کا اضافہ فرما دیا تو اب وہ اگر چہ اپنی قبر میں ہے لیکن نیکیاں لکھنے

والے اسکی سو سال تک نیکیاں لکھتے رہیں گے یہ صلوات (نمازیں) یہ تہجد یہ ذکر و اذکار موت پر ختم نہ ہوگا بلکہ فرشتے اسی طرح سو سال تک اسکی صلوات اسکی تہجد اور تلاوت قرآن کا ثواب لکھتے رہیں گے۔

واللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلم۔

ماں باپ کے خدمت گزار کے رزق میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسکے بھی کئی مفہوم ہو سکتے ہیں۔

۱۔ اسے دنیاوی رزق میں برکت ہو جاتی ہے پہلے وہی رزق گھر کے افراد کیلئے ناکافی ہوتا ہے لیکن ماں باپ کے خدمت گزار کو جب اللہ تعالیٰ انعام دیتا ہے تو یہی رزق تمام افرادِ خانہ کو کفایت کر جاتا ہے بلکہ گھر کے افراد سے بڑھ بھی جاتا ہے۔

۲۔ رزق صرف کھانے پینے کی ان مادی چیزوں کا نام ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر عطا کو رزق کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علم کی دولت سے سرفراز فرمائے یہ بھی رزق ہے تقویٰ کی سعادت بخش دے یہ بھی رزق ہے اپنی معرفت کے جامِ پلا دے یہ بھی رزق ہے تو گویا والدین سے حسن سلوک کرنے والے کو امیدوار رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے خصوصی خزانوں سے رزق عطا فرمائے گا۔

۳۔ ماں باپ کا خدمت گزار جب اس دنیا سے کوچ کر جائے لوگ اسے منوں مٹی کے نیچے دفن کر آئیں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اسکی قبر کو جنت کا باغ بنا سکتا ہے اور اس باغِ جنت میں اسے وہ رزق عطا فرمائے جس تک اس دنیا کے باسیوں کی رسائی نہیں۔

وَمَا ذَاكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ.

والدین کی خدمت گناہوں کا کفارہ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيمًا فَهَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ؟ قَالَ
لَا قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِرَّهَا.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض

کیا یا رسول اللہ! مجھ سے ایک عظیم گناہ سرزد ہو گیا ہے کیا میرے لیے توبہ ہے؟

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۵۵۴)	جلد ۲	صفحہ ۱۷۷
قال الالبانی:	صحیح		
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۸۵۷۷)	جلد ۶	صفحہ ۲۶۷
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۱۹۵۶۳)	جلد ۱۳	صفحہ ۴۲۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۱)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۲
قال الترمذی:	هذا حدیث صحیح		

حضور نے فرمایا: کیا تیری والدہ ہے؟ اس نے کہا نہیں تو حضور نے فرمایا کیا تیری خالہ ہے؟ اس نے کہا ہاں تو حضور نے فرمایا: اپنی خالہ سے حسن سلوک کرو اس کی خدمت و تابعداری کرو (اللہ تیرے گناہ کو معاف فرمائے گا)۔

-☆-

اللہ تعالیٰ گناہ سے ناراض ہوتا ہے معصیت کرنا اسے پسند نہیں اس لیے کہا گیا ہے کہ گناہ سرزد ہونے کے بعد نیکی کرنی چاہیے کیونکہ اگر گناہ ناراضگی کا سبب ہے تو نیکی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔ پھر جتنی زیادہ نیکیاں ہوں گی کریم اللہ اتنا ہی زیادہ راضی ہوگا۔

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ

اللہ کی رضا سب سے بڑی دولت ہے۔

جیسے گناہ گناہ میں فرق ہوتا ہے اس طرح نیکی نیکی میں فرق ہوتا ہے۔ جتنا بڑا گناہ ہوگا اس کی سیاہی اور ظلمت کو دھونے کیلئے اتنی ہی بڑی نیکی درکار ہے۔ اگر گناہ عظیم ہو تو نیکی بھی عظیم ہونی چاہیے۔ اب نیکیاں بھی ایک دوسری سے بڑھ کر درجہ رکھتی ہیں لیکن عظیم نیکیوں میں سے والدہ کی خدمت اور حسن سلوک ہے جو اپنی والدہ سے حسن سلوک سے پیش آتا ہے اور اسکی خدمت کر کے اس کا دل جیتتا ہے تو وہ درحقیقت ماں کا دل نہیں جیت رہا بلکہ اپنے خالق و مالک کو راضی کر رہا ہے۔

اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گناہ عظیم کے داغ کو دھونے کیلئے ماں کی خدمت کا درس دیا کیونکہ ماں کی خدمت بڑے سے بڑے گناہ کے داغ کو مٹا دیتی ہے اور اگر والدہ زندہ نہ ہو تو والدہ کی بہن خالہ موجود ہو تو اسکی خدمت کرنی چاہیے اس

سے صلہ رحمی کرنی چاہیے اور حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے وہ اگرچہ ماں تو نہیں لیکن ماں کی جگہ تو ہے جو ماں کے قائم مقام ہے اس کو راضی کرنے سے بڑے گناہ مٹ جاتے ہیں تو اپنی حقیقی ماں کی خدمت کرنے سے گناہوں کے داغ کیوں نہ مٹیں گے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلْخَالَةُ

بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ.

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۵۵۳)	جلد ۲	صفحہ ۱۷۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۱)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۱
قال الترمذی:	هذا حدیث صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۲۱۹۰)	جلد ۷	صفحہ ۲۳۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۶۹۹)	جلد ۲	صفحہ ۸۲۰
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۲۸۰)	جلد ۱	صفحہ ۶۹۲
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۲۸۰)	جلد ۲	صفحہ ۳۳
قال الالبانی:	صحیح		
سنن اللبرکی للبیہقی	رقم الحدیث (۱۵۷۷۰)	جلد ۸	صفحہ ۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۳۱)	جلد ۲	صفحہ ۸
قال احمد محمد شاكر:	اسنادہ صحیح		
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۱۸۰۳)	جلد ۲	صفحہ ۳۸
جامع الاصول	رقم الحدیث (۱۹۵۰)	جلد ۳	صفحہ ۲۷۷
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۰۳)	جلد ۱	صفحہ ۳۹۸

ترجمة الحديث:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خالہ ماں کے قائم مقام ہے۔

-☆-

۳۳۸ صفحہ	جلد ۴		دلائل النبوة للبيهقي
۱۳ صفحہ	جلد ۱۳	رقم الحديث (۳۴۲۴) متفق عليه	شرح السنه للبخاري قال المحقق:
۱۴۰ صفحہ	جلد ۱۴	رقم الحديث (۳۹۳۷) هذا حديث صحيح	شرح السنه للبخاري قال المحقق:
۹۰ صفحہ	جلد ۸	رقم الحديث (۳۰۷۸) اسناده حسن	شرح مشكل الآثار قال الطحاوي:
۳۰۴ صفحہ	جلد ۵	رقم الحديث (۲۶۹۹)	فتح الباری
۴۹۹ صفحہ	جلد ۷	رقم الحديث (۴۲۵۱)	فتح الباری

اولاد کا مال و دولت -

والدین کا مال و دولت ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي مَالًا وَوَلَدًا! وَإِنَّ وَالِدِي مَحْتَا جُ مَالِي! قَالَ أَنْتَ وَمَالِكَ لِأَبِيكَ إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ.

صحیح ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۵۳۰)	جلد ۲	صفحہ ۳۸۰
قال الالبانی:	حسن صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۳۵۳۰)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۰۲
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۶۹۰۲)	جلد ۳	صفحہ ۲۷۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۹۰۲)	جلد ۶	صفحہ ۳۸۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۶۷۸)	جلد ۶	صفحہ ۲۳۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۰۰۱)	جلد ۶	صفحہ ۲۲۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
شرح السنۃ البغوی	رقم الحدیث (۲۳۹۸)	جلد ۹	صفحہ ۳۳۰

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو عرض
کیا رسول اللہ! میرے پاس مال و دولت بھی ہے اور میری اولاد بھی ہے اور میرے والد صاحب
میرے مال کی احتیاج رکھتے ہیں (اب کیا کروں)
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ بیشک ہماری اولاد تمہاری طیب و طاہر کماتی ہے تو اپنی
اولاد کی کمائی سے کھاؤ۔

-☆-

سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۵۷۵۰)	جلد ۸	صفحہ ۷۸۹
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۸۶۷۰)	جلد ۶	صفحہ ۳۰۶



عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:
وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِهِ فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ.

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۵۲۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۷۵
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۵۲۹)	جلد ۲	صفحہ ۳۸۰
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث ۲۱۳۷	جلد ۳	صفحہ ۳
قال محمود محمد محمود:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۲۱۳۷)	جلد ۳	صفحہ ۵۰۹
قال بشار عواد:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۷۵۱)	جلد ۲	صفحہ ۲۰۶
قال الالبانی:	صحیح		
مصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۲۷۳۸)	جلد ۷	صفحہ ۱۵۸
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۳۶۳)	جلد ۳	صفحہ ۷۶
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۳۵۸)	جلد ۲	صفحہ ۸۰
قال الالبانی:	صحیح		

صفحہ ۷۲	جلد ۱۰	رقم الحدیث (۲۲۵۹)	صحیح ابن حبان قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح
صفحہ ۷۳	جلد ۱۰	رقم الحدیث (۲۲۶۰)	صحیح ابن حبان
صفحہ ۷۴	جلد ۱۰	رقم الحدیث (۲۲۶۱)	صحیح ابن حبان قال شعيب الارنؤوط: اسنادہ صحیح علی شرطہما
صفحہ ۲۳۱	جلد ۷		سنن النسائی
صفحہ ۱۹۹	جلد ۳	رقم الحدیث (۲۳۶۱)	صحیح سنن النسائی قال الالبانی:
صفحہ ۲۶۸		رقم الحدیث (۱۰۹۱)	موارد النظمین
صفحہ ۲۳۱		رقم الحدیث (۱۵۸۰)	مسند ابی داؤد الطیالسی
صفحہ ۸۶۶	جلد ۳	رقم الحدیث (۲۲۹۳)	المستدرک (للحاکم) قال الحاکم:
			هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه
صفحہ ۳۶۲	جلد ۱۱	رقم الحدیث (۱۵۹۶۱)	تحفة الاشراف
صفحہ ۱۲۰	جلد ۲	رقم الحدیث (۱۰۱۲)	مسند الشهاب قال المحقق:
			اسنادہ صحیح
صفحہ ۶۵	جلد ۶	رقم الحدیث (۱۶۲۶)	ارواء الغلیل قال الالبانی:
			صحیح
صفحہ ۸۶۶	جلد ۳		تلخیص بذیل مستدرک قال الذهبي:
			على شرط البخاري ومسلم
صفحہ ۵۶۲	جلد ۱۷	رقم الحدیث (۲۲۱۷۶)	مسند الامام احمد قال حمزه احمد الزين:
			اسنادہ صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کی اولاد اس کی کمائی ہے بلکہ اس پاکیزہ ترکمائی ہے تو اپنے اموال سے کھاؤ۔

صفحہ ۲۱۱	جلد ۱	رقم الحدیث (۲۳۹۱۳)	مسند الامام احمد قال حمزه احمد الزين: اسنادہ صحیح
صفحہ ۲۳۹	جلد ۱	رقم الحدیث (۲۳۰۱۷)	مسند الامام احمد قال حمزه احمد الزين: اسنادہ حسن
صفحہ ۵۶۷	جلد ۱	رقم الحدیث (۲۵۲۷۲)	مسند الامام احمد قال حمزه احمد الزين: اسنادہ صحیح
صفحہ ۱۵۸	جلد ۷	رقم الحدیث (۲۷۳۸)	مصنف ابن ابی شیبہ
صفحہ ۱۶۵	جلد ۳	رقم الحدیث (۲۵۷۹)	مسند الدارمی قال حسين سليم اسد: الحدیث صحیح
صفحہ ۷۸۸	جلد ۷	رقم الحدیث (۱۵۷۳۷)	السنن الکبریٰ (للشیخ)
صفحہ ۱۳۰	جلد ۱		تاریخ الکبیر

والدین کی خدمت کے سبب۔

مستجاب الدعوات

حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (قَالَ إِسْحَقُ: أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخِرَانِ حَدَّثَنَا) وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى. حَدَّثَنَا مَعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زَرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذَا أَتَى عَلَيْهِ أَمْدَادُ أَهْلِ الْيَمَنِ سَأَلَهُمْ أَفِيكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ حَتَّى أَتَى عَلَى أُوَيْسٍ. فَقَالَ: أَنْتَ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ مِنْ مَرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ: فَكَانَ بِكَ بَرُّصٌ "فَبَرَأَتْ مِنْهَا إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ: هَلْ لَكَ وَالِدَةٌ؟" قَالَ نَعَمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مَرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ كَانَ بِهِ بَرُّصٌ "فَبَرَأْتُهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ. لَهُ وَالِدَةٌ" هُوَ بِهَا بَرٌّ. لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّهُ. فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَأَفْعَلْ فَاسْتَغْفِرْ لِي فَاسْتَغْفِرْ لَهُ.

قال له، عُمَرُ أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ الْكُوفَةَ قَالَ: أَلَا أَكْتُبُ لَكَ إِلَى عَامِلِهَا؟ قَالَ: أَكُونُ فِي غُبْرَاءِ النَّاسِ أَحَبَّ إِلَيَّ

قَالَ: فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ " مِنْ أَشْرَافِهِمْ فَوَافَقَ عُمَرَ
فَسَأَلَهُ، عَنْ أُوَيْسٍ قَالَ تَرَكَتُهُ، رَكَ الْبَيْتِ قَلِيلَ الْمَتَاعِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مِنْ أُمَّدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ
مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ كَانَ بِهِ بَرُصٌ " فَبَرَأ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ. لَهُ، وَالِدَةٌ " هُوَ
بِهَابِرٍ ". لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لِأَبْرَةٍ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فافْعَلْ.

فَأْتَى أُوَيْسًا فَقَالَ: اسْتَغْفِرْ لِي قَالَ: أَنْتَ أَحَدْتُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ.
فَاسْتَغْفِرْ لِي قَالَ: لَقِيتَ عُمَرَ؟ قَالَ نَعَمْ فَاسْتَغْفِرَ لَهُ، فَفَطِنَ لَهُ، النَّاسُ. فَانْطَلَقَ
عَلَى وَجْهِهِ

قَالَ أُسَيْرٌ: " وَكَسَوْتُهُ، بُرْدَةً فَكَانَ كَلِمًا رَأَاهُ إِنْسَانٌ " قَالَ مِنْ أَيْنَ
لَأُوَيْسٍ هَذِهِ الْبُرْدَةُ؟
ترجمة الحديث:

حضرت اُسیر بن جابر نے بیان فرمایا

جب یمن والوں کی کمکی فوج آتی تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان سے
دریافت کرتے کیا تم میں اویس بن عامر ہیں؟ یہاں تک کہ آپ حضرت اویس تک پہنچ گئے تو
آپ نے فرمایا

کیا تم اویس بن عامر ہو؟

انہوں نے جواب دیا ہاں

پھر فرمایا مراد سے پھر قرن سے تو آپ نے فرمایا ہاں

حضرت عمر نے فرمایا تمہارے جسم پر برص کے نشان تھے آپ ان نشانات سے بری ہو گئے ہیں سوائے ایک درہم کی جگہ کے تو انہوں نے کہا ہاں کیا تمہاری والدہ ہے انہوں نے جواب دیا ہاں حضرت عمر نے فرمایا میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے تمہارے پاس اولیس بن عامر آئیں گے اہل یمن کی کمکی فوج کے ساتھ انکا تعلق مراد سے پھر قرن سے ہے ان کو برص تھی اس سے صحت یاب ہو گئے سوائے ایک درہم کی جگہ کے۔ ان کی والدہ ہے وہ اس کے خدمت گزار ہیں اگر وہ اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کہہ دیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا فرماتا ہے۔ اگر تم ان سے مغفرت کی دعا منگوا سکو تو ایسا کر لینا تو اب آپ میرے لئے استغفار کیجئے تو انہوں نے (حضرت اولیس نے) ان کیلئے استغفار کیا۔

حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہاں کا ارادہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کوفہ کا ارادہ ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کیا میں کوفہ کے گورنر کو آپ کیلئے کوئی تحریری حکم نہ دوں تو انہوں نے فرمایا مجھے غبار آلودہ اور مفلس لوگوں میں رہنا زیادہ پسند ہے۔

آئندہ سال اشرف یمن سے ایک آدمی حج کیلئے آیا تو اس کی ملاقات حضرت عمر سے ہو گئی تو آپ نے اس سے حضرت اولیس رضی اللہ عنہ کے بارے میں استفسار کیا تو اس نے کہا میں اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ انکا گھر پرانا اور بوسیدہ ہے اور سامان بہت کم ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے۔

اہل یمن کی کمکی فوج کے ساتھ اولیس بن عامر مراد سے پھر قرن سے تمہارے پاس

آئیں گے۔ انکو برص تھی تو وہ اس بیماری سے صحت یاب ہو گئے سوائے ایک درہم کی جگہ کے۔ انکی والدہ ہے اور وہ اس کے خدمت گزار ہیں۔ اگر وہ اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کر دیں تو اللہ ان کی بات کو ضرور پورا کرتا ہے۔ اگر تم ان سے مغفرت کی دعا کرو اسکو تو مغفرت کی دعا کرو لینا۔ وہ آدمی حضرت اولیس کے پاس آیا اور کہا میرے لئے استغفار کیجئے تو حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم ایک نیک و صالح سفر کے معاملہ میں مجھ سے حدیث العہد ہو تم میرے لئے استغفار کرو۔ حضرت اولیس نے پوچھا کیا تمہاری ملاقات حضرت عمر سے ہوئی؟ اس نے کہا ہاں تو لوگوں کو ان کے مرتبہ کا علم ہو گیا تو آپ وہاں سے چل دیے۔ اسیر کہتے ہیں میں نے حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کو ایک چادر پہنائی تو جب بھی انہیں کوئی دیکھتا تو کہتا اولیس کو یہ چادر کہاں سے ملی؟

-☆-

خیر التابعلین حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کتنے خوش نصیب ہیں کہ ان کا تذکرہ خود حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں جس کا ذکر خیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زبان پر آ جائے اس کی عزت و عظمت کا کیا کہنا۔

حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ضعیفہ تھیں وہ ہر وقت انکی خدمت میں مگن رہتے تھے۔ انکی دیکھ بھال انکی خوشنودی اور انکو راحت پہنچانا آپ کا مطمع نظر رہا۔ وہ خدمتِ ماں میں اس درجہ مستغرق تھے کہ اس سبب سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حیاتِ طاہریہ میں دیدار تو نہ کر سکے مدینہ طیبہ حاضر ہو کر اپنی آنکھوں کو آپ کے جمال باکمال سے مزین تو نہ کر سکے لیکن ماں کی خدمت انہیں اس مقام تک پہنچائی جس مقام کے حصول کیلئے بڑے بڑے

مرتبہ و مقام والے ترستے رہے کہ ان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت تو موجود تھی ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے عجیب انداز سے محبت ہو گئی وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر شفقت سے اس درجہ مالا مال ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ان کی شان کی گواہی دی۔

لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبْرَهُ

اگر وہ اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کہہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کی بات کو ضرور پورا کرتا ہے۔ یہ مقام محبوبیت ہے۔ محبوب جو کہتا ہے محبت اسکی بات کو ضرور پورا کیا کرتا ہے۔ اللہ صمد ہے کل کائنات اسکی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں لیکن اس کے باوجود وہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے اس درجہ رحم فرماتا ہے کہ اگر وہ اپنی زبان سے واللہ (اللہ کی قسم) کہہ کر کوئی بات کر دیں تو بے نیاز خالق و مالک اس بات کو ضرور پورا فرماتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا الولا العزم، باکمال اور خلیفہ راشد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک خود سن کر گواہی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے

اگر اس سے اپنے لیے استغفار کرو اسکو تو استغفار کروالینا۔

سبحان اللہ! وہ زبان کس درجہ طیب و طاہر ہے جو استغفار کرے تو اللہ کی کرم نوازیاں بھی جھوم جھوم کر آتی ہیں اور امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ان سے استغفار کرواتے ہیں تاکہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات سے اپنے آپ کو مزید سعادت مند بنا سکیں۔

اس حدیث پاک میں ایک بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ حضور نبی کریم رسول صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو اپنے امتیوں کی کس درجہ خبر ہے اپنے امتیوں کے حالات سے کس درجہ آگاہی ہے جو واقعات مستقبل میں پیش آنے والے ہیں ان کی من و عن خبر دیتے ہیں۔

قربان جائیں اس نبی عربی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ اقدس کی وسعت کے مستقبل کے پردے میں وقوع ہونے والے واقعات و حوادث بھی عیاں و ظاہر ہیں اور آنے والی چیزیں بھی آپ کے سینہ اظہر کی وسعت سے باہر نہ ہو سکیں۔

ہمارا اس بات پر دل و جان سے ایمان ہونا چاہیے کہ ہماری کوئی حرکت ہمارا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔ اسی اللہ تعالیٰ کی عطا و کرم نوازی سے کوئی کام اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسیع نگاہ سے بھی مخفی نہیں۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ

أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ يَتَمَاشُونَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ. فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِي الْجَبَلِ، فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنْ الْجَبَلِ فَاطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ انظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا لِلَّهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللَّهَ بِهَا لَعَلَّهُ يَفْرُجُهَا

فَقَالَ أَحَدُهُمُ اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَلِي صَبِيَّةٌ صَغِيرَةٌ كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رَحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيهِمَا قَبْلَ وَوَالِدِي وَإِنَّهُ نَأَى بِي الشَّجَرُ فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَجِئْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلَبُ بِالْجَلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ

أَوْ قِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا وَأَكْرَهَ أَنْ أَبْدَأَ بِالصَّبِيَّةِ قَبْلَهُمَا وَالصَّبِيَّةُ يَتَضَاغُونَ عِنْدَ قَدَمِي فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَابِي وَدَابُّهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرَ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ إِنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهَكَ فَاخْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللَّهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتَّى يَرَوْنَ مِنْهَا السَّمَاءَ

وَقَالَ الثَّانِي اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةٌ عَمَّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ مِنْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتَّى آتَيْهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَسَعَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ فَلَقِيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ عَنْهَا اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ إِنِّي قَدْ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهَكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً

وَقَالَ الْآخِرُ اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرْزٍ فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ أَعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ، وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَرْزَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقْرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَ نِي فَقَالَ! اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَظْلِمْنِي وَأَعْطِنِي حَقِّي فَقُلْتُ أَذْهَبُ إِلَى تِلْكَ الْبَقْرِ وَرَاعِيَهَا فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَهْزَأْ بِي فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَهْزَأُ بِكَ فَخَذْتُ تِلْكَ الْبَقْرَ وَرَاعِيَهَا فَأَخَذَهَا فَاَنْطَلَقَ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ إِنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهَكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۳)	جلد ۴	صفحو ۱۸۹۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۳۶۵)		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۷۴۳)	جلد ۵	صفحو ۲۷۵

صفیہ ۱۹۴	جلد ۶	اسنن الکبریٰ (للبیہقی) / رقم الحدیث (۱۱۶۹۴) قال المحقق: رواه مسلم فی الصحیح
صفیہ ۳۱۹	جلد ۵	مسند الامام احمد رقم الحدیث (۵۹۷۳) قال احمد محمد شاكر: اسنادہ صحیح
صفیہ ۳۲۱	جلد ۵	مسند الامام احمد رقم الحدیث (۵۹۷۴) قال احمد محمد شاكر: اسنادہ صحیح
صفیہ ۲۱۳	جلد ۴	الدر منثور
صفیہ ۲۵۱	جلد ۳	صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۹۷۱) قال شعيب الارنؤوط: اسنادہ حسن
صفیہ ۲۸۹	جلد ۳	الترغیب والترہیب رقم الحدیث (۳۶۶۸)
صفیہ ۶۵۴	جلد ۲	صحیح الترغیب والترہیب / رقم الحدیث (۲۴۹۷) قال الالبانی: صحیح
صفیہ ۲۹۱	جلد ۳	الترغیب والترہیب رقم الحدیث (۳۶۶۹) قال المحقق: حسن
صفیہ ۶۵۵	جلد ۲	صحیح الترغیب والترہیب / رقم الحدیث (۲۴۹۸) قال الالبانی: حسن صحیح
صفیہ ۲۵۹	جلد ۸	مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۳۴۱۱)
صفیہ ۳۱۳	جلد ۵	مسند ابی یعلیٰ الموصلی رقم الحدیث (۲۹۳۷) قال حسین سلیم اسد: اسنادہ صحیح
صفیہ ۲۳۵	جلد ۱۲	المعجم الکبیر (للطبرانی) رقم الحدیث (۱۳۱۸۸) المسند بزار فتح الباری



ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تین آدمی دوران سفر چل رہے تھے کہ انہیں بارش نے آیا تو وہ پہاڑ کی غار میں چلے گئے۔ پہاڑ سے ایک چٹان گر کر پہاڑ کے منہ (دہانے) پر آگئی تو وہ چٹان غار کے دہانے پر پیوست ہوگئی اور انکے نکلنے راہ مسدود ہوگئی۔

تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا

اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لوجو عمل تم نے صرف لوجہ اللہ کیا ہو اس کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا مانگو تا کہ وہ تمہیں اس قید سے رہائی عطا فرمائے۔

تو ان میں سے ایک نے کہا

اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے عمر رسیدہ تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے میں دن بھر بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں ان کے پاس آتا تو بکریوں کا دودھ دوھتا تو اپنے ماں باپ کو اپنے بچوں سے پہلے پلاتا تو ایک مرتبہ سبز درختوں کی طلب مجھے دور لے گئی تو میں اس وقت واپس گھرایا جب رات چھا چکی تھی تو میں نے اپنے ماں باپ کو پایا کہ وہ دونوں سوچکے تھے۔ تو میں نے ایسے ہی دودھ دوھا جیسے میں پہلے دودھ دوھتا تھا تو میں دوھا ہوا دودھ لے کر آیا اور اپنے ماں باپ کے سر ہانے کھڑا ہو گیا اور یہ بات مجھے ناپسند تھی کہ میں ان دونوں کو بے آرام کروں اور مجھے یہ بات بھی ناپسند تھی کہ اپنے ماں باپ سے پہلے بچوں کو دودھ پلاؤں اور میرے بچے میرے قدموں کے پاس فریاد و واویلا کر رہے تھے میری اور انکی یہی حالت

و کیفیت رہی یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی۔

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا کیلئے کیا تھا تو ہمیں اتنی کشاہدگی عطا کر دے کہ ہم اس میں سے آسمان کو دیکھ سکیں تو اللہ تعالیٰ نے (چٹان کو ذرا سرکا کر) اتنی کشاہدگی کر دی کہ جس سے وہ آسمان کو دیکھ سکیں۔

دوسرے نے (دعا شروع کی اور) کہا

اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی تو میں اس سے محبت کرتا تھا جتنے آدمی عورتوں سے محبت کرتے ہیں اس سے بھی شدید تر تو میں نے اس سے اسکا وجود حوالے کر دینے کا کہا تو اس نے انکار کر دیا یہاں تک کہ میں ایک سو دینار اسے پیش کروں۔

میں نے تگ و دو شروع کر دی یہاں تک کہ ایک سو دینار جمع کر لیئے۔ میں یہ سو دینار لے کر اس سے ملا۔ تو جب میں اسکے قریب بیٹھ گیا تو اس نے کہا

اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈرو اور مہر کو اس کے حق کے بغیر نہ توڑو۔ تو میں اس سے

اٹھ کھڑا ہوا۔

اے اللہ تو جانتا ہے کہ اگر میں نے اس کے پاس سے اٹھ آنا تیری رضا کیلئے کیا ہے تو

ہم کو اس قید سے نکال لے تو اللہ نے اس چٹان کو کچھ سرکا کر کچھ اور کشاہدگی کر دی۔

تیسرے نے (دعا شروع کی اور) کہا

اے اللہ! میں نے ایک مزدور تین صاع چاول پر لیا جب اس نے اپنا کام ختم کر لیا تو کہا

مجھے میرا حق دے دے۔

میں نے اس پر اسکا حق پیش کیا تو اس نے اس سے منہ پھیرا اور اسے چھوڑ کر چل دیا

میں ان چاولوں کو کاشت کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کی رقم سے کئی گائیں اور انکا چرواہا خرید لیا۔

تو وہ ایک دن آیا اور کہا اللہ سے ڈرو اور مجھ پر ظلم نہ کرو اور مجھے میرا حق دے دو۔ تو میں نے کہا ان گائیوں اور ان کے چرواہے کو لے جاؤ۔ ان نے کہا اللہ سے ڈرو اور مجھ سے مذاق نہ کرو۔ تو میں نے کہا میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا۔ ان گائیوں اور ان کے چرواہے کو لے جاؤ یہ تیرا حق ہے تو اس نے وہ سارا مال لیا اور چلا گیا۔

اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اگر میں تیری رضا کیلئے ایسا کیا ہے تو تو ہمیں اس قید سے رہائی عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے اس چٹان کو سرکا کر ان کو رہائی عطا فرمادی۔

-☆-

اہل ایمان جو کام بھی کریں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی دولت ہے۔

زیر نظر حدیث پاک میں جن تین افراد کا ذکر ہے اور انہوں نے جن اعمال کا وسیلہ دیکر اللہ سے دعا مانگی ان کے وہ تینوں کام اخلاص و للہیت پر مبنی ہیں۔ انکے خلوص و جذبہ پر اللہ کی نظر رحمت ہوئی تو ہر ایک کی دعا سے اتنی بڑی چٹان تھوڑی تھوڑی سرکنا شروع ہوئی اور وہ تینوں صحیح و سلامت غار سے باہر آ گئے۔

اس حدیث پاک سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ دعا میں بڑی قوت و طاقت ہے۔ اخلاص و للہیت سے مانگی گئی دعا ایک چٹان کو اپنی جگہ سے سرکا دیتی ہے جو کام بیسیوں آدمی نہ کر سکیں وہ ایک دعا کر جاتی ہے۔

یہ تذکرہ یہ واقعہ اس امت کا واقعہ نہیں بلکہ یہ پہلی امتوں میں سے کسی امت کا واقعہ ہے اب یہ امت محمدیہ علی صاحبہا الف الصلوة والتحیہ جو خیر الامم کہلاتی ہے اس کے کسی صالح و پارسا آدمی کے اخلاص و للہیت کا عالم کیا ہوگا۔ پھر اس کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات کتنی حیرت انگیز طاقت کے مالک ہونگے۔

اگر اللہ تعالیٰ اخلاص پر مبنی پہلی امتوں کے کسی فرد کی دعاء رد نہیں کرتا تو اس خیر الامم کے کسی نیک و صالح آدمی کی دعاء ضرور قبول فرمائے گا۔

یہ امت صدیوں سے اپنی مشکلات کے حل کیلئے اور اپنے مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے اس امت کے صلحا افراد کی بارگاہ میں حاضری دیتے آئے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اگر اس نیک و صالح آدمی نے خلوص سے ان کے حق میں دعا کر دی تو اللہ تعالیٰ فوراً انکی دعا کو قبول کرے گا اور انکی مشکل حل ہو جائے گی اور ان سے مصائب و آلام کے بادل چھٹ جائیں گے۔

حَدَّثَنَا عُمَرُو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ، حَدَّثَنَا عِكْرَمَةُ بْنُ

عَمَارٍ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَدْعُو أُمَّيَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَهِيَ

مُشْرِكَةٌ "فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَأَسْمَعْتَنِي فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

مَا أَكْرَهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي. قُلْتُ يَا رَسُولَ

اللَّهِ! إِنِّي كُنْتُ أَدْعُو أُمَّيَ إِلَى الْإِسْلَامِ فَتَأْبِي عَلَيَّ فَدَعَوْتُهَا الْيَوْمَ فَأَسْمَعْتَنِي

مِنْكَ مَا أَكْرَهُ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَهْدِيَ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَالِهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَخَرَجْتُ مُتَبَشِّرًا بِدَعْوَةِ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالِهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جِئْتُ فَعُدْتُ إِلَى الْبَابِ فَأَظَاهُو مُجَافًا فَسَمِعْتُ أُمَّيْ خَشَفَ قَدَمِي فَقَالَتْ! مَكَانَكَ! يَا أَبَاهُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْحَضَةَ الْمَاءِ قَالَ: فَاعْتَسَلْتُ وَلَبِسْتُ دِرْعَهَا وَعَجَلْتُ عَنْ خُمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا أَبَاهُرَيْرَةَ! أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ: فَارْجِعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالِهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَأَنَا أَبْكِي مِنَ الْفَرَحِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! ابْشِرْ قَدْ اسْتَجَابَ اللَّهُ دَعْوَتَكَ وَهَدَى أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ خَيْرًا.

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يُحِبِّبَنِي أَنَا وَأُمَّيْ إِلَى عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ وَيُحِبِّبَهُمَ إِلَيْنَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالِهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ عَبْدَكَ هَذَا يَعْنِي أَبَاهُرَيْرَةَ وَأُمَّهُ، إِلَى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ وَحَبِّبْ إِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِينَ فَمَا خَلَا مُؤْمِنٌ "يَسْمَعُ بِي وَلَا يَرَانِي إِلَّا أَحَبَّنِي".

صحيح مسلم	رقم الحديث (٢٣٩١)	جلد ٥	صفحہ ٩٢
الادب المفرد	رقم الحديث (٣٣)		صفحہ ٢٠
صحيح الادب المفرد	رقم الحديث (٣٣)		صفحہ ٢٣
مشكاة المصابيح	رقم الحديث (٥٨٩٥)	جلد ٣	صفحہ ١٦٥٣
مصانح السنن	رقم الحديث (٣٦١٠)	جلد ٢	صفحہ ١٠٠
شرح السنن (للبيهقي)	رقم الحديث (٣٤٢٦)	جلد ١٣	صفحہ ٣٠٦
قال البيهقي:	هذا حديث صحيح أخرجه مسلم		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا

میں اپنی مشرکہ ماں کو اسلام کی طرف بلایا کرتا تھا تو ایک دن میں نے اسے اسلام لانے کی دعوت دی تو اس نے مجھے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ایسی باتیں کہہ دیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں تو میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں روتا ہوا حاضر ہوا میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنی والدہ کو اسلام لانے کی دعوت دیا کرتا تھا تو وہ ہر مرتبہ انکار کر دیتی تھی آج میں نے اسے اسلام لانے کی دعوت دی تو اس نے آپ کے بارے میں ناپسندیدہ باتیں کر دی۔ اب اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت کی دولت عطا فرمائے۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی

اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت کی دولت نصیب فرما

میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے خوشی خوشی گھر کی طرف نکلا جب میں گھر پہنچا دروازے کے پاس آیا تو دروازہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے جوتوں کی آواز سن کر کہا ابوہریرہ اپنی جگہ پر رہنا (اندر نہ آنا) میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا

میری ماں نے غسل کیا اور اپنی قمیص پہنی دوپٹہ (اوڑھنی) لیے بغیر جلدی سے دروازہ

کھولا پھر کہا اے ابوہریرہ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا میں واپس حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں خوشی سے رو رہا تھا۔ میں نے عرض کی

یا رسول اللہ! خوش ہو جائیے اللہ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخش دیا اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرمادی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور کلمات خیر ادا فرمائے۔

حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی

یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کے دل میں میری اور میری ماں کی محبت ڈال دے اور اہل ایمان کو ہمارے ہاں محبوب بنا دے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی جناب میں عرض

اے اللہ! اپنے اس پیارے بندے ابو ہریرہ اور اسکی ماں کو اہل ایمان کے ہاں محبوب بنا دے اور اہل ایمان کو ان کے ہاں محبوب بنا دے۔

حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: اب جو مومن میرا نام سنے گا اگر چہ وہ مجھے نہ دیکھے مجھ سے ضرور محبت کرے گا۔

-☆-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں اسلامی تعلیمات سے بخوبی آگاہ آپ کثیر الروایۃ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نمایاں ہیں انکی

زندگی کا اوڑھنا بچھونا خدمت حدیث تھی انکی والدہ مومنہ نہ تھیں اور انہیں شدید خواہش تھی کہ ان کی ماں ایمان کی دولت سے سرفراز ہو جائے اپنی ماں کو روزانہ تبلیغ کرتے اور اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرتے لیکن اسکا دل اسلام کی طرف مائل ہی نہ ہوتا آخر جب اپنی کوششوں سے مایوس ہوئے تو اس در اقدس پر عرض کی جس در پر عرض کرنے والا خائب و خاسر نہیں ہوا کرتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری دی جن کی خدمت مبارک میں حاضری کا شرف حاصل کرنے والا بامراد ہوا کرتا ہے۔

قاسم انعامات الہیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی عرض کو سن کر اپنے ہاتھ بلند کر دیے اللہ تعالیٰ نے فوراً دعا کو شرف قبولیت بخشا اور ان کی ماں اسلام کی آغوشِ عاطفت میں آگئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے نجات ابدی حاصل کر گئی۔

حضرت ابوہریرہ اپنی ماں کی ہدایت کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں کیوں حاضر ہوئے اس کی وجہ واضح ہے کہ ہدایت دیتا تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن دیتا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے۔ کفر و شرک کی دلدل سے نکالتا تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن نکالتا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے۔

ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

لِيْ خَمْسَةٌ أَسْمَاءُ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاجِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَيَّ قَدَمِيْ أَنَا الْعَاقِبُ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۵۳۲)	جلد ۳	صفحہ ۱۰۹۷
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۵۳)	جلد ۴	صفحہ ۵۰۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۸۴۹)	جلد ۴	صفحہ ۳۸۲
قال ابو عیسیٰ:	هذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۸۴۰)	جلد ۳	صفحہ ۱۳۳
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۷۱۷)	جلد ۳	صفحہ ۱۸۲۶
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۶۸۰)	جلد ۱۳	صفحہ ۱۳۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۷۱۶)	جلد ۱۳	صفحہ ۱۳۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مختصر شمائل ترمذی	رقم الحدیث (۳۱۵)		صفحہ ۱۹۰
قال الالبانی:	صحیح		
مصنف (ابن ابی شیبہ) / رقم الحدیث (۱۱۷۳۷)		جلد ۱۱	صفحہ ۳۵۷
مصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۱۹۶۵۷)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۲۶

ترجمة الحديث:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ”الماحی“ ہوں جس کے ذریعے اللہ کفر کو مٹاتا ہے میں ”الحاشر“ ہوں کہ لوگ قیامت کو میرے قدموں پر اٹھیں گے اور میں ”العاقب“ سب سے آخری نبی ہوں۔

-☆-

اس حدیث پاک میں یہ لفظ قابل غور ہیں:

أَنَا ”الْمَاحِي“ يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْكُفْرَ

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۳۱۳)	جلد ۱۴	صفحہ ۲۱۹
قال شعيب الارنؤوط: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم			
دلائل النبوة (للبيهقي)		جلد ۱	صفحہ ۱۵۳
مسند حمیدی	رقم الحدیث (۵۵۵)	جلد ۱	صفحہ ۲۵۳
شرح السنہ (للبيهقي)	رقم الحدیث (۳۶۲۹)	جلد ۱۳	صفحہ ۲۱۱
قال المحقق: هذا حديث متفق عليه صحیح			
المعجم الكبير (للطبرانی)	رقم الحدیث (۱۵۲۰)	جلد ۲	صفحہ ۱۲۰
المعجم الكبير (للطبرانی)	رقم الحدیث (۱۵۲۱)	جلد ۲	صفحہ ۱۲۰
المعجم الكبير (للطبرانی)	رقم الحدیث (۱۵۲۲)	جلد ۲	صفحہ ۱۲۱
اتحاف سادة المتقين		جلد ۷	صفحہ ۱۶۳

میں الماحی ہوں اللہ جس کے ذریعے کفر کو مٹاتا ہے۔

کفر مٹانے والا اللہ ہے لیکن وسیلہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں شرک و گمراہی کی دلدل سے نکالنے والا اللہ تعالیٰ ہے لیکن وہ نکالتا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہے۔

آج دنیا میں جہاں بھی کوئی ہدایت سے سرفراز ہوتا ہے جس جگہ بھی اسلام پھیل رہا ہے وہاں کسی کا ذاتی کمال نہیں نہ کسی کی کوششوں کی وجہ سے ایسے ہو رہا ہے بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ہدایت اللہ کی طرف سے آتی ہے لیکن یہ ہدایت مدینہ طیبہ کے پر نور راستہ سے ہو کر آتی ہے۔

مسئلہ کی مزید وضاحت کیلئے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ غُلامًا مِنْ الْيَهُودِ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَمرضَ فَأَتَاهُ يَعُودُهُ، وَأَبُوهُ عِنْدَ رَأْسِهِ فَدَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ الْغُلامُ يَنْظُرُ إِلَى أَبِيهِ فَقَالَ لَهُ، أَبُوهُ اطع أبا القاسمِ. فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. ثُمَّ هَلَكَ الْغُلامُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ، بِي مِنَ النَّارِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۳۵۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۰۲
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	رقم الحدیث (۳۳۵۰)	جلد ۶	صفحہ ۹۳
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۳۰۸)	جلد ۱۱	صفحہ ۱۶۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

ایک یہودی لڑکا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے گھر اس کی تیمارداری کیلئے آئے اور اس کا باپ اپنے بیمار لڑکے کے پاس بیٹھا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لڑکے کو اسلام لانے کی دعوت دی تو لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ تو اس کے باپ نے کہا حضور

صفحة ۸	جلد ۱۱	رقم الحديث (۱۲۷۲۸)	مسند الامام احمد قال حمزة احمد الزين: اسنادہ صحیح
صفحة ۳۲۰	جلد ۱۱	رقم الحديث (۱۳۹۱۲)	مسند الامام احمد قال حمزة احمد الزين: اسنادہ صحیح
صفحة ۳۲۰	جلد ۱۱	رقم الحديث (۱۳۹۱۳)	مسند الامام احمد قال حمزة احمد الزين: اسنادہ صحیح
صفحة ۲۰۱	جلد ۲	رقم الحديث (۳۰۹۵)	سنن ابی داؤد صحیح سنن ابی داؤد
صفحة ۲۷۲	جلد ۲	رقم الحديث (۳۰۹۵)	قال الالبانی: صحیح
صفحة ۱۱۳	جلد ۵	رقم الحديث (۱۲۷۲)	ارواء الغلیل قال الالبانی: صحیح
صفحة ۵۳۷	جلد ۳	رقم الحديث (۶۵۹۷)	السنن الکبریٰ (للشیخ)
صفحة ۱۳۸		رقم الحديث (۵۲۳)	الادب المفرد صحیح الادب المفرد



ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کہتے ہیں اس کی اطاعت کرو تو لڑکے نے کہا

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

یہ کلمہ مبارکہ پڑھنے کے بعد وہ لڑکا وفات پا گیا۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے گھر سے یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ، بِي مِنَ النَّارِ

تمام تعریفیں اللہ کیلئے جس نے اس لڑکے کو میری وجہ سے آگ سے بچالیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ الفاظ مبارکہ بلند آواز سے فرما کر واضح کر دیا

کہ ہدایت دیتا تو اللہ ہے لیکن دیتا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہے۔

آج دنیا میں کسی خطہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام لیا جائے تو وہاں موجود اہل

ایمان کے دل میں ایک عجب فرحت پائی جاتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا پاک نام سن

کر ایمان والوں کے چہرے دمک اٹھتے ہیں جس کی وجہ واضح ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی دعا کی وجہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرم نوازی ہے کہ تمام اہل ایمان کے دل

حضرت ابو ہریرہ کی محبت سے بھرے ہوئے ہیں۔



عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِي بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ:

أَنَّهُ رَكِبَ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَى أَرْضِهِ بَابَ "الْعَقِيقِ" فَإِذَا دَخَلَ أَرْضَهُ صَاحَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، يَا أُمَّتَاهُ! تَقُولُ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، يَقُولُ: رَحِمَكَ اللَّهُ كَمَا رَبَّيْتَنِي صَغِيرًا فَتَقُولُ: يَا بَنِيَّ! وَأَنْتَ فَجَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا وَرَضِيَ عَنْكَ كَمَا بَرَرْتَنِي كَبِيرًا.

ترجمة الحديث:

حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام ابو مرہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی اراضی مقام العقیق پر گئے۔ جب حضرت ابو ہریرہ اپنی اراضی میں داخل ہوئے تو بلند آواز سے چیخ کر کہا اے اماں جان! آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمت ہو اور اسکی برکت ہو۔ تو آپ کی والدہ نے بھی جواباً کہا اے بیٹا تجھ پر بھی سلام ہو اللہ کی رحمت اور اسکی برکت ہو۔

صفحہ ۱۴

صفحہ ۳۷

رقم الحدیث (۱۴)

رقم الحدیث (۱۴)

حسن الاسناد

الادب المفرد

صحیح الادب المفرد

قال الالبانی:



آپ نے اپنی والدہ سے کہا

اللہ آپ پر رحم فرمائے جیسے آپ نے میری پرورش کی جب میں بچہ تھا

تو انہوں نے جواباً فرمایا:

اے میرے لاڈلے بیٹے! اور اللہ تعالیٰ تجھے بھی بہتر جزاء و بدلہ عنایت فرمائے اور تجھ

سے راضی ہو جائے جیسے تو میرے بڑھاپے میں میری خبر گیری کر رہا ہے۔

والدین کی خدمت - جہاد سے افضل

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَبِيبٌ (ح) قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ وَقَالَ: قَالَ رَجُلٌ "لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَجَاهِدُ؟ قَالَ "لَكَ أَبَوْنِ؟" قَالَ نَعَمْ قَالَ ففِيهِمَا فَجَاهِدْ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۲)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۹۲
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۹۷۲)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۰۳
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۲۰)	جلد ۲	صفحہ ۱۶۳
قال شعيب الانوط: اسنادہ صحیح			
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۵۲۹)	جلد ۲	صفحہ ۲۱
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۵۲۹)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۳
قال الالبانی صحیح			
المصنف لعبدالرزاق	رقم الحدیث (۹۲۸۳)	جلد ۵	صفحہ ۱۷۵
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۸۶۳۳)	جلد ۶	صفحہ ۲۹۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۲۹)	جلد ۵	صفحہ ۱۳۳
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۰۰۴)	جلد ۲	صفحہ ۹۲۳
الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۳۶۳۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۸۲
قال المحقق: صحیح			



صفحہ ۶۳۷	جلد ۱	صحیح الترغیب والترہیب / رقم الحدیث (۲۳۸۰)	قال الالبانی: صحیح
صفحہ ۴۴	جلد ۹	السنن الکبریٰ (للبیہقی) / رقم الحدیث (۱۷۸۲۷)	قال البيهقي: رواه البخاري في الصحيح
صفحہ ۱۰	جلد ۶	سنن النسائی	صحیح سنن النسائی
صفحہ ۳۷۱	جلد ۲	رقم الحدیث (۳۱۰۳)	قال الالبانی: صحیح
صفحہ ۱۱۵	جلد ۶	رقم الحدیث (۶۵۳۲)	مسند الامام احمد قال احمد محمد شاكر: اسنادہ صحیح
صفحہ ۳۰۰	جلد ۶	رقم الحدیث (۶۷۶۵)	مسند الامام احمد قال احمد محمد شاكر: اسنادہ صحیح
صفحہ ۳۲۰	جلد ۶	رقم الحدیث (۶۸۱۱)	مسند الامام احمد قال احمد محمد شاكر: اسنادہ صحیح
صفحہ ۳۳۱	جلد ۶	رقم الحدیث (۶۸۵۸)	مسند الامام احمد قال احمد محمد شاكر: اسنادہ صحیح
صفحہ ۳۷۸	جلد ۶	رقم الحدیث (۷۰۶۲)	مسند الامام احمد قال احمد محمد شاكر: اسنادہ صحیح
صفحہ ۲۹۸		رقم الحدیث (۲۲۵۳)	مسند ابی داؤد الطیالسی
صفحہ ۶۶	جلد ۵		حلیۃ الاولیاء
صفحہ ۲۳۳	جلد ۷		حلیۃ الاولیاء

ترجمة الحديث:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا

ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کیا میں جہاد کر سکتا ہوں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟

اس نے کہا ہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان دونوں کی خدمت کرتے جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب مل جائے گا۔

-☆-

جہاد فی سبیل اللہ افضل ترین اعمال میں سے ہے دشمن اسلام کے مقابلہ کیلئے نکلنا معمولی بات نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاہد فی سبیل اللہ کی شان اپنی زبان حق سے متعدد مواقع پر فرمائی۔

لیکن ماں باپ کی موجودگی میں جہاد کی کیا حیثیت ہے ماں باپ بوڑھے ہوں اور اپنی اولاد کی طرف سے خدمت اور حسن سلوک کے متمنی ہوں تو اس وقت ماں باپ کی خدمت افضل عبادت ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ نَاعِمًا مَوْلَى أُمِّ سَلْمَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ الْعَاصِ قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبَايَعُكَ عَلَى الْهَجْرَةِ وَالْجِهَادِ أَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللَّهِ قَالَ فَهَلْ مِنْكَ وَالِدَيْكَ

أَحَدٌ حَتَّىٰ قَالَ نَعَمْ بَلْ كِلَاهُمَا قَالَ فَتَبَتْنِي الْأَجْرَ مِنَ اللَّهِ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَارْجِعْ إِلَىٰ وَالِدَيْكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی میں آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں ہجرت اور جہاد پر اور اسکے اجر کا اللہ کی بارگاہ سے طلبگار ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تیرے ماں باپ سے کوئی ایک زندہ ہے؟ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ! بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو اجر و ثواب اللہ سے چاہتا ہے اس نے کہا ہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے ماں باپ کے پاس واپس چلا جا اور ان کی صحبت میں رہ کر ان کی خدمت و تابعداری کر (اللہ تجھے اجر و ثواب عطا فرمائے گا)۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۳۹)	جلد ۵	صفحہ ۱۳۳
الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۳۶۳۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۸۲
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترہیب / رقم الحدیث (۲۳۸۰)		جلد ۲	صفحہ ۶۳۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الکبریٰ (للبیہقی) / رقم الحدیث (۱۷۸۲۹)		جلد ۹	صفحہ ۴۴
قال البيهقي:	رواة المسلم في الصحيح		



عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ
جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُهُ، عَلَى الْهَجْرَةِ
وَتَرَكَ أَبُوِيهِ يَبْكِيَانِ
فَقَالَ ارْجِعْ إِلَيْهِمَا وَأَضِحْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا.

صفحة ۱۴		رقم الحديث (۱۳)	الادب المفرد
صفحة ۳۶	جلد ۳	رقم الحديث (۱۳)	صحیح الادب المفرد
		صحیح	قال الالبانی:
صفحة ۳۶۶	جلد ۵	رقم الحديث (۲۱۲۲)	شرح مشکل الآثار
			قال شعيب الارنؤوط: اساده حسن
صفحة ۱۴۳	جلد ۷		سنن النسائی
صفحة ۱۲۲	جلد ۳	رقم الحديث (۴۱۷۴)	صحیح سنن النسائی
		صحیح	قال الالبانی:
صفحة ۲۴	جلد ۲	رقم الحديث (۲۵۲۸)	سنن ابی داود
صفحة ۱۰۴	جلد ۲	رقم الحديث (۲۵۲۸)	صحیح سنن ابی داود
		صحیح	قال الالبانی:
صفحة ۱۶۳	جلد ۲	رقم الحديث (۴۱۹)	صحیح ابن حبان
			قال شعيب الارنؤوط: اساده صحیح

صفحہ ۱۷۵	جلد ۵	رقم الحدیث (۹۲۸۵)	مصنف عبدالرزاق
صفحہ ۲۵	جلد ۹	رقم الحدیث (۱۷۸۳۰)	سنن الکبریٰ للبیہقی
صفحہ ۳۷۸	جلد ۱۰	رقم الحدیث (۲۶۳۹)	شرح السنہ للبلغوی
صفحہ ۲۹۸	جلد ۶	رقم الحدیث (۸۶۳۰)	تحفۃ الاشراف
صفحہ ۲۰۰	جلد ۱۱	رقم الحدیث (۸۵۹۱)	المسند الجامع
صفحہ ۲۵۹۰	جلد ۷	رقم الحدیث (۷۲۵۵)	المستدرک
		ہذا حدیث صحیح اسنادہ ولم یخرجاہ	قال الحاكم:
صفحہ ۲۲۲	جلد ۶	رقم الحدیث (۶۳۹۰)	مسند الامام احمد
		اسنادہ صحیح	قال احمد محمد شاكر:
صفحہ ۱۷۲	جلد ۲		الدر المشور
صفحہ ۳۵۶	جلد ۳	رقم الحدیث (۲۷۸۲)	سنن ابن ماجہ (۱)
		الحدیث صحیح	قال محمود محمد محمود:
صفحہ ۳۲۶	جلد ۴	رقم الحدیث (۲۷۸۲)	سنن ابن ماجہ (۲)
		الحدیث صحیح	قال الدكتور بشار عواد:
صفحہ ۳۸۷	جلد ۲	رقم الحدیث (۲۲۶۰)	صحیح سنن ابن ماجہ
		صحیح	قال الالبانی:
صفحہ ۲۶۷	جلد ۲	رقم الحدیث (۵۸۳)	المسند الحمیدی
صفحہ ۱۹	جلد ۵	رقم الحدیث (۱۱۹۹)	ارواء الغلیل
		صحیح الاسناد	قال الالبانی:
صفحہ ۳۳۷	جلد ۶	رقم الحدیث (۶۸۶۹)	مسند الامام احمد
		اسنادہ صحیح	قال احمد محمد شاكر:

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
 ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور وہ
 ہجرت پر بیعت کرنا چاہتا تھا اور وہ اپنے ماں باپ کو روتا چھوڑ کر آیا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
 اپنے ماں باپ کے پاس واپس لوٹ جاؤ جیسے انہیں روتا چھوڑ کر آئے ہو ایسے ہی انہیں
 ہنساؤ۔

-☆-

ہجرت ایک عظیم نیکی ہے اللہ کی رضا کی خاطر اپنے گھر کو اپنے وطن کو اور اپنے اہل قبیلہ کو
 خیر باد کہہ کر واپس اسلام میں آجانا معمولی نیکی نہیں اس نیکی کے حصول کیلئے ایک آدمی حضور نبی

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۸۳۳)	جلد ۶	صفحہ ۳۲۸
قال احمد محمد شاكر:	اشادہ حسن		
اتحاف السادة المتقين	رقم الحدیث (۲۵۵۳۲)	جلد ۶	صفحہ ۳۲۲
كنز العمال	رقم الحدیث (۳۶۵۰)	جلد ۳	صفحہ ۲۸۳
الترغيب والترهيب	رقم الحدیث (۲۲۸۱)	جلد ۲	صفحہ ۶۲۶
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترہیب / رقم الحدیث (۲۲۸۱)	صحیح		
قال الالبانی:			

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کر رہا ہے اس کے ماں باپ زندہ ہیں اور انہیں روتا ہوا چھوڑ کر آیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ہجرت کی اجازت نہیں دی بلکہ اسے گھر واپس جانے کا حکم ارشاد فرمایا اور فرمایا

جیسے ماں باپ کو روتا چھوڑ کر آئے ہو اسی طرح واپس جا کر انہیں ہنساؤ۔ پہلے وہ اس کے آنے سے رنجیدہ ہوئے اب جب وہ واپس جائے گا تو اس کے جانے سے ماں باپ کو خوشی و مسرت ہوگی اور ان کے لبوں پر مسکراہٹ ہوگی۔ اولاد کی طرف سے ایسا عمل جس سے ماں باپ کے لبوں پر مسکراہٹ آجائے اولاد کیلئے باعث سعادت و نیک بختی ہے۔

ہمارے اسلاف ماں باپ کی خوشی کو کیا اہمیت دیتے تھے۔ عارف باللہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنئے

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ ابو اسماعیل دباس کہتے ہیں کہ میں حج کی نیت سے گھر سے نکلا اور شیراز پہنچ گیا وہاں ایک مسجد میں گیا جہاں میں نے شیخ مومن کو دیکھا کہ کچھ سی رہے ہیں میں سلام کر کے بیٹھ گیا جب میری طرف متوجہ ہوئے تو مجھ سے دریافت کیا کہ کس نیت سے گھر سے نکلے ہو؟ کیا حج کا ارادہ ہی؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا: لوٹ جاؤ اور ماں کی خدمت کرو مجھے ان کی یہ بات ناگوار محسوس ہوئی تو فرمانے لگے دل میں کیا پیچ و تاب کھا رہے ہو میں نے پچاس (۵۰) حج کیئے ہیں میں ان تمام حجوں کا ثواب تم کو دیتا ہوں اس کے عوض تم اپنی والدہ کی وہ خوشی مجھے دے دو جو تمہاری خدمت سے ان کو ہوگی۔



عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أَشْتَهِي الْجِهَادَ وَلَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ قَالَ هَلْ بَقِيَ مِنْ وَالِدَيْكَ أَحَدٌ؟ قَالَ أُمِّي قَالَ: قَابِلِ اللَّهَ فِي بَرِّهَا فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ فَأَنْتَ حَاجٌّ وَمُعْتَمِرٌ وَمُجَاهِدٌ فَإِذَا رَضِيتُ عَنْكَ فَاتَّقِ وَبِرِّهَا.

نصرة النعيم	رقم الحديث	جلد ۳	صفحہ ۷۷۲
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد/ رقم الحديث (۱۳۳۹۹)	جلد ۸	صفحہ ۲۵۵	
قال الشيخ: رجاله رجال الصحيح			
مسند أبي يعلى الموصلي	رقم الحديث (۲۷۶۰)	جلد ۵	صفحہ ۱۳۹
الترغيب والترهيب	رقم الحديث (۳۶۵۳)	جلد ۳	صفحہ ۲۸۳
قال المحقق: حسن صحيح الترغيب والترهيب			
المطالب العلية	رقم الحديث (۲۵۱۹)	جلد ۲	صفحہ ۳۷۹
الدر المنثور		جلد ۴	صفحہ ۱۷۳
اتحاف السادة المتقين		جلد ۶	صفحہ ۳۱۳

ترجمة الحديث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک آدمی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا عرض کی میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے والدین سے کوئی زندہ ہے۔ اس نے کہا میری والدہ زندہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان سے حسن سلوک کر کے اللہ کی رضا کا طالب

ہو۔

جب تم ایسا کر لو گے تو حاجی بھی ہو تم عمرہ ادا کرنے والا بھی ہو تم مجاہد بھی ہو بس جب تیری والدہ تجھ سے راضی ہو جائے تو تقویٰ اختیار کر اور اس سے مزید حسن سلوک سے پیش آیا کر اور اس کی خدمت کر۔

-☆-

حج اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے پانچواں ہے بعض عبادتیں بدنی ہیں اور بعض مالی لیکن حج عبادت مرکب ہے یعنی یہ عبادت قولی بھی ہے بدنی بھی ہے اور مالی بھی ہے۔ اس عبادت کیلئے دور دراز کا سفر طے کرنا پڑتا ہے اپنے اہل و عیال سے جدائی برداشت کرنا پڑتی ہے کثیر رقم صرف کرنی پڑتی ہے اور اس پر جسمانی مشقت مستزاد ہے۔ اسی لئے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُتْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۵۲۱)	جلد ۱	صفحہ ۴۵۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۳۵۰)	جلد ۳	صفحہ ۱۵۷
سنن ابن ماجہ نمبر ۲	رقم الحدیث (۲۸۸۹)	جلد ۳	صفحہ ۴۰۹
قال محمود محمد محمود:	متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ نمبر ۲	رقم الحدیث (۲۸۸۹)	جلد ۴	صفحہ ۳۹۷
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۳۵۴)	جلد ۳	صفحہ ۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۶۲۳)	جلد ۵	صفحہ ۱۱۷
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۶۲۶)	جلد ۲	صفحہ ۲۳۹
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۳۳۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۹۰
مسند الدارمی	رقم الحدیث (۱۸۳۷)	جلد ۲	صفحہ ۱۱۳۰
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۳۷۵)	جلد ۷	صفحہ ۱۸۸
قال احمد محمد شاكر:	اسنادہ صحیح		
مسند ابی داؤد الطیاسی	رقم الحدیث (۲۵۱۹)		صفحہ ۳۲۹
مصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۸۸۰۰)	جلد ۵	صفحہ ۴
مسند الحمیدی	رقم الحدیث (۱۰۰۴)	جلد ۲	صفحہ ۴۴۰
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۲۵۱۴)	جلد ۴	صفحہ ۱۳۱
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	رقم الحدیث (۶۱۹۸)	جلد ۱۱	صفحہ ۶۱
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا حضور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے

جس نے حج کیا کوئی بے حیائی کی بات نہ کی اور نہ اللہ کی نافرمانی کی تو اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو کر پلٹے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

-☆-

حج ایسی عبادت ہے جس کے کرنے سے انسان گناہوں سے بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے۔

صفحہ ۷	جلد ۹	رقم الحدیث (۳۶۹۴)	صحیح ابن حبان قال الارنوط:
صفحہ ۴	جلد ۷	رقم الحدیث (۱۸۴۱)	شرح السنہ للبلغوی قال المحقق:
صفحہ ۱۰۵	جلد ۱۷	رقم الحدیث (۱۳۳۶۶)	المسند الجامع
صفحہ ۱۳۱	جلد ۴	رقم الحدیث (۲۵۱۴)	صحیح ابن خزیمہ
صفحہ ۲۲۹	جلد ۵	رقم الحدیث (۱۰۳۸۵)	السنن الکبریٰ للبیہقی قال البيهقي:
		رواه المسلم فی الصحیح	



عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا
الْجَنَّةُ.

صحیح البخاری	رقم الحديث (۱۷۷۳)	جلد ۱	صفحہ ۵۲۳
صحیح مسلم	رقم الحديث (۱۳۲۹)	جلد ۳	صفحہ ۱۵۶
سنن الترمذی	رقم الحديث (۹۳۳)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۴
قال الترمذی:	هذا حديث حسن صحيح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحديث (۹۳۳)	جلد ۱	صفحہ ۴۷۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحديث (۲۶۲۵)	جلد ۵	صفحہ ۱۱۹
صحیح سنن النسائی	رقم الحديث (۲۶۲۸)	جلد ۲	صفحہ ۲۳۰
قال الالبانی:	صحیح		
تحفة الاشراف	رقم الحديث (۱۲۵۷۳)	جلد ۹	صفحہ ۳۹۰
صحیح ابن حبان	رقم الحديث (۳۶۹۵)	جلد ۹	صفحہ ۸
قال شعيب الارنؤوط:	اسناده صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحديث (۳۶۹۶)	جلد ۹	صفحہ ۹
قال الارنؤوط:	اسناده صحیح علی شرط الشيخین		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۲۸۸۸)	جلد ۳	صفحہ ۲۰۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ نمبر ۲	رقم الحدیث (۲۸۸۸)	جلد ۴	صفحہ ۳۹۶
قال بشار عواد مصروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۳۵۳)	جلد ۳	صفحہ ۶
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۳۲۸)	جلد ۷	صفحہ ۱۶۸
قال احمد محمد شاكر:	اسنادہ صحیح		
مصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۸۷۹۸)	جلد ۵	صفحہ ۳
مصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۸۷۹۹)	جلد ۵	صفحہ ۲
مسند الحمیدی	رقم الحدیث (۱۰۰۲)	جلد ۲	صفحہ ۲۳۹
صحیح ابن خزمیہ	رقم الحدیث (۲۵۱۳)	جلد ۴	صفحہ ۱۳۱
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	رقم الحدیث (۶۶۵۷)	جلد ۱۲	صفحہ ۱۱
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۰۳۸۲)	جلد ۵	صفحہ ۲۲۹
شرح السنن للبلغوی	رقم الحدیث (۱۸۴۳)	جلد ۷	صفحہ ۶
قال المحقق:	هذا حدیث متفق علی صحیحہ		
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۳۳۶۸)	جلد ۱۷	صفحہ ۱۰۷
الموطا امام مالک		جلد ۱	صفحہ ۲۸۱

نے ارشاد فرمایا

ایک عمرہ دوسرے عمرہ درمیانی تمام گناہوں کا کفار ہے اور حج مبرور کی جزاء جنت ہی

ہے۔

-☆-

واقعی حج ایسی عبادت ہے جو انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے اور اسے جنتی بنا دیتی ہے جس کا حج مقبول ہو اور دنیا میں چلتا پھرتا جنتی ہے۔ اب زیر نظر حدیث پاک میں غور فرمائیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

اللہ کی رضا کیلئے اپنے ماں باپ کی خدمت کرو جب تم نے ایسا کر لیا تو تم حج ادا کرنے والے عمرہ کرنے والے اور جہاد کرنے والے ہو۔

فقط ماں باپ کی خدمت سے انسان حج عمرہ اور جہاد کا ثواب پالیتا ہے۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السَّلْمِيِّ. رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ أَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ وَالْدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَ:

وَيُحَكُّ أَحْيَةً" أُمُّكَ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ارْجِعْ فَبِرِّهَاتِمَّ أَتَيْتُهُ مِنْ الْجَانِبِ الْآخِرِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ وَالْدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَ: وَيُحَكُّ أَحْيَةً" أُمُّكَ؟ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ فَارْجِعْ إِلَيْهَا فَبِرِّهَاتِمَّ أَتَيْتُهُ مِنْ أَمَامِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ وَالْدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَ وَيُحَكُّ



أَحْيَهُ "أُمَّكَ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَيُحَكِّ الْزَّمُ رِجْلَهَا فَتَمَّ الْجَنَّةُ.

ترجمة الحديث:

حضرت معاویہ بن جاہمہ السلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو عرض کی یا رسول اللہ! میں آپ کے ساتھ جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس کے ذریعے اللہ کی رضا اور دارِ آخرت کا طلبگار ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کیا تیری والدہ زندہ ہے میں نے کہا ہاں تو حضور نے فرمایا ماں کے پاس واپس لوٹ جا اور اس کی خدمت کر۔

پھر میں دوسری جانب سے حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ! میں آپ کے ساتھ جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور دارِ آخرت کا طلبگار ہوں۔

صفحہ ۷۷۲	جلد ۳	نضرۃ النعیم وقال المحقق وصححه الالبانی
صفحہ ۳۵۵	جلد ۳	سنن ابن ماجہ قال محمود محمد محمود حسین: الحدیث صحیح
صفحہ ۳۸۶	جلد ۲	صحیح سنن ابن ماجہ قال الالبانی: حسن صحیح
صفحہ ۳۱۱	جلد ۸	معجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث (۸۱۶۲)
صفحہ ۳۵۵	جلد ۸	مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث (۵۴۶۳)
صفحہ ۲۲۲	جلد ۸	تختہ الاثراف رقم الحدیث (۱۱۳۷۵)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کیا تیری والدہ زندہ ہے میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! تو آپ نے فرمایا واپس اپنی والدہ کے پاس چلا جا اور اس کی خدمت میں مشغول ہو جا۔

پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سامنے سے حاضر ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں آپ کے ساتھ جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس سے اللہ کی رضا اور دارِ آخرت کا طلبگار ہوں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! تو حضور نے فرمایا

اپنی ماں کے قدم تھام لے جنت وہیں ہے۔

والدین کی خدمت کا حق

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

کی نظر میں

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ أَنَّهُ شَهِدَ ابْنَ عُمَرَ وَرَجُلًا "يَمَانِيًّا" يَطُوفُ بِالْبَيْتِ حَمَلَ
أُمِّهِ، وَرَاءَ ظَهْرِهِ يَقُولُ:

إِنِّي لَهَا بَعِيرُهَا الْمُدَّلُّ إِنْ أُذِعِرْتُ رَكَابَهَا لَمْ أُذِعِرْ
ثُمَّ قَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ! أَتَرَانِي جَزَيْتُهَا؟

قَالَ لَا، وَلَا بِزُفْرَةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ طَافَ ابْنُ عُمَرَ فَاتَى الْمَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ
ثُمَّ قَالَ: يَا ابْنَ أَبِي مُوسَى! إِنَّ كُلَّ رَكْعَتَيْنِ تُكْفِرَانِ مَا أَمَامَهُمَا.
ترجمة الحديث:

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی
موجودگی میں ایک یمنی آدمی طواف کعبہ کر رہا تھا اور اپنی والدہ کو اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے تھا۔

صفحہ ۱۳

صفحہ ۳۶

الادب المفرد رقم الحدیث (۱۱)

صحیح الادب المفرد رقم الحدیث (۱۱)

قال الالبانی: صحیح الاسناد

کہتا جا رہا تھا

میں اپنی والدہ کا فرمانبردار اونٹ ہوں جس پر وہ سوار ہے۔ اگر اس کی سواریاں تھک جائیں میں تھکنے والا نہیں۔

پھر اس نے کہا اے ابن عمر! آپ کے خیال میں کیا میں نے اپنی والدہ کا بدلہ چکا دیا؟ تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تو ایک زفرہ کا بدلہ بھی نہیں چکایا پھر حضرت ابن عمر نے طواف فرمایا تو مقام ابراہیم پر آئے تو دو رکعتیں ادا فرمائیں پھر فرمایا اے ابن ابی موسیٰ! بیشک مقام ابراہیم کی دو رکعتیں پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔

-☆-

کبھی کبھی انسان ایسا کام کر جاتا جس سے اس کے ذہن میں یہ خیال سما جاتا ہے کہ اس نے ماں باپ کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ انسان زندگی بھر ان کی خدمت کرتا رہے ان کے حسن سلوک کرتا رہے ان کی دلجوئی اپنا شیوہ بنا لے اور ان کا خوش رکھنا اپنا مطمع نظر بنا لے اس کے باوجود یہ سمجھے کہ اس کے ان کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے تو یہ سراسر نادانی ہے۔ ہاں یہ بات واضح ہے کہ اس کی خدمت کے صلہ میں اس نے نامہ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ ماں باپ سے حسن سلوک کے سبب عالم ملکوت کے باسی اس کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ماں باپ کو راضی کر کے وہ نیک اور صالح افراد کی دعاؤں کا سزاوار ٹھہرتا ہے اور ان کو خوش کر کے خالق و مالک کی رضا حاصل کر لیتا ہے۔ ان سب سعادتوں کے باوجود وہ خدمت کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

زیر نظر روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک آدمی کو حالت طواف میں

دیکھتے ہیں اور وہ طواف اس شان سے کر رہا ہے کہ اپنی والدہ کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے یہ حالت واقعی قابل رشک ہے انسان اللہ کے گھر کا طواف کر رہا ہو شدت گرمی سے اس کا پسینہ بہہ رہا ہو کنکریاں پاؤں کو تکلیف دے رہے ہوں اس پر اضافہ یہ کہ اپنی والدہ کو اٹھائے ہوئے ہو اور جبر سے نہیں بلکہ محبت کے جوش سے اللہ کو یاد کر رہا ہو۔

آ کر وہ آدمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھ بیٹھا حضور! آپ نے میری کیفیت و حالت کا مشاہدہ کیا اب اس کعبۃ اللہ میں گواہی دے دیجئے کہ میں نے اپنی ماں کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے تو اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
ماں کا حق! ارے ناداں ماں کی ساری زندگی کی بات کرتا ہے تو نے تو ماں نے جو تیرے لیے تکالیف اٹھائی ہیں تو ابھی ایک تکلیف کا حق بھی ادا نہیں کیا۔

فَاتَى الْمَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ

بیت اللہ سارا شان والا اسکی عزت و عظمت کا کون بد بخت انکار کر سکتا ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دو رکعت ادا کرنے کیلئے مقام ابراہیم کا انتخاب فرمایا آخر ایسا کیوں؟

مقام ابراہیم اس پتھر کو کہتے ہیں جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت اللہ کی تعمیر کیا کرتے تھے اس پتھر کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اس نے اللہ کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم چومے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک قدموں کے نشان اس پتھر پر موجود ہوئے تو اللہ ذوالجلال والا کرام نے بھی اس پتھر کو مقدس قرار دیا اور فرمایا

فَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى
مقام ابراہیم کے نزدیک صلاۃ ادا کرو۔

حالانکہ سارا کعبۃ اللہ عظمت و شان سے لبریز ہے لیکن اس پورے حرم میں مقام ابراہیم کو منفرد مقام دیا گیا تو غور فرمائیے یہاں کسی اللہ والے کے قدم لگیں خالق و مالک وہاں صلاۃ ادا کرنے کا حکم فرماتا ہے تو جہاں کوئی اللہ والا محو استراحت ہو اسکا مزار پر انوار ہو تو اس کے قرب و جوار میں صلاۃ ادا کرنا کس درجہ اہمیت کا حامل ہوگا اور وہاں کی برکات کو کیسے احاطہ تحریر میں لایا جاسکتا ہے۔

رب تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِضَا
الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۰۷)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۰
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۸۹۹)	جلد ۲	صفحہ ۳۲۰
قال الالبانی:	صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۲)	جلد ۱	صفحہ ۱۱
صحیح الادب المفرد			
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۲۹)	جلد ۲	صفحہ ۱۷۲
سلسلة الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۵۱۶)	جلد ۲	صفحہ ۲۹
مشكاة المصابیح	رقم الحدیث (۲۹۲۷)	جلد ۳	صفحہ ۱۳۷۹
مصانح السنة	رقم الحدیث (۳۸۳۳)	جلد ۳	صفحہ ۳۵۳
شرح السنة (للبنی)	رقم الحدیث (۲۲۲۳)	جلد ۱۳	صفحہ ۱۱
المستدرک (للحاکم)	رقم الحدیث (۷۲۳۹)	جلد ۷	صفحہ ۲۵۸۸
قال الحاکم:	هذا حدیث صحیح الاسناد علی شرط مسلم ولم یخرجاه		
تلخیص بذیل المستدرک		جلد ۷	صفحہ ۲۵۸۹
قال الذہبی:	علی شرط مسلم		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رب تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب تعالیٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

-☆-

ہر مسلم، ہر کلمہ گو اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہے اسکی دلی تمنا یہ ہے کہ اس کا خالق و مالک اور اس کا پروردگار اس سے راضی ہو تو اس حدیث پاک میں اس کا ایک واضح طریقہ ارشاد فرمایا گیا ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنا چاہتے ہو تو اپنے والد کو راضی کرو جس والد نے بچپن میں تمہاری خاطر مصیبتیں جھیلیں اور اپنی جملہ توانائیاں تمہاری بھلائی کی خاطر صرف کیں

صفحہ ۲۱۵	جلد ۸	حلیۃ الاولیاء
صفحہ ۴۹۶		موارد النظم
صفحہ ۳۳	جلد ۴	رقم الحدیث (۲۰۲۶)
صفحہ ۱۷۲	جلد ۴	رقم الحدیث (۴۴۵۶)
صفحہ ۲۹۲	جلد ۳	فیض القدر
صفحہ ۶۵۷	جلد ۲	الدر المنثور
		الترغیب والترہیب
		رقم الحدیث (۳۶۷۲)
		قال المحقق: حسن
		صحیح الترغیب والترہیب / رقم الحدیث (۲۵۰۱)
		قال الالبانی: حسن لغیرہ

اب بڑھاپے میں اسکی خدمت کا وقت آیا ہے تو اس کی خدمت کرو جب تم اس کی خدمت کرو گے اس سے حسن سلوک سے پیش آؤ گے عمدہ برتاؤ کا اظہار کرو گے تو یقیناً تمہارا والد تم سے راضی ہوگا اور جب تمہارا والد تم سے راضی ہوگا تو یقین کرو کہ تمہارا خالق و مالک بھی تم سے راضی ہو گیا ہے کیونکہ

رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ

رب تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے۔

اور سن لو! اگر تم نے نافرمانیاں کر کے اپنے والد کو دل کو دکھی کیا اس کی خدمت نہ کی اور نہ اسکی عزت و تکریم کا پاس کیا اگر تمہارے ان کرتوتوں کے سبب تمہارا والد تم سے ناراض ہو گیا تو سن لو تمہارا رب بھی تم سے ناراض ہو گیا۔ اب غور کیجئے جس کارب اس سے ناراض ہو جائے اسے خیر کہاں سے نصیب ہوگی اس کی آخرت تباہ و برباد ہوگی اس سے اس کی عزت چھن جائے گی اور وہ عذاب الہی کا سزاوار ہوگا۔

اس حدیث پاک میں والد کا لفظ آیا ہے تو دیگر احادیث مقدسہ سے بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اگر والد کو راضی کرنے سے رب تعالیٰ راضی ہوتا ہے تو والدہ کو راضی کرنے سے وہ بطریق اولیٰ راضی ہوگا اور اسکے کرم کا جو بن نرالا ہوگا اور اگر والد کو ناراض کرنے سے رب تعالیٰ ناراض ہوتا ہے تو والدہ کو ناراض کرنے سے رب تعالیٰ کی ناراضگی بھی بڑھ جاتی ہے اور جب اسکی ناراضگی بڑھ جاتی ہے تو والدہ کو ناراض کرنے والا اہل جہاں کیلئے باعث عبرت بن جایا کرتا ہی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ
عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ سَمِعَ النَّبِيَّ رَسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَأَضِعْ ذَالِكَ الْبَابَ أَوْ احْفَظْهُ.

صفحہ ۲۱۴	جلد ۴	رقم الحدیث (۳۶۶۳)	سنن ابن ماجہ قال محمود محمد محمود: الحدیث صحیح
صفحہ ۲۵۲	جلد ۵	رقم الحدیث (۳۶۶۳)	سنن ابن ماجہ (۲) قال بشار عواد معروف: الحدیث صحیح
صفحہ ۲۱۴	جلد ۳	رقم الحدیث (۲۹۸۰)	صحیح سنن ابن ماجہ قال الالبانی: صحیح
صفحہ ۳۶۸	جلد ۱۶	رقم الحدیث (۴۵۴۸۹)	کنز العمال
صفحہ ۳۱۱	جلد ۴	رقم الحدیث (۱۹۰۰)	الجامع الصحیح قال الترمذی: هذا حدیث صحیح
صفحہ ۱۴			الادب المفرد بالفاظ مختلفہ
صفحہ ۳۳			صحیح الادب المفرد قال الالبانی: صحیح
صفحہ ۱۳۷۹	جلد ۳	رقم الحدیث (۴۹۲۸)	مشکاۃ المصابیح
صفحہ ۲۱۱	جلد ۵	رقم الحدیث (۷۳۳۴)	المستدرک قال الحاکم: هذا حدیث صحیح
صفحہ ۳۵۲	جلد ۸		مصنف ابن ابی شیبہ
صفحہ ۶۱۷	جلد ۲		سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ/ رقم الحدیث (۹۱۴)
صفحہ ۱۷۳	جلد ۴		الدر المنثور
صفحہ ۳۳۹	جلد ۲	رقم الحدیث (۲۹۱۳)	کشف الخفاء
صفحہ ۱۵۸	جلد ۲		مشکل الآثار
صفحہ ۱۹۴	جلد ۱	رقم الحدیث (۳۹۵)	مسند حمیدی

ترجمة الحديث:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے
والد جنت کا درمیانہ دروازہ ہے (اب تیری مرضی) تو اس دروازے کو ضائع کر یا اس کی حفاظت کر۔

-☆-

فقال له ابوالدرداء! أوف نذرك وبروالديك إني سمعت رسول الله صلي الله عليه وسلم يقول: الوالد أوسط باب الجنة، فحافظ على الوالد أو اترك.
ترجمة الحديث:

باپ کو جنت کا مین گیٹ قرار دیا گیا ہے یعنی باپ کی خدمت اور اس کی اطاعت ایک

مسند الامام احمد	رقم الحديث (۲۱۶۱۳)	جلد ۱۶	صفحہ ۷۱
قال حمزه احمد الزين:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحديث (۲۰۸۹)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۳
قال محمود محمد محمود حسين:	الحديث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحديث (۲۰۸۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۷۵
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحديث (۱۷۱۲)	جلد ۲	صفحہ ۱۹۳
قال الالباني:	صحیح		
تحفة الاشراف	رقم الحديث (۱۰۹۲۸)	جلد ۸	صفحہ ۲۲۶

بیٹے کیلئے جنت کے درمیانے دروازے کی حیثیت رکھتا ہے۔ باپ کی خدمت کر کے اس کا دل جیت کر دروازے کی حفاظت کی جاسکتی ہے اور باپ کو ناراض کر کے اور اس کے دل کو دکھا کر اس دروازے کو ضائع کیا جاسکتا ہے۔

جب کوئی بیٹا اپنے باپ کی صحیح خدمت کرتا ہے اس کی فرمانبرداری اپنا شعار بناتا ہے تو گویا قیامت کے دن اسے جنت کے درمیانے دروازے سے گزارا جائے گا باپ کے اطاعت گزار کیلئے جنت کا مین دروازہ منتظر ہوگا اور جو آدمی باپ کا نافرمان ہوگا گویا اس نے اس دروازے کو ضائع کر دیا جب درمیانے دروازے کو ضائع کر دیا جائے تو عمارت میں کیسے داخل ہوا جاسکتا ہے اسی طرح باپ کے نافرمان کیلئے جنت کی راہیں مسدود ہوں گی۔

قرآن و حدیث میں ایسے کلمات آتے ہیں جنکا معنی و مفہوم مراد لینا دشوار ہوتا ہے اس کے معنی و مفہوم کو اس کی مراد کو اللہ کی طرف لوٹا کر اپنے عجز کا اعتراف کیا جاتا ہے یا ایسا مفہوم ذکر کیا جاتا ہے جو قوانین شریعت اور بدیہی حقائق سے متصادم نہ ہو۔

زیر نظر حدیث میں باپ کو جنت کا درمیانے دروازہ کہا گیا ہے اس کا ظاہری مفہوم مراد لینا مشکل ہے کیونکہ جنت بہت پہلے کی بنی ہوئی ہے اور اسکے دروازے بھی بنے ہوئے ہیں ہر آدمی باپ رکھتا ہے اور وہ بھی تو کسی کا باپ ہو سکتا ہے پھر جنت کے درمیانی دروازے اربوں کی تعداد سے متجاوز ہونگے تو اس حدیث پاک کا واضح مفہوم یہ ہے کہ باپ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والی اولاد کو جنت نصیب ہوگی کیونکہ باپ کی اطاعت جنت کے درمیانی دروازے کی حیثیت رکھتی ہے تو جب درمیانی دروازہ ہی اسکا رہنا ہے تو جنت بھی اسی کی ہے۔

موجودہ دور میں بعض افراد قرآن کریم میں اور احادیث مقدسہ میں وارد ایسے کلمات

جنکا ظاہری مفہوم لینا مشکل ہوا کرتا ہے ان پر اپنے علمی کمالات دکھانے کی سعی نا تمام کرتے ہیں۔ خصوصاً اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسے کلمات کا ظاہری معنی لینے میں ذرہ جھجک محسوس نہیں کرتے حالانکہ ایسی آیات متشابہات کے زمرہ میں آتی ہیں اور متشابہات کا علم اللہ کے علاوہ کون ہے جو ذاتی طور پر جانتا ہو۔

حدیث قدسی ہے بخاری شریف کے الفاظ ملاحظہ ہوں

لَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّىٰ أَحْبَبْتُهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ، كُنْتُ سَمِعَهُ

الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا.

ترجمة الحديث:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

بندہ نوافل ادا کرتے کرتے میرے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے

محبت کرتا ہوں جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ

سنتا ہے میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۴۷)	جلد ۲	صفحہ ۵۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۵۰۲)	جلد ۴	صفحہ ۲۰۳۹
حلیۃ الاولیاء		جلد ۱	صفحہ ۴
شرح السنۃ (للبنی)	رقم الحدیث (۱۲۴۸)	جلد ۵	صفحہ ۱۹
قال البغوی:	هذا حدیث صحیح		
اسنن الکبریٰ (للبیہقی)	رقم الحدیث (۶۳۹۵)	جلد ۳	صفحہ ۴۸۲
قال البیہقی:	رواه البخاری ویصحیح		
اسنن الکبریٰ (للبیہقی)	رقم الحدیث (۲۰۹۸۰)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۷۰
قال البیہقی:	رواه البخاری فی الصحیح		
جامع العلوم والحکم		جلد ۲	صفحہ ۳۳۰
اتحاف السادة المتقين		جلد ۱	صفحہ ۴۰۳
اتحاف السادة المتقين		جلد ۹	صفحہ ۶۱۰

جن سے وہ پکڑتا ہے میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

-☆-

ایک مومن و صالح بندے پر وقت آتا ہے کہ جب اللہ اس کے محبت کرتا ہے تو اللہ اس کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے اللہ اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے اللہ اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جن سے وہ پکڑتا ہے اللہ اس کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے۔

کیا ایک صالح و متقی جو اس درجہ پر فائز ہو اس کے ہاتھ پاؤں اللہ ہوا کرتا ہے اس کے کان آنکھیں اللہ ہوا کرتا ہے۔

تَعَالَى اللَّهُ عَنِ ذَالِكِ عُلُوًّا كَبِيرًا.

تو ماننا پڑے گا کہ اس حدیث پاک مفہوم کچھ اور ہے۔

أَقْرَبُ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ:
 إِنِّي خَطَبْتُ امْرَأَةً فَأَبَتْ أَنْ تَنْكِحَنِي وَخَطَبَهَا غَيْرِي فَأَحَبَّتْ أَنْ
 تَنْكِحَهُ، فَعَرُتُ عَلَيْهَا فَقَتَلْتُهَا. فَهَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: أُمِّكَ حَيَّةٌ؟ قَالَ: لَا.
 قَالَ تَبَّ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ تَقَرَّبُ إِلَيْهِ مَا اسْتَطَعْتَ (قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ) فَذَهَبَتْ
 فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ: لِمَ سَأَلْتَهُ، عَنْ حَيَاةِ أُمِّهِ فَقَالَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ عَمَلًا أَقْرَبَ إِلَى
 اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ بِرِّ الْوَالِدَةِ

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ان کے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا میں نے ایک عورت کو پیغام نکاح بھیجا تو اس نے مجھ سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا تو میرے علاوہ کسی اور نے اسے پیغام نکاح بھیجا تو اس عورت کو یہ بات پسند آئی کہ اس آدمی سے نکاح کرے تو مجھے اس پر غیرت آئی تو میں نے اس

صفحہ ۱۲

صفحہ ۳۴

رقم الحدیث (۴)

رقم الحدیث (۴)

صحیح

الادب المفرد

صحیح الادب المفرد

قال الالبانی:

عورت کو قتل کر دیا۔ کیا اب میرے لیے توبہ ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کیا تیری والدہ زندہ ہے۔ اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا

اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور عبادت و بندگی کر کے جتنا اللہ کے قریب ہو سکتے ہو جاؤ۔

حضرت عطاء بن یسار نے فرمایا میں گیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

پوچھا؟ آپ نے اس سوال کرنے والے سے یہ کیوں پوچھا کہ کیا تیری ماں زندہ ہے تو آپ

نے فرمایا

میں نہیں جانتا کہ ماں سے حسن سلوک سے بڑھ کوئی عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کا تقرب عطا

کردے۔

أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: الْوَلِيدُ بْنُ عِزَّارٍ أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُولُ
 أَخْبَرَنَا صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ وَأَوْمَأْبِيدِهِ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ الصَّلَاةُ عَلَى وَفَّيْهَا قَالَ ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ ثُمَّ بَرُّ الْوَالِدَيْنِ. قَالَ ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوْ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۰)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۹۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۷۸۲)	جلد ۲	صفحہ ۸۶۱
الترغیب والترہیب قال المحقق:	رقم الحدیث (۵۶۲)	جلد ۱	صفحہ ۳۳۰
صحیح الترغیب والترہیب / رقم الحدیث (۳۹۷)	صحیح	جلد ۱	صفحہ ۲۸۵
قال الالبانی:	رقم الحدیث (۸۵)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۹۰۵)	جلد ۳	صفحہ ۳۵۹
سنن الترمذی قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح	جلد ۱	صفحہ ۳۳۹
صحیح سنن الترمذی قال الالبانی:	رقم الحدیث (۱۸۹۸)	جلد ۱	صفحہ ۳۳۹

ترجمة الحديث:

حضرت ابو عمر و الشیبانی فرماتے ہیں

ہمیں اس گھر کے مالک نے حدیث بیان کی اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔

کونسا عمل اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

صفحہ ۴۷۵	جلد ۳	سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۴۸۹)
صفحہ ۲۹۲	جلد ۱	سنن النسائی
صفحہ ۲۰۲	جلد ۱	صحیح سنن النسائی رقم الحدیث (۶۰۹)
صفحہ ۳۰	جلد ۷	قال الالبانی: تحفة الاشراف رقم الحدیث (۹۲۳۲)
صفحہ ۱۸۲	جلد ۲	مسند الامام احمد (مختصراً) / رقم الحدیث (۳۲۲۳) قال احمد محمد شاكر: اسنادہ صحیح
صفحہ ۱۷۲	جلد ۲	مسند الامام احمد قال احمد محمد شاكر: اسنادہ صحیح رقم الحدیث (۴۱۸۶)
صفحہ ۱۱۲	جلد ۲	مسند الامام احمد قال احمد محمد شاكر: اسنادہ صحیح رقم الحدیث (۳۹۹۸)
صفحہ ۷۳	جلد ۳	مسند الامام احمد قال احمد محمد شاكر: اسنادہ صحیح رقم الحدیث (۳۸۹۰)

صلاة (نماز) اپنے وقت پر ادا کرنا۔

انہوں نے پھر پوچھا اس کے بعد کونسا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ محبوب ہے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
والدین سے حسن سلوک کرنا اور ان کی خدمت کرنا۔

پھر عرض کی اس کے بعد کونسا عمل اللہ کے ہاں زیادہ محبوب ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا

جهاد في سبيل الله

آپ نے فرمایا یہ چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بیان فرمائیں اگر میں اس
سے زیادہ پوچھتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ جواب مرحمت فرماتے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا جَرِيرٌ "عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْزِي وُلْدٌ وَالِدًا إِلَّا
أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيهِ، فَيُعْتِقَهُ؛

سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۶۵۹)	جلد ۴	صفحہ ۲۱۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۶۵۹)	جلد ۵	صفحہ ۲۵۰
قال بشار عواد:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۷۲۶)	جلد ۳	صفحہ ۲۱۳
قال الالبانی:	صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰)	جلد	صفحہ ۱۷

صفحہ ۳۶		صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰)
صفحہ ۱۷۱	جلد ۶	الارواء الغلیل	رقم الحدیث (۱۷۴۷)
صفحہ ۵۵۸	جلد ۶	مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۱۳۳)
		قال احمد محمد شاكر، حمزه احمد الزين: اسنادہ صحیح	
صفحہ ۳۳۱	جلد ۷	مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۵۶۰)
		قال احمد محمد شاكر: اسنادہ صحیح	
صفحہ ۳۸	جلد ۹	مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۸۷۹)
		قال حمزه احمد الزين: اسنادہ صحیح	
صفحہ ۲۹۹	جلد ۹	مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۷۰۶)
		قال حمزه احمد الزين: اسنادہ صحیح	
صفحہ ۵۰۸	جلد ۱۷	المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۳۰۲۳)
صفحہ ۷۹		مسند ابی داؤد الطیاسی	رقم الحدیث (۲۳۰۵)
صفحہ ۷۵۷	جلد ۲	سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۳۷)
صفحہ ۲۶۲	جلد ۳	صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۳۷)
		قال الالبانی: صحیح	
صفحہ ۳۶۳	جلد ۳	سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۳)
		قال الترمذی: هذا حدیث حسن	
صفحہ ۳۳۲	جلد ۳	صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۰۶)
		قال الالبانی: صحیح	
صفحہ ۳۲۷	جلد ۳	صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۵۱۰)
صفحہ ۲۳۹	جلد ۱۳	شرح مشکل الآثار	رقم الحدیث (۵۳۹۵)
		قال المحقق: اسنادہ صحیح علی شرط الشيخین	

صفحہ ۳۶۳	جلد ۹	رقم الحدیث (۲۲۲۵)	شرح السنۃ للبلغوی قال المحقق:
		هذا حدیث صحیح	
صفحہ ۱۶۷	جلد ۲	رقم الحدیث (۲۲۲)	صحیح ابن حبان قال شعيب الارنؤوط: اسنادہ صحیح
صفحہ ۲۸۷	جلد ۱۰	رقم الحدیث (۲۱۲۱۲)	سنن الکبریٰ للبیہقی قال المحقق:
		رواه البخاری فی الصحیح	
صفحہ ۳۹۶	جلد ۹	رقم الحدیث (۱۲۵۹۵)	تحفة الاشراف قال المحقق:
		حسن صحیح	
صفحہ ۱۸۲	جلد ۶	رقم الحدیث (۷۸۲۶)	شعب الایمان (للبیہقی)
صفحہ ۳۹۱	جلد ۱	رقم الحدیث (۱۹۳)	جامع الاصول
صفحہ ۱۵۰	جلد ۵		زاد المعاد
صفحہ ۱۰۱۲	جلد ۲	رقم الحدیث (۳۳۹۱)	مشکاة المصابیح
صفحہ ۲۸۶	جلد ۲	رقم الحدیث (۲۵۳۶)	مصانح السنۃ
صفحہ ۳۲۵	جلد ۶		حلیۃ الاولیاء
صفحہ ۳۵۱	جلد ۸	رقم الحدیث (۵۲۵۰)	منصف (ابن ابی شیبہ) / رقم الحدیث (۵۲۵۰)
صفحہ ۳۰۶	جلد ۱۲		تاریخ بغداد
صفحہ ۲۸۲	جلد ۳	رقم الحدیث (۳۶۲۸)	الترغیب والترہیب قال المحقق:
		صحیح	
صفحہ ۶۲۷	جلد ۲	رقم الحدیث (۲۲۷۹)	صحیح الترغیب والترہیب / رقم الحدیث (۲۲۷۹)
		صحیح	قال الالبانی:
صفحہ ۱۷۲	جلد ۴		الدر المنثور

ترجمة الحديث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کوئی بیٹا باپ کو بدلہ نہیں دے سکتا مگر یہ کہ بیٹا اپنے باپ کو مملوک (غلام) پائے تو اسے خرید کر آزاد کر دے۔



والدین سے حسن سلوک انکی وفات کے بعد بھی

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِيمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ بَقِيَ مِنْ بَرِّ الْوَالِدَيْنِ شَيْءٌ؟ أَبْرُهُمَا بَعْدَ مَوْتِهِمَا؟ قَالَ نَعَمْ الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَإِنْفَادُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوَصَّلُ إِلَّا بِهِمَا وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا.

صفحہ ۷۷۲	جلد ۳	نضرۃ النعیم
صفحہ ۷۵۸	جلد ۲	سنن ابی داؤد صحیح سنن ابی داؤد
صفحہ ۲۳۵	جلد ۱۲	مسند الامام احمد قال حمزه احمد الزین: اسنادہ حسن
صفحہ ۳۳۲	جلد ۸	تحفۃ الاشراف رقم الحدیث (۱۱۱۹۷)
صفحہ ۲۷		الادب المفرد صحیح الادب المفرد رقم الحدیث (۳۵)
صفحہ ۱۶۲	جلد ۲	صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۴۱۸)

ترجمة الحديث:

حضرت ابواسید الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا
ہم حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی سلمہ
کا ایک آدمی آیا اس نے عرض کی

یا رسول اللہ! کیا والدین سے حسن سلوک میں سے ان کی موت کے بعد کچھ باقی رہ جاتا
ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں

ان کی صلاۃ الجنازہ ادا کرنا

ان کیلئے استغفار کرنا

ان کے بعد ان کے عہد و پیمان کو پورا کرنا
صلہ رحمی کرنا جس کا وجود انہیں سے وابستہ ہو

ان کے دوست کی عزت و تکریم کرنا

۱۵۴ صفحہ	جلد ۴	المستدرک (للحاکم) /
		قال الحاکم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يختره
۱۵۴ صفحہ	جلد ۴	تلخیص بذیل مستدرک
		قال الذهبي: صحيح
۳۵ صفحہ	جلد ۱۵	رقم الحديث (۱۱۳۱۰)
۳۹۹ صفحہ	جلد ۱	رقم الحديث (۲۰۴)
		المسند الجامع
		جامع الاصول

اولاد پر لازم ہے کہ وہ والدین سے حسن سلوک کرے انکی خیر خواہی انکی خبر گیری اور ان کو راحت و آرام پہنچائے نیز انکی خدمت کرے اولاد پر لازم و ضروری ہے۔

یہ نیکی اور خدمت کا سلسلہ صرف اس جہاں تک نہیں کہ جب تک ان کے سانس آتے جاتے رہیں انکی نبض حیات میں حرکت رہے اولاد انکی خدمت میں کمر بستہ رہے بلکہ یہ سلسلہ انکی وفات کے بعد بھی جاری رکھنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی کتنا معنی خیر ہے کہ آپ نے والدین کی وفات کے بعد بھی اس سلسلہ کو جاری و ساری رکھا۔

الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا

ماں باپ کی صلاۃ الجنائزہ کا اہتمام کرنا یہ اولاد پر لازم ہے۔ جب بیٹا اس یہاں میں آیا تھا تو ماں باپ نے اس کی حسب توفیق تربیت کی اب ماں باپ اس جہاں سے رخصت ہو کر ایک اور جہاں کو جا رہے ہیں تو اولاد پر لازم ہے کہ انکے غسل و کفن و دفن کا اہتمام کرے صلاۃ الجنائزہ ادا کرے پھر علیم و خیر اور ستار و غفار اللہ کے سپرد کر دے۔

الِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا

ماں باپ کا صرف جنازہ ہی ادا نہیں کرنا بلکہ انکے لیے استغفار بھی کرنا اولاد کے استغفار سے ماں باپ کو فائدہ پہنچتا ہے اور جب ماں باپ کو اولاد کی طرف سے قبر میں فائدہ پہنچے گا تو وہ یقیناً قبر میں اپنی اولاد سے خوش ہونگے اور ماں باپ کا خوش ہونا اگرچہ عالم برزخ میں ہی کیوں نہ ہو اولاد کیلئے سعادت مندی کی بین دلیل ہے۔

مومن والدین کیلئے استغفار انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت مطہرہ ہے۔ قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ان الفاظ سے موجود ہے

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ .
 اے ہمارے رب مغفرت فرمادے میرے لیے اور میرے والدین کیلئے اور ہر اس
 آدمی کیلئے جو میرے گھر میں داخل ہوا مومن بن کر اور تمام مومنین اور تمام مومنات کیلئے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی دعاء واستغفار کے الفاظ یہ ہیں

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ .

اے ہمارے رب مغفرت فرما میرے لیے اور میرے والدین کیلئے اور تمام مومنین
 کیلئے اس دن جس دن حساب قائم ہوگا۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی اس دعاء سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ آپ کے
 والدین کریمین مومن تھے کیونکہ موت کے بعد مومنین کیلئے دعائے مغفرت کی اجازت ہے غیر
 مومن کیلئے استغفار کی قطعاً اجازت نہیں۔

إِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا

عہد کی پاسداری ایمان کی نشانی ہے اور عہد کو توڑنا نفاق کی علامت ہے اگر ماں باپ نے
 کسی سے عہد پیمان باندھا اور انکی موت نے اس عہد کو پورا کرنے کی مہلت نہیں دی تو اولاد پر لازم
 ہے کہ ان کے عہد و پیمان کو پورا کرے تاکہ وہ عالم بزرخ میں اللہ کی گرفت سے محفوظ رہ سکیں۔

صَلَّةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوَصَّلُ الْآبِهَيَا

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلہ رحمی کا بڑا درس دیا ہے اور اپنی امت کو صلہ رحمی
 کی افادیت سے آگاہ فرمایا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں صلہ
 رحمی مومن کا وصف جمیل ہے خصوصاً اس تعلق کا خیال رکھنا جو تعلق والدین کی وساطت سے ہو اس

سے والدین کی ارواح کو خوشی نصیب ہوگی اور ایک مومن کیلئے یہی چیز وجہ سعادت و افتخار ہے۔

اِكْرَامَ صَدِيقِهِمَا

والدین سے تعلق رکھنے والوں کو عزت و قدر کی نظر سے دیکھنا والدین سے محبت کی دلیل ہے خصوصاً جب والدین دنیا سے پردہ کر چکے ہوں ان کی وفات کے بعد انکے دوست و احباب کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھنا انکی عزت و تکریم بجالانا علامت سعادت و نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نور بھری تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَبْرَّ
الْبِرِّ أَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ أَهْلَ وَدَائِبِهِ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۵۲)	جلد ۵	صفحہ ۱۳۸
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۰)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۱
قال الترمذی:	هذا السناد صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۰۳)	جلد ۲	صفحہ ۳۳۶
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۷۲۱)	جلد ۵	صفحہ ۲۱۰
قال احمد محمد شاكر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۳۰)	جلد ۲	صفحہ ۱۷۳
قال شعيب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۲۱)		صفحہ ۲۱
صحیح الادب المفرد			

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
میں نے سنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے
نیکیوں میں عمدہ نیکی یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے باپ کے اہل محبت سے صلہ رحمی کرے۔

-☆-

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
قَالَ احْفَظْ وَدَائِيكَ وَلَا تَقْطَعْهُ فَيُطْفِئَ اللَّهُ نُورَكَ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے والد کی اہل محبت کی حفاظت کرو ان سے قطع تعلقی نہ کرو کہیں ایسا نہ
ہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے نور کو بجھا دے۔

-☆-

صفحہ ۲۶۹	جلد ۸	رقم الحدیث (۱۳۴۲۷)	مجمع الزوائد
		رواہ الطبرانی فی الاوسط: اسنادہ حسن	قال السخاوی:
صفحہ ۲۰۰	جلد ۶	رقم الحدیث (۷۸۹۸)	شعب الایمان للبیہقی
صفحہ ۲۱		رقم الحدیث (۴۰)	الادب المفرد صحیح الادب المفرد



حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ نُوحٍ. أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ
 أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ. عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ لَقِيَهُ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَسَلَّمَ
 عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ وَحَمَلَهُ، عَلَى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهُ، وَأَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلَى رَأْسِهِ
 فَقَالَ ابْنُ دِينَارٍ فَقُلْنَا لَهُ: أَصْلَحَكَ اللَّهُ! إِنَّهُمْ الْأَعْرَابُ وَإِنَّهُمْ يَرْضَوْنَ مَا يُسَّرُّ
 فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ أَبَاهُ كَانَ وَدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَإِنِّي سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أBRَّ الْبَرِّ صَلَاةُ الْوَالِدِ أَهْلَ
 وَدَائِبِهِ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۵۲)	جلد ۵	صفحہ ۱۳۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۷۲۱)	جلد ۵	صفحہ ۲۱۰
قال احمد محمد شاكر:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۰)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۱
قال الترمذی:	هذا اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۶۱۲)	جلد ۵	صفحہ ۱۳۰
قال احمد محمد شاكر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن دینار فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک اعرابی مکہ مکرمہ کی راہ میں ملا تو حضرت عبداللہ نے اسے سلام فرمایا اور اسے اپنی سواری پر سوار کر دیا اور اسے اپنی پگڑی عطا کر دی جو ان کے سرانور پر تھی تو عبداللہ بن دینار نے فرمایا:

ہم نے عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں میں شاد رکھے یہ اعرابی لوگ تو تھوڑی سی چیز پر راضی ہو جاتے ہیں (آپ نے اس پر اس درجہ سخاوت کس وجہ سے کی؟) تو حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک اس کا باپ میرے ابا حضرت عمر بن الخطاب سے محبت کیا کرتا ہے اور میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے نیکوں میں اعلیٰ نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے باپ کے اہل محبت سے صلہ رحمی کرے۔

صفحة ۱۶۵	جلد ۵	رقم الحديث (۵۶۵۳)	مسند الامام احمد
		اسنادہ صحیح	قال احمد محمد شاكر:
صفحة ۱۷۳	جلد ۲	رقم الحديث (۴۳۰)	صحیح ابن حبان
		اسنادہ صحیح علی شرط مسلم	قال المحقق:
صفحة ۳۷۴	جلد ۴	رقم الحديث (۵۱۴۳)	سنن ابی داؤد
صفحة ۲۶۳	جلد ۳	رقم الحديث (۵۱۴۳)	صحیح سنن ابی داؤد
		صحیح	قال الالبانی:
صفحة ۳۶۶	جلد ۵	رقم الحديث (۷۲۵۹)	تحفة الاشراف
		صحیح	قال المحقق:

والدین کے درجات کا بلند ہونا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ: أَنَّى هَذَا؟ فَيَقَالُ: بِاسْتِغْفَارٍ وَلَدِكَ لَكَ.

سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۶۶۰)	جلد ۴	صفحہ ۲۱۳
قال محمود محمد محمود:	اسنادہ صحیح ورجالہ ثقات		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۶۶۰)	جلد ۵	صفحہ ۲۵۰
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۹۶۸)	جلد ۳	صفحہ ۲۱۳
قال الالبانی:	حسن		
مصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۹۷۸۹)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۹۶
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۳۰۲۹)	جلد ۱۷	صفحہ ۵۱۲
الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۶)		صفحہ ۲۸
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۲۷)		صفحہ ۲۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۵۵۹)	جلد ۹	صفحہ ۵۱۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۵۹۸)		جلد ۴	صفحہ ۱۲۹
قال الالبانی:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک آدمی کا جنت میں درجہ بلند ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ کیسے بلند ہو گیا تو اسے جواباً کہا جاتا ہے: تیرے لیے تیرے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے۔

-☆-

نیک اولاد ماں باپ کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی عطیہ ہے جنکی اولاد نیک و صالح ہو وہ دونوں جہاں میں راحت و آرام سے رہتے ہیں۔ ان کے لیے جہاں دنیا بھی جنت بن جاتا ہے کیونکہ نیک و صالح اولاد ان کا ہر طرح سے خیال رکھتی ہے ان کے آرام کی خاطر اپنا آرام قربان کر دیتی ہے ماں باپ کو ذرہ سی تکلیف پہنچ جائے وہ علاج و معالجہ میں کوتاہی نہیں برتی۔ اپنی جوانی اپنی دولت اپنا راحت و آرام اپنے ماں باپ پر قربان کر دیتی ہے۔

یہی اولاد ماں باپ کے رخصت ہونے کے بعد انہیں بھول نہیں جاتی بلکہ دعاء و استغفار سے انہیں یاد رکھتی ہے اس کا فائدہ یہ پہنچتا ہے کہ قبر میں ان کے درجات بلند ہو جاتے ہیں جو قبر

رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

کا روپ دھار لیتی ہے اس میں بڑے راحت و آرام سے بیٹھے ہوتے ہیں کہ اچانک انکے درجات میں بلندی واقع ہونا شروع ہو جاتی ہے وہ اللہ ذوالجلال والا کرام کی بارگاہ اقدس میں عرض کرتے ہیں

الہی یہ درجات کیسے بلند ہو گئے؟

قبر تو عالم برزخ ہے دارالعمل نہیں اس میں درجات کا بلند ہو جانا باعث حیرت

واستعجاب ہے اس لیے وہ عرض گزار ہوتے ہیں

جو اباً و حدہ لا شریک فرماتا ہے

بِاسْتِغْفَارٍ وَ لَدِکَ لَکَ

تیری اولاد کے تیرے لیے استغفار کی وجہ سے درجات بلند ہو رہے ہیں۔ اللہ اکبر! ایک مومن کو یہ عزت و کرامت کہ اسکا بیٹا یا بیٹی اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرماتا جاتا ہے اس لیے نیک و صالح اولاد اپنے والدین کو موت کے بعد بھی نہیں بھولتی بلکہ ان کی بھلائی اور رفع درجات کیلئے ہمیشہ دست بہ دعا رہتی ہے۔

پھر نیک نیک میں فرق ہے عام آدمی کی نیکی کی اور نوعیت ہے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی نیکی اور نوعیت کی ہے بلکہ تمام لوگوں کی نیکیاں کسی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ایک نیکی کے مقام تک نہیں سکتیں۔

قربان جائیں انبیاء کرام علیہ الصلاۃ والسلام کے والدین پر جن کے درجات جب بلند ہوئے ہونگے تو کس درجہ کے بلند ہوئے ہوں گے اور بڑی بڑی شانوں والے انکے درجات کو رشک بھری نظروں سے دیکھتے ہونگے۔

سبحان اللہ! حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے والدین کے درجات کو کون پہنچ سکتا ہے جب انکی زبان پاک سے نکلا ہوگا

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدِيْ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ

تو اس وقت انکے والدین کریمین کے درجات کس درجہ بلند و بالا ہوئے ہونگے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



جنت

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ نَصْرِ الْخَوْلَانِيُّ ثَنَا عَبْدُ
اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ زَبَانَ بْنِ فَاذِلَةَ عَنْ سَهْلِ بْنِ مَعَاذٍ
عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ
بَرَّ وَالِدَيْهِ طُوبَى لَهُ، زَادَ اللَّهُ فِي عُمْرِهِ.

ترجمة الحديث:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
فرمایا جس نے اپنے والدین سے حسن سلوک کیا اس کیلئے ”طوبی“ ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں
زیادتی فرمائی گا۔

صفحة ۱۵۲	جلد ۴	المستدرک علی الصحیحین (۱)
		قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد
صفحة ۱۵۲	جلد ۴	المستدرک بذل المستدرک
		قال الذهبي: صحيح
صفحة ۲۱۳	جلد ۵	المستدرک (۲)
		قال المحقق: قلت لكن للحديث شواهد

جنت اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے جنت دائمی انعامات کی جگہ قیامت کو جب سب انسانیت دوبارہ زندہ ہو کر علیم وخبیر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگی تو اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو جس جگہ انعامات سے سرفراز فرمائے گا وہ جگہ جنت ہے۔ وہ جہاں ہمیشہ رہے گا اس جہاں کو فنا نہیں وہاں کسی فرد کو موت نہیں آئے گی کوئی پریشانی اور دکھ نہیں ہوگا۔ ابدی و سرمدی راحتیں نصیب ہونگی بہتے چشمے بل کھاتی نہریں عالیشان اور عدیم النظر محلات سب مومن کیلئے چشم براہ ہونگے۔ کس ایمان والے کا اس جہاں کی ابدی نعمتیں حاصل کرنے کو جی نہیں چاہتا ہر ایک کی خواہش ہے کہ اللہ سے عذاب سے محفوظ فرما کر اپنی رضا و خوشی کی جگہ جنت میں جگہ عطا فرمائے تو اس ابدی انعامات کے حصول کیلئے ایمان کے بعد کئی ذریعے ہیں ان میں ایک ذریعہ والدین کی خدمت ہے جو والدین سے حسن سلوک سے پیش آتا ہے اور ان کی خدمت کر کے قلبی فرحت پاتا ہے تو اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نوید سنا رہے کہ اس کیلئے جنت ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ خوش و خرم رہے گا۔

جنت میں قراءت:

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَصِّلِيُّ، ثنا عَلِيُّ بْنُ حَرْبٍ، ثنا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيهَا قِرَاءَةَ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَذَابِكُمْ الْبِرَّ (كَانَ أَبْرَّ النَّاسِ بِأُمَّهِ).

المستدرک للحاکم	جلد ۴	صفحة ۱۵۱
قال الحاکم:	هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه	
الشيخ بذي المستدرک	جلد ۴	صفحة ۱۵۱
قال الذهبي:	على شرط البخاري ومسلم	
مسند الامام احمد	رقم الحديث (۲۵۰۶۰)	جلد ۱۷
قال حمزه احمد الزين:	اسناده صحيح	صفحة ۵۳۶
مسند الامام احمد	رقم الحديث (۲۳۹۶۲)	جلد ۱۷
قال حمزه احمد الزين:	اسناده صحيح	صفحة ۲۲۶
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحديث (۲۰۱۱۹)	جلد ۱۱
مسند ابى يعلى الموصلى	رقم الحديث (۴۴۲۵)	جلد ۷
قال حسين سليم اسد:	اسناده صحيح	صفحة ۳۹۹

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں قرآن کریم کی تلاوت کی آواز سنی تو میں نے

پوچھا یہ کون ہے؟ تو جواب دیا یہ حارثہ بن نعمان ہے تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا نیکی کا اجر ایسے ہی ہوا کرتا ہے نیکی کا اجر ایسے ہی ہوا کرتا ہے۔ وہ اور لوگوں کی نسبت اپنی

ماں کا زیادہ خدمت گزار تھا۔

-☆-

صفحہ ۴۷۹

جلد ۱۵

رقم الحدیث (۷۰۱۵)

صحیح ابن حبان

قال شعیب الارنؤوط: حدیث صحیح

صفحہ ۷

جلد ۱۳

رقم الحدیث (۳۴۱۹)

شرح السنۃ للبخاری

نیکی ایمان والے کو جنت لے جاتی ہے پھر نیکی نیکی میں فرق ہے بعض نیکیوں پر ان کے عوض انعامات ملتے ہیں لیکن بعض نیکیاں ایسی ہیں جن پر جب انعام ملتے ہیں تو ان کو احاطہ تحریر نہیں میں لایا جاسکتا۔

ماں سے نیکی کرنا اسے خوش رکھنا اور اسکی فرمانبرداری کر کے اسکا دل جیتنا ایسی نیکی ہے جس کا انعام کون بیان کر سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حارثہ بن نعمان کو جنت میں دیکھا یہ ایک مومن کیلئے تھوڑا شرف نہیں کہ اس کے جنتی ہونے کی گواہی اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے دیں لیکن اس پر مستزاد یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جس حالت میں دیکھا اور اسکی جو کیفیت مشاہدہ کی وہ قابل صدر رشک ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قرآن کی تلاوت کرتے دیکھا۔

سبحان اللہ! کیا مرتبہ ہے اس مومن کا جسے جنت میں قرآن کریم کی تلاوت نصیب ہو اور تلاوت کلام الہی کے مزے جنت کی بہاروں میں بھی لے رہا ہو۔ یہ سب کچھ ماں کی خدمت کا صلہ ہے اور ماں کی خدمت کے صلہ کو زمینی پیپانوں میں تو لانا نہیں جاسکتا۔

والدین کی نافرمانی حرام ہے

حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمُسَيْبِ عَنْ
وَرَادِ عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ
عَلَيْكُمْ عَقُوقَ الْأُمَّهَاتِ وَمَنْعاً وَهَاتِ وَأَدَابِنَاتٍ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ
السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۵)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۹۳
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۴۰۸)	جلد ۲	صفحہ ۷۱۸
سنن الکبریٰ للبیہقی رواہ البخاری فی الصحیح	رقم الحدیث (۱۱۳۴۰)	جلد ۶	صفحہ ۱۰۳
شرح السنۃ للبیہقی قال للبیہقی:	رقم الحدیث (۳۴۲۶)	جلد ۱۳	صفحہ ۱۶
فتح الباری	رقم الحدیث (۲۴۰۸)	جلد ۵	صفحہ ۶۸
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۹۷۵)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۰۵
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۲۹۱۵)	جلد ۳	صفحہ ۱۳۷۷
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۳۸۲۱)	جلد ۳	صفحہ ۳۴۹
الترغیب والترہیب قال المحقق:	رقم الحدیث (۳۶۷۷)	جلد ۳	صفحہ ۲۹۵

ترجمة الحديث:

حضرت المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کر دیا ہے کہ تم اپنی ماؤوں کی نافرمانی کرو۔ غیر کا حق روکنے سے اور جس چیز کا حقدار نہ ہو اس کے مانگنے سے اور بچیوں کو زندہ دفن کرنے سے اور ناپسند کیا ہے یوں کہا گیا اور اس نے یوں کہا کہ (یعنی فضول باتیں کرنے کو) اور کثرت سوال کو ناپسند کیا ہے اور اپنا مال ضائع کرنے کو ناپسند کیا ہے۔

-☆-

اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار چیزوں کو حرام اور تین چیزوں کو ناپسند فرمایا ہے۔

حرام قرار دی گئی چیزیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ حقوق الامہات

ماں اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت کا مظہر ہے۔ ماں کا اپنی اولاد سے پیار اور شفقت دیکھ

صفحہ ۶۶۰	جلد ۲	صحیح الترغیب والترہیب / رقم الحدیث (۲۵۰۷)	قال الالبانی:
		صحیح	تفسیر القرطبی
صفحہ ۳۳۱	جلد ۶	رقم الحدیث (۹۳۹۲)	جامع الاصول
صفحہ ۶۰۲	جلد ۹		

کر بے ساختہ زبان سے سبحان اللہ نکلتا ہے۔ ماں اس قابل ہے کہ اس کا احترام کیا جائے اور اس کے دل کو خوش کیا جائے ماں کی خدمات اس درجہ ہیں کہ اولاد پر فرض ہے کہ اس پاکیزہ رشتہ کا حد درجہ خیال رکھے اور اس کا دل رنجیدہ نہ کرے۔

ماں بڑھاپے میں ہو اور اپنے بیٹے سے بڑی امیدیں وابستہ کر کے بیٹھی ہو رات اگر وہ دیر سے آئے تو جب تک وہ گھر سے باہر ہو ماں کو نیند نہ آئے بلکہ ہر لمحہ اپنے بیٹے کی سلامی کیلئے اللہ ذوالجلال واکرام کی بارگاہ میں دست دعا دراز کرتی رہے اس کا بیٹا ان خدمات کا صلہ یوں دے کہ ماں کا خیال تک نہ رکھے بلکہ اس کو رنجیدہ رکھے طعن و تشنیع سے اس کا دل زخمی کرنے کی کوشش کرے اس کا استہزا اور مذاق اڑانا اپنا شیوہ بنالے حد یہ کہ گالی سے نوازے اور اسکی نافرمانی اپنا مشغلہ بنالے ایسے بیٹے سے اگر اللہ اور اس کا رسول اپنی رضا کی دولت چھین لیں اور اسے سزا کا سزا اور قرار دیں اور اسکے اس عمل کو حرام اور کبیرہ گناہ قرار دیں تو یہ عین عدل ہے اور عدل کہیں بھی غیر محمود نہیں ہوا کرتا۔

۲۔ منعاً۔

حقدار کو اس کا حق وصول کرنے سے روکنا بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ وارثین کا مال وراثت میں حق ہے اور ان کا حصہ من جانب اللہ مقرر ہے کسی حیلہ و بہانہ سے ان کو ان کے حق سے محروم کرنا جائز و وارث کو مال وراثت نہ دینا شریعت اسلامیہ میں کسی طور جائز و حلال نہیں ہے۔

مزدور کا برقت اپنی مزدوری لینا اس کا حق ہے مزدور کو کسی حیلہ سے یا جبر سے اس کی مزدوری سے محروم کرنا حرام قرار دیا گیا ہے۔

ایک باپ پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی دیکھ بھال کرے انکی صحیح تربیت کرے انکے بچپن

اور عنفوان شباب کی نگرانی کرے انکو تحصیل علم کی جانب راغب کرے ایسے افراد کے نزدیک نہ جانے دے جو انکی زندگی پر اثرات بد مرتب کریں یہ اولاد کا حق ہے اگر باپ غفلت کا مرتکب ہو یا فضول امور میں خود بخود الجھ کر ان کی طرف عداً نہ دیکھے اور دیکھ بھال نہ کرے تو اسکا جرم ہے یہ جرم بہت بڑا جرم ہے شریعت نے ایسی غفلت کو حرام قرار دیا ہے۔

تحصیل علم کیلئے کسی استاد کے پاس شاگرد آتے ہیں اور طالبان علم کا اژدھام ہو جاتا ہے۔ اب ان دور دراز سے آئے ہوئے مشاقین علم و دانش کے دامن کو علم حکمت کے موتیوں سے بھرنا ایک معلم پر لازم ہے فقط علم بانٹنا ہی نہیں بلکہ انکی صحیح تربیت کرنا بھی ضروری ہے تاکہ کل وہ ملت اسلامیہ کے باوقار افراد کی صورت میں رزم گاہ حیات میں اپنا کردار ادا کر سکیں اور ملت کے ہچکولے لکھاتی ہوئی کشتی کے ناخدا بن سکیں۔ اگر ایک استاد ایک معلم کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہے اور عمداً ان شاہین صفت طلبا کی تربیت نہیں کرتا تو وہ انکو انکے حق سے محروم کر رہا ہے وہ معلم و استاد فقط انکا مجرم ہی نہیں بلکہ ملت کا مجرم ہے اور ایسے مجرم کو شریعت اسلامیہ کھلی چھٹی دینے کیلئے تیار نہیں یہ غفلت اور یہ کوتاہی اسکے لیے حرام ہے اور حرام کا مرتکب غضب الہی سے نہیں بچ سکتا۔

الغرض زندگی کے مختلف شعبوں میں حقداروں کا انکا حق دینا لازم ہے اور انکو انکے حق سے محروم کرنا ناقابل معافی جرم ہے۔ اسکا مرتکب حرام کا مرتکب ہو کر غضب الہی کا سزاوار ہے۔

۳۔ ہات

ایک چیز کا حق نہیں بنتا اور اسکا مطالبہ کرنا اور اسکے وصول کیلئے ہر حربہ استعمال کرنا شریعت اسلامیہ میں ہرگز جائز نہیں بلکہ یہ بھی حرام کے زمرہ میں آتا ہے۔

شریعت نے جس آدمی کو کسی کا وارث نہیں بنایا اسکا سینہ زوری سے اسکا وارث ثابت کرنا تا کہ اسکی جائداد سے حصہ لیا جاسکے ہرگز جائز نہیں۔ یہ حرام کے زمرہ میں آتا ہے اور ارتکابِ حرام کسی طور پر بھی فعل محمود نہیں۔

دفتری امور میں کسی جائز کام کو نہ کرنا بلکہ اس سے متعلقہ افراد کو تنگ کرنا تا کہ وہ کچھ رقم تھما دے یہ بھی فعل حرام ہے۔ اس طریقہ سے مال حاصل کرنا ایک وبا کی صورت اختیار کر چکا ہے اور اس وبا میں بڑے بڑے ذہین و فطین مبتلا ہیں علم و دانش کے مدعی اس عادت قبیحہ میں گرفتار ہیں اور جبہ و دستار میں ملبوس بڑے بڑے صاحبان علم و فضل اسکے عادی ہیں۔ ان سب کو سوچنا چاہیے کہ فعل حرام ہے اور حرام کا ارتکاب اللہ کو ناراض کرنے کیلئے کافی ہے اگر خالق و مالک ناراض ہو گیا تو پھر ٹھکانہ کہاں ہوگا۔

اللَّهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ بَلَاءِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ.

۴. وَأَذِ الْبَنَاتِ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس دور میں مبعوث ہوئے اس وقت سرزمین عرب پر شقی القلب افراد کی کمی نہ تھی وہ سنگدل معاشرہ اپنی بچیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتا تھا۔ ان بچیوں کو اپنے لیے باعث ننگ و عار سمجھتے تھے۔

قرآن کریم نے قیامت کی ہولناکی کا ذکر کرتے ہوئے زندہ دفن کی گئی بچی کا تذکرہ جس طرح فرمایا ہے اس سے اس امر کی شدت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ وَإِذَا النُّفُوسُ

زَوْجَتْ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ؟

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا جب تارے بکھر جائیں گے جب پہاڑ چلا دیے جائیں گے جب دس ماں کی گا بھن اونٹنیاں محض پھریں گی اور جب وحشی جانور اکٹھے کر دیے جائیں گے جب سمندر آگ کی نذر کر دیے جائیں گے اور جب جسموں کو روحوں سے جوڑ دیا جائے گا اور جب زندہ دفن کی گئی بچی سے پوچھا جائے گا تجھے کس جرم میں قتل کیا گیا۔

جب اس بچی سے پوچھا جائے گا تجھے تیرے باپ نے اپنے ہاتھوں زندہ دفن کر دیا تھا بتا تیرا جرم کیا تھا کس غلطی کی پاداش میں تجھے اتنی بڑی سزا دی گئی۔ اس وقت اسکا باپ بھرے مجمع میں کھڑا ہو گا وہ کیا جواب دے سکے گا اسکی زبان گنگ ہوگی اس پر عرشہ کی کیفیت طاری ہوگی پھر اس کے بعد عذاب الہی اپنی گرفت میں یوں لے گا کہ الامان الحفیظ

موجودہ معاشرہ میں تو شاید زندہ دفن کرنا ممکن نہ ہو لیکن بچیوں کی صحیح تربیت نہ کرنا انہیں علم کی دولت سے مالا مال نہ کرنا اور حکمت و دانش کے زیورات سے آراستہ نہ کرنا یہ بھی معنوی دفن ہے یہ بھی فعل حرام ہے وسائل ہوتے ہوئے حالات کی موافقت کے باوجود اپنی بچیوں کو نظر انداز کر دینا کہاں کی دانش مندی ہے اور اس غفلت و کوتاہی کو کبھی بھی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جائے گا۔

اپنی بچیوں کو بغیر سوچے سمجھے انسان نما بھینڑیوں کے سپرد کر دینا فقط اپنی ناک کی خاطر ازکا مستقبل تباہ و برباد کر دینا یقیناً اللہ کے ہاں جرم عظیم ہے۔ اللہ اہل ایمان کو ایسے جرم کے ارتکاب سے محفوظ و مامون فرمائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان امور کو ناپسند کیا ہے ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ جن باتوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناپسند کریں وہ کسی طور پر بھی مومن کو پسند نہیں

۱۔ قیل وقال

یوں کہا گیا فلاں نے ایسا کہا فضول ہے اور بے معنی باتوں میں اپنا وقت ضائع کرنا کون دانا و بینا پسند کرتا ہے؟ کیا ارشاد خداوندی قرآن کریم میں محفوظ نہیں

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ

کیا تم نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم نے تمہیں فضول و بے مقصد پیدا کیا ہے اور تم نے ہماری طرف لوٹ کر نہیں آنا۔

سب سے قیمتی چیز وقت ہے یہ متاع گراں بہا فضول باتوں میں ضائع نہیں کرنی چاہئے ایک مومن کا ہر لمحہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا میں بسر ہونا چاہئے اور زبان سے ایسے کلمات نکالنے چاہیں کہ جن سے اپنا بھلا ہو یا کسی مسلمان کا بھلا ہو۔ ہاں کسی کا بھلا کرنے والا اللہ کی رحمتوں سے محروم نہیں ہوا کرتا۔

۲۔ کثرت سوال

سوالات کی کثرت بھی محمود نہیں ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اس حد سے پھلانگنا اچھا نہیں ہوا کرتا۔ بے تکے اور مہمل سوالات کرنا اللہ کے حبیب کو پسند نہیں۔

۳۔ اضاءة المال

مال اللہ کا عطیہ ہے اس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے جو مال کو ضائع کرتا ہے وہ اللہ کی گرفت سے نہیں بچ سکتا یہ اللہ کا انعام ہے اس انعام کی قدر کرنی چاہئے۔ یہ ارشاد گرامی کتنا واضح ہے

ثُمَّ لَتَسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ

پھر تم سے قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

والدین کی نافرمانی - کبیرہ گناہ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ. قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ!
وَكَيفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ
أُمَّهُ، فَيَسُبُّ أُمَّهُ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا:

کبیرہ گناہوں میں بھی بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ عرض کی گئی

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۳)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۹۲
الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۴۰۹۸)	جلد ۳	صفحہ ۲۶۱
صحیح الترغیب والترہیب / رقم الحدیث (۲۷۸۳)		جلد ۳	صفحہ ۵۹
قال الالبانی:	صحیح		

یا رسول اللہ! آدمی اپنے والدین کو کیسے گالی دے سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

آدمی کسی دوسرے کے باپ کو گالی دے تو وہ جواباً اس کے باپ کو گالی دے آدمی کسی

دوسرے کی ماں کو گالی دے تو وہ جواباً اس کی ماں کو گالی دے۔

-☆-

ماں باپ کیلئے غیر شائستہ الفاظ استعمال کرنا ان کو غیر مہذب کلمات سے یاد کرنا ان کو گالی

گلوچ دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کون بد نصیب ہے جو اپنے والدین کو

گالیاں دے اپنے ماں باپ کو سب و شتم کرے اسکی ایک صورت یہ بھی ہے کہ

انسان کسی کے ماں باپ کو گالیاں دے وہ جواباً اس کے ماں باپ کو گالیاں دے انسان

کسی کے ماں باپ پر سب و شتم کرے وہ جواباً اس کے ماں باپ کو سب و شتم کرے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنی عمومی برائی کی طرف نشان دہی فرمائی ہے اور

کس عمل کو فعل شنیع ہونے کو اجاگر کیا ہے اور اسے کبیرہ گناہ قرار دیا ہے۔ عام طور پر اسے گناہ ہی

نہیں سمجھا جاتا کہ کسی کے ماں باپ پر لعنت کی جائے اسے گالی دی جائے لیکن حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے اپنے امتیوں کو اپنے ماننے والوں کو اس فعل کے اثرات بد سے محفوظ رکھنے کیلئے اسے

کبیرہ قرار دیا ہے تاکہ کلمہ پڑھنے والے کسی کے ماں باپ کو گالیاں نہ دیں کیونکہ آخر وہ بھی انسان

ہے وہ بھی گوشت پوست کا بنا ہوا ہے اور وہ بھی اس معاشرہ میں رہتا ہے وہ جواباً گالی دینے والے

کے ماں باپ کو گالیاں دے گا انہیں سب و شتم کرے گا اور ان پر طرح طرح سے اتہام بازی

کرے گا۔ وہ آخر ایسا کیوں کرے گا؟ اس کا جواب واضح ہے کہ پہلے نے اس کے ماں باپ کو

گالی دی وہ مشتعل ہو کر اس کے ماں باپ کو گالیاں دینے لگا۔ تو دراصل قصور وار اور مجرم پہلا شخص ہے جس نے اپنے ماں باپ کو گالیاں دلوائی اور ان پر سب و شتم کیے جانے کا سبب بنا۔

کیا ماں باپ کی خدمت کا یہی صلہ ہے کہ انہیں گالیاں دلوائی جائیں کیا اس ماں باپ نے اپنی جوانی کے لمحات ایک بیٹے کی تعلیم و تربیت پر صرف کیے اسے ایک اچھا انسان بنانے کیلئے اپنے خون پسینے کی کمائی نچھاور کی اپنے آپ کو بے آرام کر کے بیٹے کو آرام پہنچایا کیا ان کا اجر یہی ہے کہ کسی کی زبان کو ان پر دراز ہونے کا موقع فراہم کیا جائے اور کوئی غیر ان پر اتہام بازی کرتا پھرے واقعی یہ جرم چھوٹا نہیں بلکہ بڑا جرم ہے اور ناقابل معافی جرم ہے۔ اس لیے اسے کبار میں شمار کیا گیا ہے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ:

حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْكَبَائِرَ أَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ

وَعَفْوُ الْوَالِدَيْنِ فَقَالَ إِلَّا أَنْبُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ، قَالَ قَوْلُ الزُّورِ أَوْ شَهَادَةُ الزُّورِ

قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْثَرُ ظَنِّي أَنَّهُ قَالَ: شَهَادَةُ الزُّورِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۷)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۹۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۲۷۶)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۲۵
قال حمزه احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۸۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۲۷

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر فرمایا یا حضور سے کبیرہ

گناہوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ کے ساتھ شرک کرنا

کسی کو قتل کرنا

والدین کی نافرمانی کرنا

پھر حضور نے فرمایا کیا میں تمہیں اکبر الکبائر (کبیرہ گناہوں میں سے بھی بڑا گناہ) کی

خبر نہ دوں فرمایا جھوٹی بات یا جھوٹی گواہی

حضرت شعبہ روای حدیث نے فرمایا میرا ظن غالب ہے کہ حضور نے جھوٹی گواہی فرمایا

ہے۔



حَدَّثَنِي إِسْحَقُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ "الْوَاسِطِيُّ، عَنِ الْجَرِيرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ

عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
الْأَنْبِيَاءُ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ ثَلَاثًا الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعَقُوقُ
الْوَالِدَيْنِ، وَكَانَ مُتَّكِّفًا فَجَلَسَ فَقَالَ الْاَوْقُولُ الزُّورِ اَوْ شَهَادَةُ الزُّورِ الْاَوْقُولُ
الزُّورِ شَهَادَةُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اکبر الکبائر کی خبر نہ دوں؟ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ضرور خبر دیجئے

صفحہ ۸۳	جلد ۱	شرح السنۃ (للبنی) رقم الحدیث (۴۳)	قال البغوی:
		هذا حدیث متفق علی صحته	سنن الترمذی
صفحہ ۳۶۰	جلد ۳	رقم الحدیث (۱۹۰۸)	قال الترمذی:
		هذا حدیث حسن صحیح	صحیح سنن الترمذی
صفحہ ۳۴۱	جلد ۲	رقم الحدیث (۱۹۰۱)	قال الالبانی:
		صحیح	

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا

والدین کی نافرمانی کرنا

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے تھے تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تو فرمایا خبردار

اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی خبردار جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی حضور لگا تا رہے فرماتے یہاں تک

کہ میں نے کہا کہ حضور اب سکوت نہیں فرمائیں گے۔ -☆-

اس حدیث پاک میں حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین

گناہان کبیرہ کا ذکر فرمایا۔ انہیں کبائر نہیں بلکہ اکبر الکبائر قرار دیا۔

الْأَشْرَاكُ بِاللَّهِ:

سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔ مشرک کیلئے بخشش نہیں ہے باقی کبائر تو کبائر ہیں کفر

نہیں ان سے انسان ایمان سے خارج نہیں ہوتا لیکن شرک ایسا کبیرہ ہے جس کے سب انسان

کافر قرار پایا ہے بلکہ کفر کی بدترین صورت شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ

بیشک اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور معاف فرمادیتا

ہے اس سے کم جسے چاہے۔

کسی کو الہ ماننا شرک ہے یعنی جیسے اللہ تعالیٰ مستقل بالذات واجب الوجود اور غیر محتاج

ہے اسی طرح کسی غیر کو مستقل بالذات واجب الوجود اور غیر محتاج ماننا شرک کہلاتا ہے۔

الحمد للہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر رحمت سے ہر کلمہ پڑھنے والا صوم و صلاۃ کا پابند شرک کے داغ سے داغدار نہیں کیونکہ اہل ایمان کسی غیر خدا کو یہ مرتبہ دینے کیلئے تیار نہیں کیونکہ مستقل بالذات اللہ تعالیٰ ہے اس کے علاوہ جو بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے ہے ہر مخلوق کا وجود اللہ تعالیٰ کے پیدا فرمانے سے تھے اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے اور اہل ایمان شرک کی آلودگی سے پاک ہیں کیونکہ انکا ایمان ہے کہ جب کچھ نہ تھا اللہ تعالیٰ تھا۔ اللہ کے پیدا کرنے سے باقی مخلوق کا وجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں باقی ہر ایک اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے جس کو جو ملا جتنا ملا سب اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔

اہل ایمان مخلوق میں سب سے زیادہ محبت اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرتے ہیں لیکن اس محبت میں بھی عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح غلو نہیں کرتے نہ ابن اللہ کہتے ہیں اور اللہ کا کوئی حصہ کہتے ہیں بلکہ ہر سال اللہ کے پیارے حبیب کا یوم میلاد بڑی دھوم دھام سے منا کر یہ اعلان کرتے ہیں جو آمنہ طیبہ و طاہرہ کے گھر پیدا ہو اور جو حضرت عبد اللہ کا نور نظر ہو وہ اور تو سب کچھ ہو سکتا ہے الہ نہیں ہو سکتا۔

کوئی بھی مسلمان شرک جیسے فتیح وصف سے متصف نہیں ہو سکتا اس سلسلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ملاحظہ ہو۔ یاد رہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات جھٹلانے والا اور اس کی صداقت پر ایمان نہ لانے والا شاید اور تو سب کچھ ہو سکے مومن اور مسلمان نہیں ہو سکتا۔



حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ "لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ" عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۳۲۲)	جلد ۱	صفحہ ۳۹۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۵۹۶)	جلد ۳	صفحہ ۱۱۱۰
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۰۸۵)	جلد ۳	صفحہ ۱۲۲۵
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۵۹۰)	جلد ۴	صفحہ ۲۰۵۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۲۷۷)	جلد ۱۳	صفحہ ۳۲۷
قال حمزه احمد الزین: اسنادہ صحیح			
شرح السنۃ (للبنی)	رقم الحدیث (۳۸۲۳)	جلد ۱۳	صفحہ ۴۰
قال البغوی:	هذا حدیث متفق علی صحته		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۹۶)	جلد ۴	صفحہ ۴۷۳
فتح الباری	رقم الحدیث (۴۰۸۵)	جلد ۷	صفحہ ۳۷۷
فتح الباری	رقم الحدیث (۶۵۹۰)	جلد ۱۱	صفحہ ۴۶۵

ترجمة الحديث:

حضرت عقبہ بن عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن نکلے اور شہداء احد کی صلاۃ الجنازہ ادا فرمائی پھر حضور منبر پر تشریف لائے تو حضور نے فرمایا: میں تمہارے لیے فرط (پیش رو) ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور اللہ کی قسم! میں اب اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئیں یا زمین کی چابیاں عطا کر دی گئیں اللہ کی قسم! مجھے تم پر اس بات کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن میں تم پر ڈرتا ہوں کہ دنیا کے حصول میں ایک دوسرے سے بڑھ جاؤ گے۔

-☆-

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حدیث پاک میں اللہ کی قسم کھا کر یہاں بیان فرما رہے ہیں کہ میری امت شرک نہیں کرے گی۔

الحمد للہ رب العالمین! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی اور آپ پر ایمان لانے والے کا دامن شرک کے داغ سے داغدار نہیں بلکہ عقیدہ توحید پر اس درجہ پختہ ہے کہ کوئی بھی کلمہ گو شرک نہیں کر سکتا۔

المعجم الكبير (للطبرانی) رقم الحديث (۷۶۷)	جلد ۱۷	صفحہ ۲۷۸
دلائل النبوة	جلد ۳	صفحہ ۳۰۷
جامع الاصول	جلد ۹	صفحہ ۲

عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ.

اہل لغت عقوق کا معنی ان الفاظ سے کرتے ہیں

الْعُقُوقُ: هُوَ الْعَصِيَانُ وَالْإِسَاءَةُ وَالْإِيذَاءُ. ۱

عقوق نافرمانی کرنا، برائی کرنا اور ایذا پہنچانا کہلاتا ہے۔

والدین کی نافرمانی اور انکے شریعت اسلامیہ کے دائرے کے اندر احکامات کو نہ ماننا ان

سے برائی سے پیش آنا ہر ایسا کام کرنا یا ان سے دوران گفتگو ایسا لہجہ اختیار کرنا جس سے سننے

والے کو احساس ہو کہ یہ بات ماں باپ کے حق میں نامناسب اور غیر موزوں اور برائی کے

زمرے میں آتی ہے یہ سب کچھ کبیرہ گناہ ہے۔

اسی طرح ان کو اذیت دینا انہیں تکلیف پہنچانا اور انہیں دکھ دینا سب کچھ گناہ کبیرہ

ہے۔ تکلیف دینے سے مراد جسمانی تکلیف ہی نہیں بلکہ زبان سے تکلیف دینا بھی ہے ان سے

ایسی بات کرنا جس سے ان کا دل رنجیدہ ہو انہیں دکھ پہنچے یا کسی مجلس میں ان کے عزت و مرتبہ کا

لحاظ نہ رکھتے ہوئے ان سے برتاؤ کرنا سب کا سب گناہ کبیرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلم کو اس بدترین گناہ کے ارتکاب سے محفوظ رکھے۔

الْأَوْقُولَ الزُّورِ

خبردار غافل نہ رہنا کبیرہ گناہوں میں سے قولِ زور (جھوٹی بات) بھی ہے آج

جھوٹ کو معمولی سمجھا جاتا ہے اور بات بات پر غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے وہ مسلم جس کی زبان

کبھی ذکر الہی سے تروتازہ رہا کرتی تھی اس کے جسم سے ذکر الہی کے سوتے پھوٹا کرتے تھے

(۱) تعلق التحذیب ۴۲۷

زبانِ قلب و قالب ذکر الہی کی مے سے سرشار رہا کرتی تھی آج وہی مسلم اللہ کے ذکر سے غافل ہے اسے شعور ہی نہیں کہ اللہ کے ذکر کا کیف کیا ہے۔ اسے احساس ہی نہیں کہ وحدہ لا شریک کی یاد کا مزہ کیا ہے؟ اب وہ ہر وقت ایسے کلمات زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا ذریعہ بنتے ہیں اور اسے شعور ہی نہیں کہ یہ باتیں اسے جہنم کی طرف لے جا رہی ہیں اور اسے احساس تک نہیں کہ وہ لمحہ بہ لمحہ رحمان جل جلالہ سے دور ہو کر شیطان کے قریب ہوتا جا رہا ہے۔

جھوٹی بات کرنا غضب الہی کو دعوت دینا ہے۔ جھوٹی گفتگو کرنا رب رحمان کو ناراض کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل انور بنجیدہ کرنا ہے۔ زیر نظر حدیث پاک کے جملے بڑے اہم ہیں۔

كَانَ مُتَّكًا فَجَلَسَ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے کہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ دیگر کبار کا ذکر کیا تو ٹیک لگائے تکیہ پر تشریف فرما تھے لیکن جب جھوٹ کا ذکر کرنے لگے بالکل سیدھے ہو گئے آپ کا حالت بدلنا اس فعل قبیح پر مرتب ہونے والی سزا کے ہولناک ہونے کا اظہار ہے۔

حدیث پاک ملاحظہ ہو

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ وَإِنَّهُ مَعَ الْبِرِّ وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّهُ مَعَ الْفُجُورِ وَهُمَا فِي النَّارِ.

سنن ابن ماجہ (۱) رقم الحدیث (۳۸۳۹) جلد ۴ صفحہ ۳۱۲

قال محمود محمد محمود: الحدیث صحیح

سنن ابن ماجہ (۲) رقم الحدیث (۳۸۳۹) جلد ۵ صفحہ ۳۶۷

قال بشار عواد معروف: اسنادہ صحیح

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۱۷)	جلد ۳	صفحہ ۲۵۷
قال الالبانی:	صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۷۲۳)		صفحہ ۱۸۷
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۷۲۳)		صفحہ ۲۶۸
المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۷)	جلد ۱	صفحہ ۵
المسند ابی یعلیٰ الموصلی / رقم الحدیث (۱۲۲)		جلد ۱	صفحہ ۱۱۲
قال حسین سلیم اسد:	إسنادہ صحیح		
المسند ابی یعلیٰ الموصلی / رقم الحدیث (۱۲۳)		جلد ۱	صفحہ ۱۱۳
قال حسین سلیم اسد:	إسنادہ صحیح		
مسند ابی داؤد الطیالسی			صفحہ ۳
عمل الیوم واللیلۃ	رقم الحدیث (۸۸۳)		صفحہ ۵۰۲
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۷۳۳)	جلد ۱	صفحہ ۲۳
قال شعیب الارنوؤط:	إسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۵۲)	جلد ۳	صفحہ ۲۳۲
قال شعیب الارنوؤط:	إسنادہ قوی		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۸
قال احمد محمد شاکر:	إسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۳)	جلد ۱	صفحہ ۱۸۲
قال احمد شاکر:	إسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷)	جلد ۱	صفحہ ۱۷۵
قال احمد محمد شاکر:	إسنادہ صحیح		
المسند الجامع	رقم الحدیث (۷۱۲۵)	جلد ۹	صفحہ ۶۳۶

ترجمة الحديث:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

صدق کو لازم پکڑو یہ البر (نیکی و بھلائی) کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جنت میں ہیں اور جھوٹ سے بچو کیونکہ یہ فجور (اللہ کی نافرمانی و معصیت) کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جہنم میں ہیں۔

صدق کا یارانہ بر کے ساتھ ہے دوست دوست کے ساتھ ہوا کرتا ہے یعنی سچا و صادق نیکی کے ساتھ ہے وہ گویا ہر وقت نیکیاں کر رہا ہے اور اسکے اعمال نامہ میں مسلسل نیکیوں کا اضافہ ہو رہا ہے نیکی و صدق دونوں جنت کے راہی ہیں بلکہ جنت کے باسی ہیں اور سچا آدمی بھی جنتی ہے اس کے برخلاف جھوٹ اور فجور کا یارانہ ہے انکی آشنائی ہم جنس کی آشنائی ہے یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے گویا جھوٹ بولنے والا نافرمانیاں کرتا جاتا ہے اور اسکے نامہ اعمال میں مسلسل گناہوں کا اضافہ ہوتا جاتا ہے اور جھوٹ اور گناہ دونوں کا وطن جہنم ہے اس لیے لامحالہ جھوٹ بولنے والا بھی جہنمی ہے۔

العیاذ باللہ من ذالک۔

—☆—

عَنْ طَيْسَلَةَ بْنِ مِيَّاسٍ قَالَ

كُنْتُ مَعَ النَّجْدَاتِ فَأَصَبْتُ ذُنُوبًا لَا أَرَاهَا إِلَّا مِنَ الْكَبَائِرِ. فَذَكَرْتُ

ذَلِكَ لِابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَا هِيَ؟ قُلْتُ كَذَا وَكَذَا قَالَ لَيْسَتْ هَذِهِ مِنَ الْكَبَائِرِ هُنَّ تِسْعٌ:

الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَقَتْلُ نَسَمَةٍ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ
وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالْحَادِ فِي الْمَسْجِدِ وَالَّذِي يَسْتَسْخِرُ وَبُكَاءُ
الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْعُقُوقِ قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ اتَّفَرَّقَ مِنَ النَّارِ وَتُحِبُّ أَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟
قُلْتُ أَيْ وَاللَّهِ! قَالَ: أَحَىٰ "وَالِدَاكَ قُلْتُ عِنْدِي أُمِّي قَالَ فَوَاللَّهِ لَوَأَلَّنتَ لَهَا
الْكَلَامَ أَطْعَمْتَهَا الطَّعَامَ لَتَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مَا اجْتَنَبْتَ الْكِبَائِرَ.

ترجمة الحديث:

طیلستہ بن میاس فرماتے ہیں

میں نجدات کے ساتھ میں چند گناہوں میں مبتلا ہوا جن کے بارے میں میری رائے یہ
تھی کہ یہ کبائر میں سے ہیں۔ تو میں نے اسکا ذکر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کر دیا تو
آپ نے فرمایا وہ کون سے گناہ ہیں میں نے عرض وہ ایسے ایسے گناہ ہیں آپ نے فرمایا یہ گناہ
کبائر سے نہیں ہیں۔

کبائر نو ہیں

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا

جان کا قتل کرنا

صفحہ ۱۲

صفحہ ۳۵

صفحہ ۵۷۳

الادب المفرد رقم الحدیث (۸)

صحیح الادب المفرد رقم الحدیث (۸)

قال الالبانی: صحیح

السنن الکبریٰ للبیہقی رقم الحدیث (۶۷۲۳) جلد ۳

جہاد سے بھاگ جانا

پاک دامن عورت پر تہمت لگانا

ربا (سود) کھانا

یتیم کا مال کھانا

مسجد میں بے دینی کرنا

جو کسی کا تمسخر اڑاتا ہے

نافرمانی کے سبب والدین کو رلانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم آگ کے عذاب سے ڈرتے ہو اور چاہتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے عرض کی ہاں اللہ کی قسم! تو آپ نے فرمایا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں تو میں نے کہا میرے پاس میری ماں ہے تو آپ نے فرمایا اگر تو اپنی ماں سے نرمی سے بات کرے اور اسے کھانا کھلائے تو ضرور جنت میں داخل ہوگا تا وقتیکہ تو کبار سے اجتناب کرتا رہے۔

-☆-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نو کبار ذکر فرمائے ہیں:

۱. الاشراک باللہ

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جس خالق و مالک نے پیدا فرمایا جس نے روح کو اس کے جسم سے جوڑا جو رحم مادر میں تھا تو اس وقت بھی اسے زندہ رکھا بچپن میں جب ہزار آفات منہ کھولے نکلنے کیلئے تیار ہوں جس نے اس وقت بھی اس کی حفاظت

کی اب جب انسان بڑا ہوا سے عقل و شعور کی دولت عطا ہوئی تو اپنے ہی خالق و مالک کا کسی کو شریک ٹھہرا دیا۔ اس جیسا کسی کو بنا لیا بتوں کی پرستش شروع کر دی جو خود بے جان لکڑی یا پتھر ہے جو کسی سنگ ترا کا مرہون منت ہے اسے اللہ کے مقابل لاکھڑا کرنا یقیناً اکبر الکبائر ہے ایسے احسان فراموش کیلئے نجات کے دورزے بند کر دئے جاتے ہیں اور مشرک کی بخشش کسی صورت بھی نہیں ہو سکتی۔

۲. قتل نسمة

کسی جان کو قتل کرنا

کسی کو جان سے مار دینا بہت بڑا جرم ہے۔ اس فعل شنیع کے اثرات بہت دیر تک رہتے ہیں اور بسا اوقات کسی ایک کے ارتکاب سے کئی کئی خاندان نیست و نابود ہو جاتے ہیں قتل اور جواب قتل کا سلسلہ یوں دراز ہوتا ہے کہ مسلسل کئی سال جنگ و جدال کی نذر ہو جاتے ہیں انسان کو ناحق قتل کرنے کی کبھی بھی اجازت نہیں ملی اور ایسا قاتل صرف ایک خاندان ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کا مجرم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا.

جس نے کسی ایک جان کو بغیر بدلہ جان قتل کیا یا فساد کی نیت سے قتل کیا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو بچایا گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔

گویا ایک انسان قتل پوری انسانیت کا قتل ہے اور یہ قاتل ایک انسان کا ہی نہیں بلکہ

پوری انسانیت کا مجرم ہے۔

۳. الْفَرَارُ مِنَ الزَّحْفِ

میدان جنگ سے بھاگ جانا

اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد جاری ہوا اہل اسلام پوری قوت کے ساتھ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے برسر پیکار ہوں تو اس وقت جہاد سے بھاگ جانا بڑا گھناؤنا جرم ہے کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی کے بھاگنے سے دوسرے بھی دیکھا دیکھی بھاگنا شروع کر دیتے ہیں جس سے فوج میں بددلی پھیلتی ہے اور اسکا بے جگری سے لڑنا موقوف ہو جاتا ہے اس لیے اسے کبائر میں شمار کیا گیا ہے۔

ویسے بھی زندگی و موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے وہ وقت چاہے میدان جنگ میں پورا ہو یا بستر پر موت وقت مقرر پر آ جانی ہے تو وہ کتنا خوش قسمت ہے جسکا وقت اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے میدان جہاد میں پورا ہو۔

اللہ ہم سب کو دین کی تفہیم کی توفیق عطا فرمائے۔

۴. قَذْفُ الْمُحْصَنَةِ

پاک دامن عورت پر تہمت لگانا۔

اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس معاشرہ میں جو عورت کو عزت و تکریم دی ہے وہ کہیں اور نظر نہیں آتی۔ جو عورت حیا کی پیکر ہو اس کا دامن کسی بھی قسم کی الانش سے پاک ہو اور وہ عفت و عصمت کی خوبی سے مالا مال ہو ایسی کریم النفس عورت پر تہمت لگانا کہاں کا انصاف ہے ایسے تہمت لگانے والے کو شریعت اسلامیہ میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا

جاتا یہ دین حق عورت کی عزت کا محافظ ہے اور کوئی اٹھ کر اس صنف نازک کی عزت کو داغدار کرنا چاہے تو شریعت ایسے آدمی کو معاف نہیں کرتی بلکہ اسے کبیرہ کا مرتکب گردانتی ہے اور اس پر حد جاری کرنے کا حکم دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جلال بھرا ارشاد ملاحظہ ہو

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعْنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۱

بے شک جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاکدامن انجان اور مومن عورتوں پر ان پر لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور ان کیلئے عذاب عظیم ہے۔

۵. اکل الربا

سود کھانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَحَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ

الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا

وَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ

فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۲

وہ لوگ جو ربوا (سود) کھاتے ہیں وہ کھڑے نہیں ہو سکیں گے مگر جس طرح کھڑا ہوتا

ہے وہ جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو یہ اس وجہ سے ہوگا کہ وہ کہا کرتے تھے ربیع

(۱) سورۃ نور: ۲۳/۲۳

(۲) البقرہ ۲/۲۵

(خرید و فروخت) بھی سود کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع (خرید و فروخت) کو حلال قرار دیا ہے اور ربوا (سود) کو حرام قرار دیا ہے پس جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آئی وہ (ربوا سے) رک گیا تو جائز ہے اس کیلئے جو گزر چکا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اور جو ربوا (سود) کی طرف دوبارہ لوٹ آیا یہ وہ بد نصیب ہیں جو آگ والے ہیں اور اس آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

۶. اکل مال الیتیم

یتیم کا مال کھانا

یتیم کا مال کھانے والے افراد کو قرآن کریم میں یوں یاد کیا گیا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا
وَيَصْلُونَ سَعِيرًا ۖ

بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں تو وہ اپنے اپنے پیٹ میں آگ کھا رہے ہیں اور عنقریب انہیں بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

یتیم کا مال کھانے والا یہ سمجھے کہ مجھے کوئی دیکھ نہیں رہا ہے اور یہ بچے کمزور ہیں ان کا سر پرست کوئی نہیں میں جو من مانی چاہوں کروں مجھے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں یہ اسکی خام خیالی ہے۔ اللہ جو سب سے بڑا اور زبردست حاکم ہے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور اسکی پکڑ بڑی سخت ہے وہ ایسا کرنے والے کو جہنم کے دکھتے ہوئے انکاروں کے سپرد کرے گا۔

(۱) النساء: ۱۰/۴

۷. اِلْحَادٌ فِي الْمَسْجِدِ:

مساجد کو بیوت اللہ، اللہ کے گھر کہا جاتا ہے۔ ان کو پاک و صاف رکھنا اہل ایمان پر فرض ہے۔ یہ مسجدیں اس لیے ہیں کہ ان میں صلاۃ باجماعت ادا کی جائے۔ ذکر کی مجلسیں منعقد کی جائیں قرآن کریم کے درس و تدریس کا انتظام کیا جائے تلاوت قرآن کریم سے اسکی رونق کو دوبالا کیا جائے اس کی آباد کاری ایمان کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

بیشک مساجد کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخر (قیامت) پر ایمان لاتے ہیں۔ مسجدیں اس لیے ہیں کہ انسان جب بازار کی رونقوں میں کھو کر اپنے اللہ کو بھول جاتا ہے تو وہ مسجد کا رخ کرے تاکہ اس کا اللہ سے ٹوٹا ہوا رشتہ دوبارہ بحال ہو جائے۔ مسجد سے باہر کی دنیا میں انسان فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کا باطن ظلمات میں گھر جاتا ہے وہ دوبارہ مسجد کا رخ کرے تاکہ اس کے باطن سے فسق و فجور کی تاریکیاں چھٹ جائیں اور نہاں خانہ دل عبادت کے انوار سے چمک اٹھے۔

جو آدمی مسجد کی آباد کاری کے خلاف اس کی بے آبادی کی تگ و دو کرے اور اس میں بے دینی کو فروغ دینے کی کوشش کرے وہ یقیناً کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے ایسے آدمی کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے ابھی درتوبہ کھلا ہے فوراً اللہ ذوالجلال کی بارگاہ میں رجوع کرنا چاہیے اپنے کیے پر ندامت کرنی چاہیے تاکہ اس کی رحمتیں واپس آ کر اسے اپنے آغوش میں لیں اگر وہ توبہ نہ کرے بلکہ اپنے عمل پر اترانا شروع کرے تو اسکے ایمان کے رخصت ہونے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی۔

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ.

۸. الذی یستسخر:

ٹھٹھا اور مذاق کرنے والا کسی بھی معاشرے میں محمود نہیں ہوا کرتا۔ استہزاء ایک انسان کیلئے بدنما داغ ہے یہ وہ فتیح و صف ہے جو انسان کیلئے کسی طور بھی مناسب نہیں کسی عزت دار کا استہزاء کسی صاحب علم سے مذاق کسی پابند صوم صلاۃ سے ٹھٹھا شریعت اسلامیہ میں گناہ کبیرہ کے زمرہ میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فعل بد سے ہر ایک کو محفوظ فرمائے۔

۹۔ نافرمانی کے سبب والدین کو رلانا



حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ
رَغِمَ أَنْفٌ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفٌ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفٌ قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟
قَالَ

مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ.

ترجمہ الحدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اس آدمی کا ناک خاک آلود ہو اس آدمی کا ناک خاک آلود ہو اس آدمی کا ناک خاک آلود ہو (یعنی وہ آدمی ذلیل و رسوا ہو) عرض کی گئی کون؟ یا رسول اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا ان میں سے ایک کو یا دونوں کو تو ان سے حسن سلوک کے سبب اور انکی خدمت کر کے جنت داخل ہوا۔

-☆-

وہ مسلم بڑا خوش بخت ہے جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہوں اس فضائے نیلگوں نے ایسے کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا کہ جن سے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ خوش ہوئے اور پھر خوشی کے عالم میں انہیں دعاؤں سے نوازا۔

دوسری طرف وہ آدمی کتنا بد بخت ہے کہ جس سے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوں ناراض ہی نہیں بلکہ اس کیلئے دعائے قہر و جلال فرمائیں ان افراد میں سے جن پر اللہ کے محبوب ناراض ہیں ایک وہ آدمی ہے جس نے اپنے والدین کو دونوں کو یا ایک کو بڑھا پے کی حالت میں پایا تو ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا کیونکہ ماں باپ کی خدمت سے اور انکی دلجوئی سے اللہ رب العالمین راضی ہوتا ہے اور ماں باپ اپنی اولاد سے خوش ہی رہا کرتے ہیں ہاں اس کے نصیب کس درجہ پست ہیں جس کے ماں باپ اس سے راضی نہیں اور جس سے اس کے ماں باپ راضی نہیں اس سے اس کا خالق و مالک بھی راضی نہیں اور جس سے اللہ ناراض ہو اس آدمی کے ذلیل و رسوا ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔

دعاء الوالدين

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٍ

لَا شَكَّ فِيهِنَّ؟ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ دَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ.

سنن ابن ماجه	رقم الحديث (٣٨٦٢)	جلد ٢	صفحة ٣٢٠
قال محمود محمد محمود:	الحديث حسن		
صحیح سنن ابن ماجه	رقم الحديث (٣٩٣١)	جلد ٣	صفحة ٢٦٢
قال الالبانی:	حسن		
سلسلة الاحاديث الصحیحة	رقم الحديث (٥٩٦)	جلد ٢	صفحة ١٣٥
الادب المفرد	رقم الحديث (٣٢)		صفحة ١٩
صحیح الادب المفرد	رقم الحديث (٣٢)		صفحة ٢٣
قال الالبانی:	حسن		
الادب المفرد	رقم الحديث (٢٨١)		صفحة ١٢٤
صحیح الادب المفرد	رقم الحديث (٢٨١)		صفحة ١٨١
قال الالبانی:	صحیح		
ابی داؤد الطیالسی	رقم الحديث (٢٥٤١)		صفحة ٣٢٩
مسند الامام احمد	رقم الحديث (٤٥٠١)	جلد ٤	صفحة ٢٩٩
قال احمد محمد شاكر:	إسناده صحیح		

۳۵۵ صفحہ	جلد ۸	رقم الحدیث (۸۵۶۳)	مسند الامام احمد
۴۱۴ صفحہ	جلد ۹	رقم الحدیث (۱۰۱۴۹)	مسند الامام احمد
		اسنادہ حسن	قال حمزہ احمد الزین:
۵۴۵ صفحہ	جلد ۹	رقم الحدیث (۱۰۶۵۶)	مسند الامام احمد
		اسنادہ صحیح	قال حمزہ احمد الزین:
۵۶۲ صفحہ	جلد ۹	رقم الحدیث (۱۰۷۱۷)	مسند الامام احمد
		اسنادہ صحیح	قال حمزہ احمد الزین:
۴۸۰ صفحہ	جلد ۱	رقم الحدیث (۱۵۳۶)	سنن ابی داؤد
۴۲۰ صفحہ	جلد ۱	رقم الحدیث (۱۵۳۶)	صحیح سنن ابی داؤد
		حسن	قال الالبانی:
۳۶۲ صفحہ	جلد ۳	رقم الحدیث (۱۹۱۲)	سنن الترمذی
۳۳۴ صفحہ	جلد ۲	رقم الحدیث (۱۹۰۵)	صحیح سنن الترمذی
		حسن	قال الالبانی:
۴۱۶ صفحہ	جلد ۶	رقم الحدیث (۲۶۹۹)	صحیح ابن حبان
		حدیث حسن	قال شعیب الارنؤوط:
۴۸ صفحہ	جلد ۶	رقم الحدیث (۷۳۶۲)	شعب الایمان
۴۸۱ صفحہ	جلد ۳	رقم الحدیث (۶۳۹۲)	سنن الکبریٰ للبیہقی
۴۳۲ صفحہ	جلد ۱۰	رقم الحدیث (۱۲۸۷۳)	تحفۃ الاشراف
۱۹۵ صفحہ	جلد ۵	رقم الحدیث (۱۳۹۳)	شرح السنۃ للبخاری

ترجمة الحديث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ارشاد فرمایا

تین دعائیں مستجاب ہیں ان کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں

۱۔ مظلوم کی دعا

۲۔ مسافر کی دعا

۳۔ باپ کی دعا اپنے بیٹے پر

درج بالا حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے تین افراد کی دعائیں قبول ہیں وہ رد نہیں

جاتیں اللہ تعالیٰ ویسے تو ہر ایک دعا سنتا ہے اور اس کی شانِ رحیمی ان دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتی ہے لیکن ان تین افراد کی دعا بلا شک و شبہ قبول و منظور ہے۔

دعوة المظلوم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دھرتی کو ظلم اور نا انصافی سے بچانے

کیلئے مختلف مواقع پر واضح تعلیمات سے نوازا۔ مظلوم کی مدد و اعانت کا درس دیا اور ظالم کو اس

کے ظلم سے باز رکھنے کیلئے طاقت کے استعمال کی بھی تلقین فرمائی۔ مظلوم پر ظلم کسی طور بھی درست

نہیں مظلوم کی آہ میں بڑا اثر ہوتا ہے کہتے ہیں کہ مظلوم کی آہ جب اوپر جاتی ہے تو درمیان کے

تمام پردے ختم ہو جاتے ہیں اس کی دعائے قہر سے بچنا چاہئے۔ مظلوم کی زبان سے نکلے ہوئے

دعا کے کلمات صرف دعا کے کلمات ہی نہیں ہوتے بلکہ تقدیر الہی کے تیر ہوا کرتے ہیں اور انکی زد

میں آیا ہوا کوئی بھی محفوظ نہیں رہتا۔

دعوة المسافر

مسافر اپنے اہل و عیال اور اقارب سے حالت سفر میں دور ہوتا ہے۔ سفر کی کلفتیں اس کے نفس کے غرور کو خاک میں ملاتی ہیں دوران سفر اسکے نفس کی انانیت کافی حد تک کم ہو چکی ہوتی ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ جب ایک مومن حالت سفر میں ہو اپنے اہل و عیال کے دور ہو اور کوئی عزیز و رشتہ دار بھی نزدیک نہ ہو اس دوران اگر کوئی تنگی یا تکلیف آجائے تو وہ دل کی گہرائیوں سے اپنے خالق و مالک کو یاد کرتا ہے اور ٹوٹے ہوئے دل سے جو اللہ کو یاد کرتا ہے تو وہ اللہ کے لطف و کرم کو اپنے نزدیک پاتا ہے اور یہی چیز اس کی دعا کی قبولیت کا سبب بنتی ہے۔ حالت سفر میں اگر کوئی اسے تنگ کرے تو مدد و اعانت کیلئے اس کے پاس اس کے رشتہ دار اولاد اور بھائی وغیرہ نہیں ہیں اور جب وہ اس ذات کو یاد کرتا ہے جو رگ جاں سے زیادہ نزدیک ہے تو اس کی دعا فوراً قبول کر لی جاتی ہے۔

دَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ

باپ کے اپنے بیٹے پر احسانات ہوا کرتے ہیں اور بڑی تنگی و عسرت کے وقت بھی اس کی پرورش کرتا ہے وہ اپنے اولاد کی بہتری کیلئے دن رات ایک کر دیا کرتا ہے اپنے آرام اور صحت تک کئی پرواہ نہیں کرتا اور سب کچھ اولاد کو سنوارنے اسکا مستقبل بنانے کیلئے کرتا ہے جب زمانہ کروٹ لے لے باپ اولاد کی خدمت کا محتاج ہو اور اسے اس کی محنت کے ثمر ملنے کا موقع ہو بڑھاپے آچکا ہو جس کیلئے ساری جوانی سلگادی اب وہی اولاد باپ کی نافرمان ہو جائے اسے سخت سست کہنے لگے اسکے احکامات کو ماننے سے انکار کر دے بلکہ اس کا دل رنجیدہ کرنے لگے وہ باپ جو سراپا شفقت ہے۔

اپنی اولاد کیلئے ایک نرم دل رکھتا ہے اسے اتنا دکھی کر دیا جائے کہ وہ دل کی زبان سے ایسی ناخلف اولاد کیلئے دعائے قہر و جلال کر دے تو سن لیجئے اس کی دعا فوراً قبول ہوتی ہے۔
مظلوم کی دعا قبول ہونے میں شک نہیں تو اس باپ سے بڑھ کر کون مظلوم ہوگا جس کی اولاد اس پر ظلم ڈھائے جب باپ سے کی عزت کے محافظ ہی اس کی قبائے عزت و کرامت کو تار تار کرنے کے درپے ہو تو پھر اس سے بڑھ کر مظلوم کون ہوگا۔

مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے کیونکہ وہ وطن اور اعزہ و اقارب سے دور ہوتا ہے۔ تو اس باپ کی کیفیت کیا ہوگی وطن میں ہوتے ہوئے اپنی اولاد کے ہاتھوں بے وطن ہو جائے بڑھاپے میں اولاد ہی سہارا ہوا کرتی ہے اگر اولاد دشمن بن جائے تو باپ کے سارے ارمان ختم ہو جاتے ہیں تو پھر وہ بھی اللہ ذوالجلال والا کرام کے قریب بہت قریب ہوا کرتا ہے۔ اس وقت باپ کی دعائے قہر و جلال سے بچنا چاہیے کیونکہ دعا ہر پردہ کو چیر کر حریم قدس تک رسائی حاصل کرتی ہے۔
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ وَكُنْتُ أُحِبُّهَا وَكَانَ يَكْرَهُهَا! فَقَالَ لِي: طَلَّقْهَا فَبَيِّتُ فَاتِي عَمْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ "طَلَّقْهَا".

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۳۸)	جلد ۲	صفحہ ۷۵۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۳۸)	جلد ۳	صفحہ ۲۶۲
قال الالبانی:	صحیح		
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۱۸۲۲)		صفحہ ۲۵۰
الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۳۶۵۸)	جلد ۳	صفحہ ۲۸۶
قال المحقق:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میرے تحت ایک عورت تھی اور میں سے محبت کرتا تھا اور (میرے والد گرامی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ناپسند کرتے تھے تو آپ نے مجھ سے فرمایا اسے طلاق دے دو! تو میں نے طلاق دینے سے انکار کر دیا۔

حضرت عمر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور اس بات کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا ”اسے طلاق دے دو“

صفحہ ۶۵۱	جلد ۲	صحیح الترغیب والترہیب / رقم الحدیث (۲۳۸۷)
		قال الالبانی: صحیح
صفحہ ۱۷۰	جلد ۲	صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۴۲۷)
		قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحیح
صفحہ ۵۲۷	جلد ۷	رقم الحدیث (۱۳۸۹۳)
صفحہ ۱۹۷	جلد ۲	المستدرک (للحاكم)
		قال الحاكم: هذا حدیث صحیح علی شرط الشيخین ولم یخرجاه
صفحہ ۱۹۷	جلد ۲	تلخیص بذیل المستدرک
		قال الذہبی: علی شرط مسلم وبخاری
صفحہ ۳۳۹	جلد ۵	رقم الحدیث (۶۷۰۱)
صفحہ ۱۸۳	جلد ۶	شعب الایمان (للبيهقي) / رقم الحدیث (۷۸۴۹)

انسان جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کے عیوب نظر نہیں آتے بلکہ اس کے عیب بھی خوبی دکھائی دیتے ہیں یہ ایک عمومی قاعدہ ہے انسان جب کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو کبھی اس کی محبت میں اس درجہ ہو جاتی ہے کہ اس کے عیوب بھی دکھائی نہیں دیتے لیکن اس کا یہ مفہوم نہیں کہ وہ عیوب گھر کے بزرگوں سے بھی مخفی رہ جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا اور ظاہر ہے نکاح سے محبت پروان چڑھتی ہے اس محبت میں اس کی شاید کوئی خامی آپ کو دکھائی نہ دی، یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہوتھی آپ اس کی حرکات و سکنات سے واقف تھے تو آپ نے اسے اپنے گھر ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور اپنے بیٹے سے فرما دیا بیٹا! اسے طلاق دے دو۔

شاید آپ نے پردہ پوشی کرتے ہوئے اس کے عیوب سے مطلع نہیں فرمایا اس کیلئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اسے طلاق دینے سے ہچکچاتے رہے یہاں تک کہ معاملہ حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دے دیا کہ اسے طلاق دے دے اس سے یہ بھی درس دینا تھا کہ ایک بیٹے کو اپنا باپ کو مطیع و فرمانبردار ہونا خصوصاً اس باپ کا جس کا تقویٰ و طہارت مسلم ہو اور اسکی پارسائی اور بے نفسی عیاں ہو اور وہ ذاتی عداوت کی بنا پر ایسا نہ کر رہا ہو۔

صبر



إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ
 أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ
 وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ .
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ .
 يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا
 زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ
 إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا .

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ، يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ
 وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا .

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى حَبِيبِكَ الْأَجْمَلِ وَنَبِيِّكَ الْأَكْرَمِ
 الْمَبْعُوثِ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَحَامِلِ لِيَوَاءِ الْحَمْدِ وَصَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُودِ
 سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ الْمُصْطَفَى وَعَلَى آلِهِ بُدُورِ الدُّجَى وَأَصْحَابِهِ نُجُومِ

الْهُدَى وَمَنْ تَبِعَهُمْ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ -

حضرت امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الدمشقی المتوفی ۶۷۶ھ کی ذات محتاج تعارف نہیں آپ کی شہرہ آفاق کتاب ریاض الصالحین ہر طبقہ کے علماء میں مقبول ہے۔ یہ احادیث مبارکہ کا ایک نہایت پیارا مجموعہ ہے جس کے ”باب الصبر“ کا ترجمہ و توضیح پیش خدمت ہے۔

یہ ترجمہ و توضیح حضور فقیہ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے افادات کا مجموعہ ہے۔ اس میں جو کمال و خوبی ہے وہ حضور فقیہ عصر زید مجدہ کی وجہ ہے اور اس میں جو کمی و کجی و نقص ہے وہ میری تحریر میں اور میری کم علمی کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے حسنات کو قبول فرمائے اور سیئات سے درگزر فرمائے۔
آمین یا رب العالمین۔

اللَّهُمَّ وَفَّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى وَشَرَّفْنَا بِخِدْمَةِ الدِّينِ الْحَنِيفِ
وَأَمَلَا صُدُورَنَا بِالْمَعَارِفِ الرَّبَّانِيَّةِ وَنَوَّرْ قُلُوبَنَا بِذِكْرِكَ الْجَمِيلِ -

محمد کریم سلطانی

باب الصبر

قال الله تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَاصْبِرُوا
 وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ
 الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۚ
 وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِنَّمَا يُوفَى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۚ
 وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَلِمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۚ
 وَقَالَ تَعَالَى: اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۚ
 وَقَالَ تَعَالَى: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ ۚ

وَالآيَاتُ فِي الْأَمْرِ بِالصَّبْرِ وَبَيَانِ فَضْلِهِ كَثِيرَةٌ "مَعْرُوفَةٌ"



(۱) سورة آل عمران - الآية ۲۰۰

(۲) البقرة - الآية ۱۵۵

(۳) سورة الزمر - الآية ۱۰

(۳) سورة الشورى - الآية ۴۳

(۴) سورة البقرة - الآية ۱۵۳

(۵) سورة محمد - الآية ۳۱



الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ حَمْدَ الشَّاكِرِينَ وَأَفْضَلَ الصَّلَاةِ وَأَكْمَلَ
التَّسْلِيمِ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ -



صبر کا معنی ہے روکنا۔

نفس انسانی کو ہر اس کام سے روکنا جو شریعت اسلامیہ کے خلاف ہو۔ صبر کہلاتا ہے۔
شریعت اسلامیہ نے ایک مومن و موحد پر لازم قرار دیا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے اور ان کی فرمانبرداری کو حرز جاں بنائے یہ اطاعت، یہ
فرمانبرداری نفس پر شاق گزرتی ہے۔ اس لئے نفس چاہتا ہے کہ میں آزادانہ رہوں مجھ پر کوئی
پابندی نہ ہونے میں کسی کی اطاعت کروں اور نہ کسی کی فرمانبرداری میں آؤں۔

صبر نفس کے منہ زور گھوڑے کو لگا میں ڈالنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن امور کا حکم دیا ہے
انہیں بجالانا ہے۔ پانچوں وقت اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا نفس پر بڑا بھاری ہوتا ہے۔ اس لئے
اس کی آزاد طبع کو روک کر اطاعت خدواندی کرنا اور بارگاہ ایزدی میں سر بسجود ہونا صبر کی اعلیٰ قسم
ہے۔

نفس یہ چاہتا ہے کہ میں ہر وقت حیوانوں کی طرح چرتا رہوں۔ اسے روزے کی پابندی

گوارا نہیں۔ اہل ایمان پر لازم ہے کہ وہ ماہِ صیام میں نفس کی اس خواہش کو پورا نہ ہونے دیں۔ بلکہ اسے روکیں کہ صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے وغیرہ سے احتراز کرے۔

نفس کو مال بڑا محبوب ہے وہ اپنا مال سنبھال کر رکھتا ہے۔ اور کسی کو دینا اس پر ناگوار گزرتا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے زکوٰۃ فرض قرار دی ہے۔ اب نفس کو قابو میں رکھ کر زکوٰۃ ادا کرنا صبر ہے۔ پھر غرباء و مساکین کو مال دینا بہت بڑا اجر و ثواب ہے نفس اس سلسلہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ اس نفس کو روک کر غرباء و مساکین کی خدمت کرنا صبر کہلاتا ہے۔

گھر سے نکلنا، سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا ان سب کچھ پہننا یہ تمام امور نفس کے لئے بڑے مشکل ہیں نفس اس کی ادائیگی کی جانب کم مائل ہوتا ہے اس لئے اللہ کا حکم بجالاتے ہوئے نفس کی خواہش کو پس پشت ڈالنا صبر ہے۔

کبھی خوشی کا موقع آئے نفس خوشی کا اظہار کرنا چاہتا ہے اور وہ خوشی میں حدودِ شرعیہ کو پامال کرنے ہر زور لگاتا ہے اس وقت نفس کو حدودِ شرعیہ کا پابند کرنا صبر کہلاتا ہے۔

غمی کا موقع آتا ہے نفس اس غم کو برداشت نہیں کر سکتا وہ چاہتا ہے کہ میں واویلا کر کے سر پر آسمان اٹھالوں میں آن و بکار کروں میں اپنا گریبان چاک کر دوں اس صورت میں نفس کو قابو میں رکھنا اور اسے شرعی حدود سے تجاوز نہ ہونے دینا صبر کہلاتا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی آدمی طیش دلاتا ہے انسان کو گالی دیتا ہے اب نفس جب تک اسے دوچار گالیاں نہ دے لے اسے چین نہیں آتا اس وقت نفس کو روکنا اور اسے حد سے تجاوز نہ ہونے دینا صبر کہلاتا ہے۔

کبھی کوئی آدمی ایسی بات کر جاتا ہے کہ نفس مشتعل ہو جاتا ہے اور اس سے انتقام لینا

چاہتا ہے اس وقت اکثر نفس خونخوار بن جاتا ہے ایسے وقت نفس کو قابو میں رکھنا اس کے طیش کو ختم کرنا سے آپے سے باہر نہ ہونے دینا صبر کہلاتا ہے۔

الغرض کوئی بھی موقع ہو نفس کو حد و شرعیہ کا پابند کرنا اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں تجاوز نہ کرنے دینا صبر کہلاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی صدقے ہم سب کو صحیح صبر کی توفیق عطا فرمائے ار جادہ حق پر چلتے رہنے کی سعادت ارزانی فرمائے۔

صبر۔ نشان بندگی

قال الله تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَاصْبِرُوا

یہ آیت کریمہ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۲۰۰ ہے اور اس سورۃ مبارکہ کی آخری آیت ہے پوری آیت مع ترجمہ ملاحظہ ہو:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَاصْبِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

اے ایمان والو! صبر کرو اور دشمن اسلام کے مقابلہ میں ثابت قدم رہو اور خدمتِ دین کیلئے کمر بستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم مکمل کامیابی حاصل کر لو۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کیلئے چار چیزوں پر مکمل کامیابی کو رکھا ہے گویا فلاح و کامرانی ایک عمارت ہے اور اس آیت کریمہ میں چار ستونوں پر استادہ کیا ہے۔

۱۔ صبر:

نفس کے منہ زور گھوڑے کو لگا میں ڈالنا صبر کہلاتا ہے۔ نفس کی سرکشی اور اس کے بدی کی طرف میلان کو ختم کرنا ہے۔ یہ نفس جب بے لگام ہو جائے تو انسان و دنیوی و اخروی ہلاکت کے گھڑے میں گرا دیتا ہے اس کے زور اور باطل کی طرف میلان کو ختم کرنا اعلیٰ درج کا صبر ہے۔

(۱) سورۃ آل عمران۔ الآیہ ۲۰۰

اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو نفس کی سرکشی سے محفوظ فرمائے اور اس کے نفس کو معینہ کے وصف سے متصف فرمائے۔

۲. مصابره یعنی مصابرة الاعداء :

دشمنان اسلام کے مقابلہ میں ڈٹ جانا اور ان کے عزائم کے سامنے سد سکندری بن جانا مصابره کہلاتا ہے۔ دشمن اسلام ہر لمحہ اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ دین رحمت سے اس کے ماننے والوں کو برگشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ میدان جہاد میں اہل اسلام پر تابر توڑ حملے کر کے انہیں پسپا کرنا چاہتے ہیں لیکن دین حق کے پیروکار اور اس کے میدان جنگ میں کبھی پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگتے وہ فولادی دیوار بن کر دشمن کے سامنے ڈٹ جاتے ہیں اور ان کی تمام چالوں کو بے مراد کر دیتے ہیں اور ان کے مقدر میں شکست وہ ہزیت لکھ دیتے ہیں۔

اے اہل اسلام! یاد رہے دشمن اسلام جب میدان جنگ میں شکست کھاتا ہے تو اپنی ہزیت مٹانے کے لئے علمی میدان میں کود پڑتا ہے لیکن اسے یہ یاد نہیں کہ مسلمانوں پر پہلی وحی کا پہلا نقطہ ہی اقراء (پڑھیے) ہے جس قوم کے پاس قرآن کریم علم و حکمت کا ناپیدا کنار سمندر جیسی کتاب ہو اور جس کے پاس معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی جواہر پارے، احادیث مبارکہ کی صورت میں موجود ہوں وہ علمی میدان میں کبھی شکست نہیں کھا سکتے۔

جس دین حق کی سنہری تاریخ میں کہیں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور کہیں امیر المؤمنین الحدیث حضرت امام بخاری ہوں کہیں حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہوں تو کہیں محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہوں ایسے دین کو کوئی علمی میدان میں پسپا نہیں کر سکتا۔

اے اہل اسلام! ہوشیار! یہ ابلیسی قوتیں جب عملی میدان میں شکست سے دوچار ہوتی ہیں ت پھر دین حق کے ماننے والوں سے انکی حیا چھیننا چاہتے ہیں اس عزم فاسد کے لئے وہ اپنی دولت اپنا سرمایہ بلکہ اپنی ہر چیز صرف کر دیتے ہیں تاکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بے حیائی کی دلدل میں یوں دھنستے جائیں کہ پھر ہم انہیں ہر میدان میں شکست دیتے چلے جائیں۔

اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائیو! کہیں ان کے اس دام نہ پھنس جانا تمہارا دین فطرہ شبنم سے پاکیزہ تر ہے تمہارے اسلاف کا دامن ان معاصی کے داغوں سے بالکل مبرا ہے ان کی اجلی صورتیں اور ان کی روشن سیرتیں تمہارے لئے مشکل راہ ہیں اپنے آباؤ کے نفس قدم پر جلنا یقیناً یہ راستہ سلامتی کا راستہ ہے۔ اس راہ کی زینت شرم دیا ہے اور یہ جاہ حق عفت و عصمت کی جاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کی جوان نسل کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور ان کے ایمان ایقان کی حفاظت فرمائے۔

۳۔ رباط:

حضور ضیاء الامۃ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الرَّبَّاطُ حَمْلُ النَّفْسِ عَلَى النِّيَّةِ الْحَسَنَةِ وَالْجِسْمِ عَلَى فِعْلِ الطَّاعَةِ وَمِنْ
أَعْظَمِهِ ارْتِبَاطُ الْخَيْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَارْتِبَاطُ النَّفْسِ عَلَى الصَّلَاةِ ۱۔

(۱) ضیاء القرآن ۱/۳۰۹

رباط کا معنی ہے نفس کو نیتِ حسنہ پر آمادہ رکھنا اور جسم کو عبادت پر کار بند رکھنا اس کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کمت بستہ رہے اور گھوڑا تیار رکھے اور نفس کو نماز کا خوگر بنائے۔

وہ انسان بڑا سعید ہے جسے نیتِ حسنہ کی توفیق مل جائے جو اپنے ہر کام میں پہلے اپنی نیت کو درست رکھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اگر اس کا جسم عبادت پر کار بند ہے اطاعتِ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم دائم رہے تو یہ بات نور علی نور ہے اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو نیتِ حسنہ کے ساتھ عبادت کا ذوق و شوق اور سر بندگی جھکانے کی سعادت نصیب فرمائے آمین بجاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

صابرین کو بشارت

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۚ
 یہ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۵۵ ہے یہ آیت کریمہ اور اس کے بعد والی دو آیات مبارکہ ملاحظہ ہوں:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ۔
 اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں کسی چیز کیساتھ یعنی خوف، بھوک، اموال میں کمی، جانوں میں کمی اور پھلوں میں کمی سے اور بشارت دیجئے صبر کرنے والوں کو جنہیں جب پہنچتی ہے کوئی مصیبت تو وہ کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ (ہم اللہ کیلئے ہیں اور یقیناً ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں) یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کے رب کی طرف سے نوازشات ہیں اور رحمت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔



اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو جس طرح نعمتیں دیکر آزما تا ہے اس طرح کبھی کبھی نعمتیں لیکر آزما تا ہے جب کوئی اہل ایمان سے چھن جائے یہ واویلا تو نہیں کرتا یہ آپے سے باہر تو نہیں ہوتا کیا یہ صبر اختیار کرتا یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کے مختلف رنگ ہیں۔

کبھی اہل ایمان کو خوف میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اس سے یہ دیکھنا مقصود ہے کہ کیا ایمان والا حالت خوف سے دامن شریعت چھوڑ تو نہیں دیتا کیا اس حالت میں وہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو پس پشت تو نہیں ڈالتا ہاں سچے مومن اس حالت میں بھی صبر کا دامن تھامے رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ کبھی بھوک میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اہل ایمان پر کئی کئی دن فاقے آتے ہیں کیا ایسی حالت میں وہ ناجائز ذرائع سے بھوک مٹانے کی کوشش تو نہیں کرتے ہاں سچے مومن فاقے پہ فاقے برداشت کر لیتا ہے لیکن غلط طریقے سے روزی کے حصول کا سوچتا بھی نہیں ہے۔

کبھی مال کی کمی میں مبتلا کر دیا جاتا ہے پہلے مال کی فراوانی ہوتی ہے دلجمعی سے اہل ایمان عبادت کرتے ہیں خالق و مالک کے حضور سر بندگی جھکاتے ہیں اور اپنے من کی دنیا آباد کرتے ہیں لیکن اچانک ان پر مال کی کمی ہو جاتی ہے کاروبار مندے کا شکار ہو جاتا ہے یا کوئی آفت آتی ہے جس سے ان کے مال میں وہ پہلے والی فراوانی نہیں رہتی اس حالت میں مبتلا کر کے مقصود یہ دیکھنا ہے کہ کیا ایمان والا صبر کا دامن تو نہیں چھوڑ دیتا ہاں حقیقی مومن پر حالت میں اللہ تعالیٰ کے در سے لو لگائے رکھتا ہے۔ وہ خوشحالی میں ہو یا تنگی میں و امارت میں ہو یا عسرت میں کسی بھی حالت میں اس کے ذوق بندگی میں فرق نہیں آیا کرتا اور وہ پہلے ہی کی طرح عبادت کا مزہ لیا کرتا ہے۔

کبھی جانوں میں کمی میں مبتلا کیا جاتا ہے ہنستا بستا گھر ہوتا ہے اچانک اہل ایمان کا نور نظر اللہ کو پیارا ہو جاتا ہے اس عالم میں بھی ایمان والے اللہ کا در ترک نہیں کرتے اللہ ذوالجلال والکرام کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔

کبھی پھلوں میں کمی آ جاتی ہے اس سے بھی ایمان والے کی حلاوت ایمان میں فرق نہیں آیا کرتا۔ بلکہ اسکا ذوق بندگی پہلے کی طرح برقرار رہتا ہے۔ اس کی مناجاتوں کا کیف اور اس کے طویل سجدوں کی لذت حسب سابق برقرار رہتی ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ مال دیتا ہے اللہ جو چاہے وہ کرتا ہے بندہ کا کام صرف بندگی ہے اور بس اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو مصیبت کے وقت صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

بَشِّرِ الصَّابِرِينَ :

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ اہل ایمان جو صبر کے وصف سے متصف ہیں یعنی صابریں کو بشارت دیجئے انہیں خوشی کی خبر سنائے۔ خوشی کی خبر ویسے بھی پہنچ جائے وہ انسان کو خوش کر دیتی ہے۔ لیکن صبر کرنے والوں کے بختوں کو سلام کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ان کو خوشی کی خبر من جانب اللہ آ رہی ہے اور خبر دینے والے خود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیا صبر کے صلہ میں یہی ایک انعام کافی نہیں۔ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک مرتبہ خوش ہو جانا ہزار سالہ زندگی کی عبادت کے صلہ میں پھر بھی یہ سودا مہنگا نہیں بلکہ سستا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی سے بڑھ کر ایک مومن کیلئے اور کوئی چیز اہم نہیں ہے۔

اہل ایمان کو جب کوئی مصیبت و تکلیف آئے کوئی پریشانی یاد دہ آئے تو ان کی زبانوں

پرایک جملہ جاری ہوتا ہے:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

بیشک ہم اللہ کے لئے ہیں اور اس کی طرف ہم لوٹ کر جانے والے ہیں۔
 اس جملہ میں وہ حقیقت ابدی کا فرما ہے جو اہل ایمان کے یقین کامل کا پتہ بتاتی ہے۔
 صبر کرنے والے اللہ تعالیٰ کے جمیع فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کرنے والے اللہ تعالیٰ کی
 رضا پر راضی رہنے والے وہ خوش نصیب ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نوازشات ہیں اور ان پر
 اللہ کی رحمت کی بارش برستی ہے اور وہ سدا اللہ کے کرم سے سرفراز رہتے ہیں۔ اور یہی لوگ
 ہدایت یافتہ ہیں۔ یہی لوگ راہ جنت کے راہی ہیں اور یہی لوگ ہیں جن کے مقدر میں ابدی
 نجات ہے۔

صابرین کو بے حساب اجر

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِنَّمَا يُوفَى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۚ
اللہ تعالیٰ کے دینے اور نوازنے کے مختلف انداز ہیں کبھی تو وہ ایک نیکی پر دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا اس پر گواہ ہے۔

اور کبھی اللہ تعالیٰ ایک نیکی کے بدلے سات سو نیکیاں عطا فرماتا ہے اور کسی کو ان سے بھی دگنی عطا فرماتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ۔

مثال ان لوگوں کی جو فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں دانے کی مثال ہے جس نے سات خوشے اگائے اور ہر خوشہ میں سو دانہ ہے اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے دو گنا کر دیتا ہے۔

لیکن صبر و رضا کا پیکر بننے والوں کی شان میں نرالی ہے جو افراد مصائب و آلام کے آتے وقت صبر کا دامن تھامے رکھتے ہیں خود آپے سے باہر نہیں ہوتے بلکہ حد و شرعیہ میں رہتے

(۱) سورة الزمر - الآية ۱۰

ہیں اپنے افراد کو اللہ دیتا ہے ایسے خوش قسمت لوگوں کو اللہ تعالیٰ نوازتا ہے لیکن ان کا صبر و ثواب بے حساب ہے یعنی گنتی و شمار سے وراہ ہے۔

اے اللہ! اے ذوالجلال والا کرام! اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں اپنی رضا کی دولت ارزانی فرما اور وصف صبر سے ہم سب کو متصف فرما۔
آمین یا رب العالمین۔

صبر۔ عزم الامور سے

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَلِمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ أَعْمَارٍ
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اور جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا بیشک یہ عزم الامور سے ہے۔

صبر ایک مومن کا وصف جمیل ہے اور قدرت کے باوجود معاف کر دینا بہت بڑی سعادت ہے جس کے بازوؤں میں قوت و طاقت ہو اور وہ کسی غلطی کرنے والے کی سزا بھی سے سکتا ہے اور یہ سزا اپنا اس معاشرہ میں مزموم بھی نہ ہے اس کے باوجود معاف کر دینا بہت بڑی بات ہے اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مرد مومن کو اللہ تعالیٰ نے وسیع کرم نوازیوں سے مالا مال کیا ہوا ہے۔

عزم الامور کسے کہتے ہیں اس سلسلہ میں حضور ضیاء الامۃ کی عبارت ملاحظہ ہو:

لفظ عزم کی تحقیق کرتے ہوئے علماء لغت نے لکھا ہے:

قال الليث ما لمقد عليه قلبك من امر انك فاعله۔ ایسے کام پر جس کو

تو کرنے والا ہے تیرے دل کا پختہ ارادہ کرنا عزم کہلاتا ہے۔ (لسان الدب)

(۱) سورة الشوری۔ الآیہ ۴۳

علامہ جوہری لکھتے ہیں:

عَزَمْتُ عَلَى كَذَا إِذَا أَرَدْتُ فِعْلَهُ وَقَطَعْتُ عَلَيْهِ - جب تو کسی کام کا قطعی ارادہ کر لے تو عرب کہتے ہیں عزم علی کذا۔ (الصحاح)

علامہ راغب لکھتے ہیں:

الْعَزْمُ وَالْعَزِيمَةُ عَقْدُ الْقَلْبِ عَلَى امْتِصَاءِ الْأَمْرِ - کسی حکم کی تعمیل پر دل کا پختہ ارادہ کرنا عزم اور عزمیت کہلاتا ہے۔

آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

صبر اور مغفرت ان امور میں سے ہیں جنہیں بندہ کو اپنے نفس پر واجب کرنا چاہے کیونکہ یہ امور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محمود و پسندیدہ ہیں۔ ای من معزومات الامور الی مما یحب العزم علیہ من الامور یا بجاہ العبد علی نفسه مکونہ من الامور المحمودۃ عند اللہ تعالیٰ۔ (روح البیان) ۱

(۱) ضیاء القرآن ۴/۳۸۸

مصائب میں صبر سے استعانت

وَقَالَ تَعَالَى : اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۙ

یہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۵۳ ہے مکمل آیت یوں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ -

اے ایمان والو! صبر اور صلاۃ (نماز) کے ذریعے مدد طلب کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ صبر

کرنے والوں کے ساتھ ہے۔



اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزۃ اہل ایمان سے مخاطب ہے اور انہیں کامیابی و کامرانی

کے راز سے آگاہ فرما رہا ہے۔ اے اہل ایمان! جب تم پر مصائب و آلام آجائیں تم کسی پریشانی

میں گھیر جاؤ کسی بلا میں گرفتار ہو جاؤ تو ان تمام امور میں سرخرو ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے

اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ صبر و صلاۃ سے مدد چاہو۔ یعنی ان مصائب و آلام اور مشکلات پر

صبر کا دامن نہ چھوڑو اور اللہ کے حضور سر بندگی جھکا دو جو مرد مومن صبر کا پیکر ہے اور صلاۃ پر مداومت

اختیار کرتا ہو وہ کبھی فائب و خاسر نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ وہ کامیاب و کامران ہوتا ہے۔

(۱) سورۃ البقرہ - آیت ۱۵۳

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا گیا:

اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَانْهَافًا لِكَبِيرَةٍ "الْاَعْلَى الْخَاشِعِينَ"۔

صبر اور صلاۃ سے مدد چاہو اور بے شک یہ بھاری ہے مگر خاشعین پر نہیں۔

اس آیت کریمہ میں بھی صبر و صلاۃ کا حکم دیا گیا ہے۔

پریشانی کے وقت اسوہ مبارکہ

حدثنا اسماعيل بن عمر وخلف بن الوليد قالا حدثنا يحيى بن زكريا - يعني ابن

زائدة - عن عكرمة بن عمار عن محمد بن عبد الله الدؤلي قال عبد العزيز اخو حذيفة

قال حذيفة: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَدَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى -

حضرت حذیفہ - رضی اللہ عنہ - نے ارشاد فرمایا: حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب

کوئی پریشانی والا معاملہ آتا تو صلاۃ ادا فرمادیتے۔ کیونکہ اللہ ذوالجلال کا حکم ہے کہ صبر و صلاۃ

سے استعانت کرو تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جس سے

پریشانی لاحق ہو سکتی ہو تو فوراً صلاۃ ادا فرماتے اس لئے بھی کہ صلاۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

آنکھوں کی ٹھنڈک بھی ہے اور اس سے مصائب و آلام کے بادل بھی چھٹ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم سب کو حضور نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کے اسوہ مبارکہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں شریعت مطہرہ پر کار بند رہنے کی

سعادت نصیب فرمائے۔

صابرین نکھرے لوگ

وَقَالَ تَعَالَى: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں تاکہ ہم نکھار دیں تم میں سے مجاہدین کو اور صابرین کو۔

اہل ایمان کی ساری زندگی جہاد سے عبارت ہوتی ہے وہ ظاہری دشمن کے خلاف بھی جہاد کرتا ہے اور خواہشات نفس کے خلاف بھی جہاد میں مصروف رہتا ہے۔ وہ ظاہری دشمن کے وار سے بھی بچتا ہے اور باطنی دشمن کے کید و مکر سے اپنا دامن بچا لیتا ہے۔

یہی بندہ مومن ساری زندگی شکر و صبر کا پیکر کا رہتا ہے اگر انعام ہے تو شکر کرنا اور اگر آزمائش آجائے تو صبر کا دامن تھام لیتا ہے اگر خوشحالی ہو تو شکر بجالاتا ہے اور اگر تنگدستی آجائے تو صبر کا پیکر بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام اہل ایمان کو شکر و صبر کا پیکر بنائے اور جادو حق پر چلتے رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔



صبر ضیاء ہے

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
 الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلُ الْمِيزَانِ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ
 مِثْلُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَالزَّكَاةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ
 وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا
 أَوْ مُؤَبِّقُهَا۔

۲۱۷ صفحہ	جلد ۱	رقم الحدیث (۳۰۱) صحیح	الترغیب والترہیب قال المحقق:
۳۲۳ صفحہ	جلد ۱	رقم الحدیث (۵۴۷)	الترغیب والترہیب
۳۱۱ صفحہ	جلد ۲	رقم الحدیث (۲۳۰۰) صحیح	الترغیب والترہیب قال المحقق:
۱۶۹ صفحہ	جلد ۴	رقم الحدیث (۴۹۷۱)	الترغیب والترہیب صحیح مسلم
۲۵۹ صفحہ	جلد ۱	رقم الحدیث (۲۲۳)	جامع الاصول
۶۹۱ صفحہ	جلد ۷	رقم الحدیث (۷۳۰۴)	سنن النسائی
۶ صفحہ	جلد ۵	رقم الحدیث (۲۲۳۳)	صحیح سنن النسائی
۱۷۴ صفحہ	جلد ۲	رقم الحدیث (۲۲۳۶)	صحیح سنن النسائی

ترجمة الحديث:

حضور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

وضو ایمان کا حصہ ہے، الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے، سبحان اللہ اور الحمد للہ یہ دونوں زمین و آسمان کے مابین کو بھر دیتے ہیں۔ صلاۃ (نماز) نور ہے، صدقہ برہان ہے، صبر روشنی ہے، قرآن کریم (اگر تو اس پر عمل کرتو) تیرے حق میں حجت ہے یا (اگر تو اس کی مخالف کرے تو) تیرے خلاف حجت ہے۔



سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۸۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۱۷)	جلد ۵	صفحہ ۵۳۵
قال الترمذی:	هذا حدیث صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۷۹۱)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۰
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنۃ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۳۸)	جلد ۱	صفحہ ۳۱۹
قال البیہقی:	الحدیث صحیح		

الطهور کا معنی یہاں وضو ہے کیونکہ ایک اور روایت میں صراحةً الوضو كالفظ آیا ہے۔

حدثنا اسحاق بن منصور : حدثنا حبان بن هلال : حدثنا ابان - هو ابن يزيد العطار - : حدثنا يحيى ، ان زيد بن سلام حدثه ، ان ابا سلام حدثه ، عن ابي مالك الأشعري ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم :

الْوُضُوءُ شَطْرُ الْإِيمَانِ ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأَانِ . أَوْ - تَمْلَأُ - مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ . وَالصَّلَاةُ نُورٌ ، وَالصَّدَقَةُ ، بُرْهَانٌ ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَائِعٌ نَفْسَهُ ، فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوْبِقُهَا .

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وضو شطر الایمان ہے۔ الحمد للہ میزان تو بھر دیتا ہے۔ سبحان اللہ اور الحمد للہ آسمانوں اور زمین کے درمیان بھر دیتا ہے۔ صلاۃ نور ہے۔ صدقہ برہان ہے۔ صبر ضیاء ہے۔ قرآن (اگر تو اس پر عمل کرے تو) تیرے حق میں حجت ہے (اور اگر تو اس کے خلاف چلے) تیرے خلاف حجت ہے ہر آدمی صبح کو اپنے نفس کا سودا کرتا ہے۔

سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۵۱۷)	جلد ۵	صفحہ ۴۹۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۵۱۷)	جلد ۳	صفحہ ۴۳۶
قال الالبانی:	صحیح		

کچھ ایمان بچا کر اسے جہنم سے آزاد کرا لیتے ہیں اور کچھ اپنا ایمان ضائع کر کے اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔

ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو جس سے اسباغ الوضوء کے الفاظ ہیں۔

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اسْبَاغُ الْوُضُوءِ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ يَمْلَأُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَالصَّلَاةُ نُورٌ ، وَالزَّكَاةُ بُرْهَانٌ ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ -

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خوشدلی سے وضو کرنا نصف ایمان ہے۔ الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے۔ تسبیح و تکبیر تمام سماوات اور ارض کو بھر دیتے ہیں۔ صلاۃ نور ہے۔ زکاۃ برہان ہے۔ صبر ضیاء ہے اور قرآن تیرے حق میں حجت ہے (اگر تو اس پر عمل کرے) یا تیرے خلاف حجت ہے (اگر تو اس پر عمل نہ کرے)۔

شطر کا معنی:

علامہ زحشری شطر کا معنی نصف کرتے ہیں، ملاحظہ ہو ان کی تالیف الفائق فی غریب

الحدیث: الشطر: النصف

جلد ۵ صفحہ ۵

جلد ۲ صفحہ ۱۷۴

رقم الحدیث (۲۳۳۶)

سنن النسائی

صحیح سنن النسائی

علامہ ابن الاثیر نے النہایۃ میں بھی یہی لکھا ہے۔

الشَطْرُ : النِّصْفُ

”المحیط فی اللغۃ“ میں بھی اس کا معنی نصف ہی لکھا ہے۔

شَطْرُ كُلِّ شَيْءٍ نِصْفُهُ۔

لیکن المعجم الوسیط میں مرقوم ہے:

الشَطْرُ : نِصْفُ الشَّيْءِ وَيُسْتَعْمَلُ فِي الْجُزْءِ مِنْهُ۔

شطر کسی چیز کے نصف کو کہتے ہیں اور شطر کسی چیز کے جزو کے معنی میں بھی استعمال

ہوتا ہے۔

”الطہور شرط الایمان“ میں اگر شطر کا معنی جزو کریں تو مفہوم بالکل واضح ہے کہ وضع

ایمان کا جزو ہے لیکن اگر اس کا معنی نصف کریں تو پھر سوال یہ ہے کہ وضو کو نصف ایمان کسی وجہ

سے کہا گیا۔

یہاں شطر کا معنی نصف ہی ہے:

یہ بات واضح رہے کہ ایک اور حدیث پاک نے شطر کا معنی نصف مُعَيَّن کر دیا ہے کیونکہ

احادیث مقدسہ ایک دوسری کی مُفَسِّر ہوتی ہیں ملاحظہ ہو:

حدثنا معاذ بن معاذ : انا شعبه انا ابو اسحق الهمدانی عن جری

النہدی

عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ : عَقَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ أَوْ فِي يَدِي فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ نِصْفُ الْمِيزَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ

الْمِيزَانَ وَاللَّهُ أَكْبَرُ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالطَّهْوَرُ نِصْفُ الْإِيمَانِ
وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ -

بنی سلیم کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ
میں یا میرے ہاتھ میں گرہ لگائی پھر ارشاد فرمایا:

سبحان اللہ نصف المیزان ہے اور الحمد للہ میزان بھر دیتا ہے۔

اللہ اکبر سماء وارض (زمین و آسمان) کی درمیان بھر دیتا ہے۔

طہور نصف الایمان ہے۔ اور صوم نصف الصبر ہے۔

پہلی حدیث پاک میں الطہور شطر الایمان کہا گیا اور اس حدیث پاک میں
الطہور نصف الایمان کہا گیا۔ تو اس حدیث پاک نے اُس حدیث پاک کے معنی کو مُعْتَبَر کر
دیا کہ وہاں شطر کا معنی نصف ہی ہے۔ وضو کو نصف الایمان کس اعتبار سے کہا گیا ہے ملاحظہ ہو:

۱

ایمان کا انحصار صلاۃ پر ہے۔ ”الصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّينِ“ صلاۃ دین کا ستون ہے۔ اس
پر واضح دلالت کرتا ہے۔

اب دو چیزیں نظر آتی ہیں:

۱۔ صلاۃ۔ اصل مقصد

ب۔ وضو۔ اس کے بغیر صلاۃ نہیں

اس وجہ سے وضو کو شطر الایمان نصف ایمان کہا گیا ہے۔

مسند الاحمد رقم الحدیث (۱۸۲۰۳) جلد ۱۳ صفحہ ۱۲۶

قال حمزة احمد الزين: اسنادہ صحیح

۲

ایمان کامل اس شخص کا ایمان ہے جو ہر قسم کی معصیت و نافرمانی ہے محفوظ ہو۔ معصیت (گناہ) کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ معصیت صغیرہ

ب۔ معصیت کبیرہ

وضو کرنے سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس لئے وضو کو نصف ایمان قرار دیا گیا۔

۳

کامل الایمان وہ بھی ہے جو گناہوں سے پاک ہو اور وہ نیکیوں سے آراستہ ہو وضو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور صلاۃ نیکیوں سے آراستہ کرتی ہے اس لئے وضو کو شطر الایمان (نصف ایمان) کہا گیا ہے۔

۴

اللہ تعالیٰ جب اجر و ثواب سے نوازتا ہے تو اس کی عطا کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ عطاء عام

ب۔ عطاء خاص

اللہ کی وہ عطا جو ہر ایک کو بلا تخصیص ملے اسے عطاء عام کہتے ہیں۔ لیکن اللہ کا وہ کرم جو اللہ تعالیٰ خاص بندوں کو ان کے اخلاص و للہیت کی بنا پر دیتا ہے اسے عطاء خاص کہتے ہیں۔ اللہ ہر وضو کر نیوالے کو بھی اجر دیا ہے۔ یہ اس کا کرم بلا تخصیص ہے لیکن کچھ ایسے افراد

بھی ہیں جو اس خلوص ولہبیت سے وضو کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا اجر و ثواب اس درجہ بڑھا دیتا ہے کہ اس اجر و ثواب کو دیکھ کر بجا طور پر عام آدمی کا نصف ایمان کہا جاسکتا ہے۔ یہ اللہ کا کرم ہے اور اس کے کرم کو کوئی روک نہیں سکتا جیسے اللہ تعالیٰ کسی کو ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں اور کسی کو ایک کے بدلے ستر اور کسی کو ایک کے بدلے سات سو دیتا ہے اور اپنے خاص بندوں کے بارے میں فرمایا: **وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ**۔

اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اجر و ثواب سات سو گنا سے بھی دگنا کر دیتا ہے اور اس کی کوئی حد مقرر نہیں۔

۵

ایمان لانے سے پہلے کے گناہ ایمان لانے سے مٹ جاتے ہیں اس طرح وضو سے پہلے کے گناہ وضو کرنے سے مٹ جاتے ہیں لیکن ایمان کے بغیر وضو نہیں ہوتا اس لئے فرمایا گیا:

الطُّهُورُ نِصْفُ الْإِيْمَانِ۔

وضو نصف ایمان ہے۔

۶

اس ایمان سے مراد صلاۃ (نماز) ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گامی ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيْمَانَكُمْ اللّٰهُ تَعَالٰى كى يه شان نهى كوه تمهارى نمازوں كو ضائع

كرے چونكه صحت نماز كے لئے وضو شرط هے اس لئے اسے نصف ايمان كها گيا هے۔

الصلاة نور :

صلاة نور هے جو فرزند آدم صلاۃ سے محبت ركھتا هے اس پر محافظت كرتا هے اس كے

ظاہری اور باطنی حقوق کا خیال رکھتا ہے تو یہ نور اس کی روح میں سرایت کر جاتا ہے پھر اس کے قلب سے انوار کے سوتے اٹھتے ہیں۔

نور خود روشن ہوتا ہے اور جس پر پڑے اسے بھی روشن کر دیتا ہے۔ صلاۃ کا نور بڑا بابرکت نور ہے۔ جسے یہ نصیب ہو جائے یہ جہاں تو یہ جہاں رہا اس کی قبر بھی منور ہو جاتی ہے۔ قبر تو قبر رہی یہ نور میدانِ حشر میں بھی اس کے کام آ رہا ہوگا۔

الصلاة نور :

صلاة (نماز) نور ہے۔

- ۱۔ صلاۃ ادا کرنے والے کا چہرہ بارونق ہوتا ہے دو آدمی ایک جسے حسن والے ہوں ان میں سے ایک رات صلاۃ ادا کرنے میں گزار دے اور دوسرا خرافات میں مگن رہے تو صبح کو صلاۃ ادا کرنے والے کا چہرہ زیادہ بارونق اور نورانی نظر آئے گا۔
- ۲۔ صلاۃ ادا کرنے والے کا چہرہ قیامت کو نور والا ہوگا۔
- ۳۔ صلاۃ بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے گناہوں سے متنفر کر دیتی ہے۔

حسنت سے رغبت دلاتی ہے نیکیوں کی طرف مائل کرتی ہے اس وجہ سے یہ نور ہے کیونکہ نور روشنی پھیلاتا ہے اور تاریکی دور کرتا ہے اس طرح نماز نیکیوں کو پھیلاتی ہے اور برائیوں کو مٹاتی ہے۔

الصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ :

- ۱۔ برہان روشن دلیل کو کہتے ہیں۔ جو آدمی صدقہ و خیرات کا عادی ہو اور رضائے الہی کے لئے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے تو اس کا یہ عمل اس کے ایمان کی قوی دلیل ہے اور یہ عمل اس

کے مومن ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔

۲۔ قیامت کے دن جب انسان سے سوال کیا جائے گا کہ اس نے یہ اللہ کا دیا ہوا مال کہاں خرچ کیا ہے تو یہی صدقات اس کے لئے اس دن برہان و دلیل بن جائیں گے گویا اسے بولنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی بلکہ یہ صدقہ و خیرات اس کے اس عمل صالح کی واضح دلیل ہوں گے۔

الصَّبْرُ ضِيَاءٌ :

ضیاء اس روشنی کو کہتے ہیں جس میں تپش ہو۔ ضیاء اس نور کو کہا جاتا ہے جس میں حرارت ہو۔ چونکہ صبر میں حرارت ہے اس لئے اس کے صلہ میں جو نور ملتا ہے اس میں بھی حرارت ہے۔ پھر جتنا زیادہ صبر ہوگا اتنا زیادہ نور ہوگا اور پھر جس مقدار کا صبر ہوگا اس مقدار کا نور عطا کیا جائے گا۔ نور باعث خیر و برکت ہوتا ہے نور سے ظلمات دور ہو جاتی ہیں۔ نور کے سبب اجالا ہی اجالا ہوتا ہے لیکن صبر کے صلہ میں مرحمت فرمایا گیا نور وہ ہے جس میں حرارت بھی ہے۔ حرارت جب بڑھتی ہے تو جلا دیتی ہے اس نور صبر میں جب اضافہ ہوتا ہے تو یہ بھی گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ معصیتوں کے داغ جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔

جب گناہ جل جائیں گے۔ جب معصیتوں نے نشانات معدوم ہو جائیں گے تو اس صاحب صبر کے ہاں صرف نیکیاں ہی نیکیاں ہوں گی اور حسنات کی فراوانی ہوگی جس خوش نصیب کے پاس حسنات ہوں، جس کا دامن نیکیوں سے بھرا ہوا ہو اسے مزید نیکیوں کی طرف خود بخود رغبت ہوتی ہے حسنات سے محبت ہوتی ہے پھر وہ اپنے امور سرانجام دیتے ہوئے بھی حسنات کو مد نظر رکھتا ہے اور نیکیوں سے اپنا دامن مزید معمور کرتا جاتا ہے۔

آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ جو آدمی صبر کرتا ہے وہ رقیق القلب ہوتا ہے اور رقیق القلب خود بخود نیکیوں کی طرف مائل ہوتا ہے پھر اس کے قدم ارادی و غیر ارادی طور پر حصول رضائے الہی کے لئے اٹھتے رہتے ہیں۔ یہ دراصل اس نور کی برکت ہے جو صبر کے صلہ میں میسر آتا ہے۔

یہ نور صبر دنیا تو سنوارتا ہی ہے قبر میں بھی سامان راحت پہنچاتا ہے۔ صبر کر نیوالے کی قبر بقعہ انوار بن جاتی ہے گویا صبر کے صلہ میں اللہ ذوالجلال نے اس کا قبر والا جہاں بھی رحمت و برکات سے معمور کر دیا ہے پھر یہ رحمت و نوازشات صرف قبر تک نہیں رہتی بلکہ یہ دار آخرت میں کام آئیں گی۔ انشاء اللہ صبر کا دامن تھا منے والا قیامت کے دن نجات ابدی کا پروانہ حاصل کر رہا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں سے شاد کام ہو رہا ہوگا۔

صبر اختیار کرنے والے کو توفیق صبر مل جاتی ہے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سَنَانَ الْخُدْرِيِّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا -
أَنَّ نَاسًا مِنْ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَأَعْطَاهُمْ ،
ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُمْ حِينَ انْفَقَ كُلَّ شَيْءٍ بِيَدِهِ مَا يَكُنْ
عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدْخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعْفَهُ اللَّهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ
اللَّهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللَّهُ ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ -

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۴۶۹)	جلد ۱	صفحہ ۴۳۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۵۳)	جلد ۷	صفحہ ۱۲۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۴۴)	جلد ۱	صفحہ ۵۱۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۴۴)	جلد ۱	صفحہ ۴۵۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۳۱)	جلد ۳	صفحہ ۴۱۲
قال ابو عیسی:	ہذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۲۴)	جلد ۲	صفحہ ۳۸۷
اسنن الکبری (للبیہقی)	رقم الحدیث (۷۸۶۶)	جلد ۴	صفحہ ۳۲۷
قال البيهقي:	رواه البخاری فی الصحیح		
سنن الدارمی		جلد ۱	صفحہ ۳۸۷

ترجمة الحديث:

حضرت ابوسعید سعد بن سنان بن مالک خُدَری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:
کچھ انصاری لوگوں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا۔ تو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمادیا۔ انہوں نے پھر مانگا حضور نے پھر عنایت فرمادیا یہ سلسلہ جاری رہا
حتی کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا ختم ہو گیا۔

جب ہر چیز جو آپ کے ہاتھ مبارک تھی آپ نے (اللہ کی راہ میں) خرچ کر دی تو
آپ نے ان سے فرمایا میرے پاس جو بھی مال ہوتا ہے وہ میں تم سے ہرگز بچا کر نہیں رکھتا۔

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۴۰۰)	جلد ۸	صفحہ ۱۹۳
قال شعيب الارنوط:	اسنادہ صحیح علی شرطہا		
شرح السنہ (للبنی)	رقم الحدیث (۱۶۱۳)	جلد ۶	صفحہ ۱۱۰
قال البغوی:	ہذا حدیث متفق علیہ صحیحہ		
الموطا امام مالک		جلد ۲	صفحہ ۷۶۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۴۷۰)	جلد ۴	صفحہ ۲۰۳۰
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	رقم الحدیث (۱۳۵۲)	جلد ۲	صفحہ ۵۰۵
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
سنن النسائی		جلد ۵	صفحہ ۹۵-۹۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۵۸۷)	جلد ۲	صفحہ ۲۲۲
قال الالبانی: صحیح			

اور جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سوال کرنے سے بچا لیتا ہے اور جو بے نیازی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو صبر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور کسی شخص کو ایسا عطیہ نہیں دیا گیا جو صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر ہو۔

مصنف عبد الرزاق کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

اخبرنا عبد الرزاق ، عن لعمر ، عن الزهري ، عن عطاء ابن يزيد

الليشي

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ : جَاءَ نَاسٌ " مِنْ الْأَنْصَارِ فَسَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ قَالَ : فَجَعَلَ لَا يُسْأَلُ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَّا أَعْطَاهُ حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ حِينَ انْفَقَ كُلَّ شَيْءٍ عِنْدَهُ : مَا يَكُنْ عِنْدَنَا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ فَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ ، وَإِنَّهُ مَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعَفِّهِ اللَّهُ ، وَمَنْ يَسْتَفِنِ يُغْنِهِ اللَّهُ ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصْبِرْهُ اللَّهُ وَلَنْ تُعْطُوا عَطَاءَ خَيْرٍ أَوْ وَسِعَ مِنَ الصَّبْرِ -

حضرت ابوسعید الخدری - رضی اللہ عنہ - نے ارشاد فرمایا:

انصار کے چند آدمی آئے تو انہوں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مال

مانگا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں عطا فرمایا۔

راوی کا بیان ہے۔

ان میں سے جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتا جاتا آپ اسے عطا فرماتے جاتے حتیٰ کہ جو مال آپ کے پاس تھا ختم ہو گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں دے دیا ہر وہ مال جو آپ کے پاس تھا تو ارشاد فرمایا ہمارے پاس جو بھی مال ہے وہ ہم تم سے بچا کر ذخیرہ کر کے نہیں رکھتے (سن لیجئے) جو سوال کرنے سے بچنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بچا لیتا ہے اور جو لوگوں سے بے نیازی اختیار کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو بتکلف صبر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے حقیقی صبر کی توفیق عطا فرمادیتا ہے اور تمہیں کسی عطیہ سے نہیں نوازا گیا جو صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر ہو۔

تو اللہ تعالیٰ اس صابر کیلئے جنت میں ایک مکان بنانے کا حکم ارشاد فرماتا ہے۔ یہ فرشتے، یہ نوری مخلوق اس آدمی کیلئے جنت میں ایک حکم الہی سے محل بناتے ہیں اور اس کا نام بیت الحمد رکھا جاتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس صابر کو انعام ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے بشارت ہے کہ اس کا خالق و مالک اس سے ناراض نہیں بلکہ اللہ الکریم اس سے خوش ہے۔ یاد رکھے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بہت بڑی دولت ہے۔

ومن يتصبر يصبره الله :

۱۔ جو بتکلف صبر کرتا ہے اللہ اسے حقیقی صبر کی توفیق دے دیتا ہے۔

۲۔ جو صبر کرتا ہے اللہ اسے صبر کا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لطف و کرم والا ہے اس کی عنایات لامتناہی ہیں وہ صبر کرنے والے کو نوازتا ہے تو خوب نوازتا ہے اس کے نوازنے کا

ایک انداز درج ذیل ہے حدیث پاک میں ملاحظہ ہو:

وَعَنْ أَبِي مُوسَى - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وآلِهِ وَسَلَّمَ - : إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا .

المستدرک للحاکم	جلد ۱	صفحہ ۳۴۱
قال الحاکم:	هذا حدیث صحیح علی شرط البخاری ولم یخرجہما	
السنن الکبریٰ	جلد ۳	صفحہ ۵۲۵
صحیح ابن حبان	جلد ۷	صفحہ ۱۹۳
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ حسن	
سنن ابی داؤد	جلد ۲	صفحہ ۲۰۰
صحیح سنن ابی داؤد	جلد ۲	صفحہ ۲۷۱
قال الالبانی:	حسن	
ارو الغلیل	جلد ۲	صفحہ ۳۴۵
الترغیب والترہیب	جلد ۴	صفحہ ۱۸۲
قال المحقق:	صحیح	
صحیح الترغیب والترہیب	جلد ۳	صفحہ ۳۳۶
قال الالبانی:	لغیرہ	
مشکاۃ المصابیح	جلد	صفحہ
المسند احمد	جلد ۱۴	صفحہ ۵۴۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح	
صحیح البخاری	جلد ۲	صفحہ ۹۲۱
کنز العمال	جلد ۳	صفحہ ۳۰۳
فتح الباری	جلد ۷	صفحہ ۱۶۸

ترجمة الحديث:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عیدِ مومن جب بیمار ہوتا ہے یا سفر پر روانہ ہوتا ہے تو اس کیلئے اتنے ہی اعمالِ صالحہ کا اجر و ثواب رکھا جاتا ہے جو وہ مقیم و صحت مند ہونے پر کیا کرتا تھا۔



حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اس امت پر اللہ ذوالجلال والکرام کا کتنا فضل و کرم ہے بندہ مومن حالتِ صحت میں روانہ فرائض کے علاوہ کثرت سے نوافل ادا کرتا ہے۔ ذکرِ الہی سے اپنی روح کو تروتازہ کرتا ہے مشاغلِ دنیا سے رخ موڑ کر مساجد کا رخ کرتا ہے وہاں بیٹھ کر اللہ کی یاد کے مزے لوٹتا ہے تلاوتِ قرآن کریم کرتا ہے تسبیح و تقدیس سے اپنے من کو اجلا کرتا ہے الغرض ہر وقت وہ کسی فعلِ خیر میں لگن رہتا ہے اسے اگر بیماری آجائے یا اسے کسی سفر پر جانا پڑ جائے تو حالتِ بیماری میں صبر کا دامن تھامنے والا مصائبِ سفر کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے والا نسبتِ غلامی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل کسی درجہ فیروز بخت ہے کہ جو امور وہ حالتِ صحت میں اور اپنے وطن میں کرتا تھا اگر بیماری کی وجہ سے یا سفر کی وجہ سے وہ نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر و ثواب فرشتوں سے لکھواتا رہتا ہے کیونکہ بیماری کا یہ عارضہ اللہ کی طرف سے ہے اگر وہ صحیح و صحت مند ہوتا تو یقیناً یہ امور بجالاتا چونکہ اب وہ بیمار ہے اور بیماری منِ جانب اللہ ہے اللہ تعالیٰ اس حالتِ بیماری میں اس کی تلاوتِ قرآن اس کی تسبیحات، اس کے نوافل و جمیع فصلِ خیرات کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھواتا رہتا ہے یہ ایک صابر پر نسبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم کو انسانی پیمانوں پر نہیں تو لا جاسکتا۔

مومن ہر حالت میں بہتر ہے

عَنْ أَبِي يَحْيَى ، صُهَيْبِ بْنِ سَنَانَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ ، وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ : إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ .

مشكاة المصابيح	رقم الحديث (۵۲۹۷)	جلد ۳	صفحہ ۱۳۲
مصباح السنن	رقم الحديث (۴۰۹۰)	جلد ۳	صفحہ ۲۴۵
صحیح مسلم	رقم الحديث (۲۹۹۹)	جلد ۱۱	صفحہ ۷۲۷۸
اتحاف السادة المتقين		جلد ۸	صفحہ ۱۴۰
الترغيب والترهيب قال المحقق: صحیح	رقم الحديث (۴۹۷۸)	جلد ۴	صفحہ ۱۷۱
صحیح ابن حبان قال شعب الازنودط: اسناده صحیح علی شرط مسلم	رقم الحديث (۲۸۹۶)	جلد ۷	صفحہ ۱۵۵
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحديث (۶۵۵۴)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۶
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحديث (۷۳۷۱۶)	جلد ۸	صفحہ ۴۷
مسند احمد قال حمزه احمد الزین: اسناده صحیح	رقم الحديث (۱۸۸۴۶)	جلد ۱۴	صفحہ ۳۲۳
کنز العمال	رقم الحديث (۷۱۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۵



ترجمة الحديث:

حضرت ابو یحییٰ صہیب بن سنان - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - نے ارشاد فرمایا:

مومن کے تمام معاملات عجیب ہیں اس کے ہر کام میں اس کے لئے بہتری ہے اور یہ چیز مومن کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوشی حالی نصیب ہو، تو اس پر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اگر اسے تنگی پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔



یہی حدیث پاک صحیح ابن حبان میں ملاحظہ ہو:

اخبرنا ابو یعلیٰ ، قال حدثنا شیبان بن فروخ ، قال حدثنا سلیمان بن

المغيرة ، عن ثابت عن عبد الرحمن بن ابي يعلى

عَنْ صُهَيْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَاءٌ شَكَرَ وَإِنْ

أَصَابَتْهُ ضَرَاءٌ صَبَرَ وَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ -

حضرت صہیب - رضی اللہ عنہ - سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

مومن کا معاملہ حیران کن ہے اس کے تمام امور سراپا خیر ہیں اگر اسے خوشحالی ہو تو شکر کرتا ہے اور اگر اسے تنگدستی آئے تو صبر کرتا ہے یہ (اس کا شکر و صبر کرنا) اس کیلئے خیر و بھلائی ہے یہ سعادت صرف مومن کیلئے ہی ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل کے کلمات ملاحظہ ہوں:

حدثنا بهزو وحجاج قالا حدثنا سليمان بن المغيرة عن ثابت عن عبد الرحمن بن ابي يعلى عن صهيب . قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عَجِبْتُ مِنْ أَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَ الْمُؤْمِنِ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَاءٌ شَكَرَ كَانَ ذَلِكَ لَهُ خَيْرًا وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَاءٌ فَصَبَرَ كَانَ ذَلِكَ لَهُ خَيْرًا .

حضرت صحیب - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے دین کے معاملات سے تعجب ہوا کہ اس کے تمام معاملات اس کیلئے بھلائی ہی بھلائی ہیں اور یہ سعادت سوائے مومن کے کسی اور کیلئے نہیں ہے۔

اگر اسے خوشحالی پہنچے تو شکر کرتا ہے یہ شکر کرنا اس کیلئے بہتر ہے اور اگر اسے تنگدستی پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اس کا صبر کرنا اس کے لئے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ایک مومن و مسلم پر کس درجہ کرم فرمایا ہے اس کے تمام معاملات خیر کی خیرات سے لبریز کر دیے وہ کسی بھی عالم میں اور

کسی بھی حالت میں خیر و بھلائی سے دور نہیں بلکہ اللہ ذوالجلال کی رحمتیں ہر وقت اس پر سایہ فگن رہتی ہیں۔

خوشحالی و فارغ بالی میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا شیوہ مسلمانانہ ہے۔ ایک مسلم و موحد پر جب اللہ تعالیٰ کی عنایات کی برسات ہوتی ہے تو اس کی زبان قلب و قالب ہر لمحہ شکر سے تروتازہ رہتی ہے۔ کبھی صلاۃ ادا کر کے، کبھی روزہ رکھ کر، کبھی صدقہ خیرات کر کے، کبھی امر بالمعروف سے اور کبھی نہی عن المنکر سے اور کبھی تسبیح و مناجات سے اور کبھی رات کے استغفار اور دعاء سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اس کا شکر ادا کرنا بھی اس کی کرم نوازی سے ہے اللہ تعالیٰ کے شکر کی توفیق بھی منجانب اللہ ہے۔

مومن کو اگر تنگی کے دن دیکھنے پڑیں، پریشانیاں اور مصیبتیں اسے گھیر لیں تو وہ جزع و فزع نہیں کرتا جس سے اس کا خالق و مالک ناراض ہو بلکہ وہ صبر کا پیکر بن کر ان حالات کی تنگی سے سرخرو ہو کر نکلتا ہے اس کا یہ صبر کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا محبوب ہے اور یہ صبر خیر و برکت سے لبریز ہے اس میں بھلائی اور بہتری ہے۔ بندہ بندہ ہے اسے مالک و خالق کی رضا پر راضی رہنا ہی زیب دیتا ہے۔ اور یہی اس کے سعید ہونے کی علامت ہے۔

إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ:

مومن ہر حالت میں بہتر ہے اگر وہ بیمار ہے اور حالت بیماری میں بھی اللہ کی حمد کرتا ہے تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا کتنا کرم ہے ملاحظہ ہو:

عَنْ عَطَا بْنِ بَسَارٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ بَعَثَ إِلَيْهِ مَلَكَينِ فَقَالَ: انظُرُوا مَاذَا يَقُولُ

لِعَوَادِهِ فَإِنْ هُوَ إِذْ جَاوَوْهُ حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ رَفَعَا ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلِمُ
فَيَقُولُ إِنَّ لِعَبْدِي عَلِيٍّ إِنْ تَوَقَّيْتُهُ إِنْ أُدْخِلْتَهُ الْجَنَّةَ وَإِنْ شَفَّيْتُهُ أَنْ أُبَدِّلَهُ لَحْمًا
خَيْرًا مِنْ لَحْمِهِ، وَدَمًا خَيْرًا مِنْ دَمِهِ وَأَنْ أَكْفَرَ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ .

ترجمة الحديث:

حضرت عطا بن بسار - رضی اللہ عنہ - سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ - صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم - نے ارشاد فرمایا: جب بندہ مومن بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس دو فرشتے بھیجتا
ہے تو ان سے فرماتا ہے دیکھو میرا یہ بندہ تیمارداری کرنے والوں سے کیا کہتا ہے۔ پس اگر وہ
تیمارداری کرنے والے اس کے پاس آئیں تو وہ بیمار اللہ کی حمد کرے اور اس کی ثناء کرے تو یہ دو
نوں فرشتے اللہ کی بارگاہ میں اس کو لیکر بلند ہوتے ہیں حالانکہ وہ ان سے بہتر جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے: اس میرے بندے کیلئے میرے ذمہ کرم پر ہے کہ اگر میں اسے اس بیماری میں وفات
دوں تو اسے جنت داخل کروں گا اور اگر اسے شفاء عطا کروں تو میں اس کے لحم (گوشت) کے
بدلے بہتر لحم (گوشت) عطا فرماؤں گا اور اس کے دم خون کے بدلے بہتر دم خون عطا فرماؤں گا
اور میں اس بیماری کے ذریعے اس کے گناہ معاف کر دوں گا۔

الموطا امام مالک	جلد ۲	صفحہ ۹۴۰
کنز العمال	جلد ۳	صفحہ ۳۱۰
اتحاف السادة المتقين	جلد ۹	صفحہ ۵۲۵
جامع الاصول	جلد ۵	صفحہ ۵۵۹

سبحان اللہ! مومن ہر حال میں خیر و بھلائی سے لبریز ہے۔ اگر وہ بیمار بھی ہو جائے پھر بھی اس کیلئے گھائے کا سوا نہیں ہے۔ حالت بیماری میں پہلا کرم تو یہ ہوتا ہے کہ حالت صحت میں وہ جو جو اعمال صالحہ سرانجام دیتا تھا اس کا مسلسل اجر و ثواب ملتا ہے اور اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوتی۔ کیا مومن کے لئے اللہ جل جلالہ کی طرف سے یہی انعام کافی نہیں لیکن اللہ الکریم کا کرم جو بن پر ہے اس نے مزید یہ انعام دیا کہ اگر اس کی زندگی کی سانسیں پوری ہو چکی ہیں تو اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ دائمی وابدی راحتوں میں پہنچا تا جائے گا اور اگر اس کی زندگی باقی ہے اور اسے دوبارہ صحت مند ہونا ہے تو اللہ الکریم اس کے گوشت کے بدلے بہتر گوشت اور اس کے خون کے بدلے بہتر خون عطا فرمائے گا اب جب بہتر گوشت و خون والا ہوگا تو پھر اس کی بقیہ زندگی مزید عبادت و ریاضت میں بسر ہوگی اور تقویٰ و خوفِ خدا کی مزید سعادت سے ہمکنار ہوگا۔

اور اس مرد مومن کیلئے تیسرا کرم یہ ہوگا کہ اس کی سینات کو مٹا دیا جائے گا اس کے گناہ ختم کر دے جائیں گے اور اس کا باطن معصیتوں کے داغوں سے مبرا ہوگا۔

فلک الحمد یا اللہ مل السموات والارض۔

وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : ((إِذَا ابْتَلَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ بِلَاءٍ فِي جَسَدِهِ ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمَلَكِ : اكْتُبْ لَهُ صَالِحَ عَمَلِهِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ ، وَإِنْ شَفَاهُ غَسَلَهُ وَطَهَّرَهُ ، وَإِنْ قَبَضَهُ غَفَرَلَهُ وَرَحِمَهُ)) .

الترغيب والترهيب	رقم الحديث (٥٠١٥)	جلد ٣	صفحہ ١٨٥
صحیح الترغيب والترهيب	رقم الحديث (٣٣٢٢)	جلد ٣	صفحہ ٣٣٦
قال الابانبي:	هذا حديث حسن صحيح		

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی کو جسمانی تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تو عزت و جلال والا اللہ فرشتے سے فرماتا ہے۔ اس مریض کے وہ تمام نیک اعمال لکھتے جاؤ (جو وہ حالت صحت میں کیا کرتا تھا) اگر اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے شفاء عطا کرے تو اسے دھو دیتا ہے۔ اور اسے طیب و طاہر کر دیتا ہے اور اگر اس بیماری میں اس کی جان لے لے تو اس کی مغفرت فرماتا ہے اور اس پر رحم فرماتا ہے۔



صفحہ ۲۳۲	جلد ۷	رقم الحدیث (۲۲۳۳)	مسند ابی ایعلیٰ الموصلی قال حسین سلیم اسد:
		اسنادہ حسن	
صفحہ ۲۳۳	جلد ۷	رقم الحدیث (۲۲۳۵)	مسند ابی ایعلیٰ الموصلی
صفحہ ۳۳	جلد ۳	رقم الحدیث (۳۸۱۲)	مجمع الزوائد
صفحہ ۴۹۱	جلد ۱	رقم الحدیث (۱۵۶۰)	مشکاۃ المصابیح
صفحہ ۲۳۱	جلد ۵	رقم الحدیث (۱۲۳۰)	شرح السنۃ
		ہذا حدیث حسن	قال البغوی:
صفحہ ۴۷۹	جلد ۱۰	رقم الحدیث (۱۲۳۲)	المسند احمد
		اسنادہ حسن	قال حمزہ احمد الزین:
صفحہ ۲۳۵	جلد ۱۱	رقم الحدیث (۱۳۶۲۷)	المسند احمد
		اسنادہ حسن	قال حمزہ احمد الزین:

ایک عبد مسلم کو اس عالم ناپائیدار کے گزرنے والے لمحات کی قدر کرنی چاہیے اسے حالتِ صحت و عافیت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیے اس کے حضور سر بندگی جھکا کر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ کا کیف لینا چاہیے حسنِ خلق کا پیکر ہو چاہیے اور سخاوت کو شعار بنانا چاہیے۔

اللہ کبھی صحت سے نوازتا ہے تو کبھی بیماری بھی لاحق کر دیتا ہے وہ دونوں حالتوں میں بندہ مومن کو آزما تا ہے اگر حالتِ صحت میں وہ شکر کرے اور اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہے اور خیر میں دلچسپی لی اور بھلائے کے کام بڑھ چڑھ کر کئے تو جب اس کو بیماری لاحق ہو تو یہ اللہ کی آزمائش کا ایک اور طریقہ ہے اس میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اور جتنا ہو سکے اسے یاد کرے۔ ظاہر بات ہے کہ بیماری کی حالت میں معمولات میں فرق آ جاتا ہے لیکن اللہ کے عبد مطمع کو زیادہ فکر مند نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر لمحہ اسے ہی یاد کرنا چاہیے اس کا فائدہ یہ ہوگا بیماری کی حالت میں صبر کرنے والا اسے ان تمام معمولات کا مسلسل اجر و ثواب ملتا رہے گا۔ جو وہ حالتِ صحت میں خوشی سے کیا کرتا تھا۔

تو گویا یہ بیماری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اہل ایمان کیلئے نعمت کا درجہ رکھتی ہے اور نعمت میں نیکیوں سے مالا مال کر جاتی ہے۔

حالتِ بیماری میں گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ صبر کا دامن تھامے رکھنا چاہیے جب عبد مسلم بیماری سے شفاء یاب ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو دھو دے گا اور اسے طاہر کر دے گا۔ غور کیجئے انسان اپنے باطن کو کتنا بھی دھونا چاہیے یا پاک کرنا چاہیے پھر بھی وہ کما حقہ پاک نہیں کر سکتا کچھ نہ کچھ میل باقی رہ جائے گی لیکن اگر پاک و صاف کرنے والا اور دھونے والا خود رب العالمین ہو تو پھر لوحِ دل ہر قسم کی میل و ظلمت سے پاک ہوگی۔

اور اگر اللہ کا فیصلہ ہے کہ اس بیماری کے بعد عبد مسلم کو دنیا سے لے جانا ہے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اس کا وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت ہوگی اور اس پر رحم ہوگا۔ مغفرت کے سبب عذابِ قبر سے محفوظ ہوگا، نارِ جہنم سے بچ جائے گا اور رحمت کے سبب جنت میں داخل ہوگا اور ابدی و دائمی انعامات سے مالا مال ہوگا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ الرَّجُلَ لَيَكُونُ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ الْمَنْزِلَةُ فَمَا يَبْلُغُهَا بِعَمَلٍ : فَمَا يَزَالُ اللَّهُ يَبْتَلِيهِ بِمَا يَكْرَهُ حَتَّى يَبْلُغَهُ إِيَّاهَا .

المستدرک للحاکم	جلد ۱	صفحہ ۳۲۲
قال الحاکم:	هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه	
تلخیص بذیل المستدرک	جلد ۱	صفحہ ۳۲۲
قال الذہبی:	صحیح الاسناد	
صحیح الجامع للالبانی	جلد ۱	صفحہ ۳۳۵
قال الالبانی:	حسن	
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	جلد ۶	صفحہ ۱۸۹
الترغیب والترہیب	جلد ۳	صفحہ ۱۷۷
قال المحقق:	حسن	
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	جلد ۱۰	صفحہ ۲۸۳
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح	
صحیح ابن حبان	جلد ۷	صفحہ ۱۶۹
قال شعب الارنؤوط:	اسنادہ حسن	

ترجمة الحديث:

بندہ مومن کا درجہ اللہ کے ہاں وہ ہوتا ہے کہ وہ اس درجہ تک عمل سے نہیں پہنچ سکتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو کسی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے تو وہ اس ذریعہ سے اسے اس درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔

۳۳۹ صفحہ	جلد ۲	رقم الحدیث (۲۴۲۰)	المطالب العالیۃ
۲۰۰ صفحہ	جلد ۲	رقم الحدیث (۳۰۹۰)	سنن ابی داؤد
۲۷۱ صفحہ	جلد ۲	رقم الحدیث (۳۰۹۰) صحیح	صحیح سنن ابی داؤد قال الالبانی:
۱۷۹ صفحہ		رقم الحدیث (۶۹۳)	موارو النظمان

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال مبارک پر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی کیفیت

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا ثَقَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : وَكَرْبُ أَبَتَاهُ ! فَقَالَ : ((لَيْسَ عَلَيَّ أَبِيكَ كَرْبٌ "بَعْدَ الْيَوْمِ")) فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ : يَا أَبَتَاهُ ! أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ ، يَا أَبَتَاهُ ! جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَا وَاوَاهُ ، يَا أَبَتَاهُ ! إِلَى جَبْرِيلَ نُنْعَاهُ ؛ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْتُوا عَلَيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ ؟ .

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۶۱۳)	جلد ۱۳	صفحہ ۵۸۲
صحیح البخاری مع الفتح	رقم الحدیث (۴۴۶۲)	جلد ۸	صفحہ ۱۳۹
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۶۲۹)	جلد ۲	صفحہ ۳۰۰
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۳۳۰)	جلد ۲	صفحہ ۵۳
قال الالبانی:	حسن صحیح		
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح (بالفاظ مختلفہ)		
مشکاۃ مع المرقاة	رقم الحدیث (۵۹۶۱)	جلد ۱۱	صفحہ ۱۰۷
مسند احمد	رقم الحدیث (۱۲۳۷۴)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۵۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بیمار ہو گئے تو آپ پر کرب و اضطراب چھانے لگا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پکار اٹھیں ہائے ابا جان کی تکلیف! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد تمہارے ابا پر کرب و تکلیف نہیں ہوگی، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے ابا جان! رب تعالیٰ نے انہیں بلایا تو انہوں نے رب کے بلانے پر لبیک کہا ہائے ابا جان! جنت الفردوس ان کا ٹھکانا ہے ہائے ابا جان! جبریل امین کو ہم آپ کے وصال کی خبر دیتے ہیں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

کیا تمہارے نفسوں نے گوارا کیا ہے کہ تم حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر

پر مٹی ڈالو۔



صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۸۴۳)	جلد ۲	صفحہ ۱۳
قال الالبانی:	صحیح		
دلائل البوۃ (الفاظ مختلفہ)		جلد ۷	صفحہ ۲۱۲
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۴۱۷)	جلد ۲۲	صفحہ ۱۰۲۹
مسند دارمی	رقم الحدیث (۸۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۲۳
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۷۱۶۲)	جلد ۴	صفحہ ۱۱۸

سنن ابن ماجہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

حدثنا نصر بن علی ، ثنا عبد الله بن الزبير ابو الزبير: ثنا ثابت البناني

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ

لَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُرْبِ الْمَوْتِ مَا وَجَدَ

قَالَتْ فَاطِمَةُ :

وَ أَكْرَبَ أَبْتَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا كُرْبَ عَلَيَّ

أَبِيكَ بَعْدَ الْيَوْمِ إِنَّهُ قَدْ حَضَرَ مِنْ أَبِيكَ مَا لَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ أَحَدًا الْمَوَاتَا فَاةُ يَوْمِ

الْقِيَامَةِ"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت وصال جتنا کرب پانا تھا پایا حضرت فاطمہ

رضی اللہ عنہا (یہ دیکھ کر بولیں) ہائے ابا جان کا کرب واضطراب! تو حضور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

تیرے ابا پر آج کے بعد کوئی کرب نہیں تیرے ابا کے پاس وہ آیا ہے جو کسی کو بھی

چھوڑنے والا نہیں۔ اب ملاقات قیامت کو ہوگی۔

حدثنا علی بن محمد ، ثنا ابو اسامة ، حدثني حماد بن زيد ، حدثني

ثابت

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ :

قَالَتْ لِي فَاطِمَةُ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا - يَا أَنَسُ كَيْفَ سَخَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ
تَحْتُوا التُّرَابَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ؟

حضرت انس بن مالک - رضی اللہ عنہ - نے فرمایا:

حضرت فاطمہ الزہراء - رضی اللہ عنہا - نے مجھ سے فرمایا:

اے انس! تمہاری جانوں نے کیسا گوارا کیا کہ تم حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
جسد اطہر پر مٹی ڈالو۔



یہ جہان دارفانی ہے یہ جہاں قیام گاہ نہیں بلکہ گزرگاہ ہے اس جہاں میں جو بھی آیا اسے
ایک دن جانا ہی ہے بڑے بڑے باجبروت حکمران آئے بڑے کروفر والے بادشاہ آئے اس
جہاں میں اپنے پاؤں جمانے کی کوشش کی لیکن آج تک کسی کے پاؤں نہ جم سکے۔

جس ذات اقدس و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سارا جہاں پیدا کیا گیا جن کے سر
انور پر رحمتہ للعالمین کا تاج پوری آب و تاب کے ساتھ چمکا جن کا سحاب کرم جب برسا تو خوب
برسا جن کی نگاہ کرم جب اس عالم رنگ و بو پر پڑی تو یہ عالم نغمہ توحید سے گونج اٹھا لیکن جب ان

کے جانے کا وقت آیا وہ بھی اس جہاں کو خیر باد کہہ گئے جب حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جہاں سے چلے گئے تو آپ کے بعد کسی کی کیا حیثیت ہے یہاں جو آیا اسے ایک دن جانا ہے۔

حضور سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ -

لوگوں میں سب سے زیادہ تکالیف انبیاء کرام پر نازل ہوئیں جس کا جتنا بڑا مرتبہ ہے اتنی ہی زیادہ اسے تکلیفیں پہنچیں چونکہ اس بھری کائنات میں سب سے افضل و اعلیٰ اور سب سے برتر ذات، ذات خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لئے سب سے زیادہ تکالیف بھی آپ کے حصے میں آئیں۔

زیر نظر حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے کوچ کا وقت ہے اس وقت آپ کی تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے یہ تکلیف میں شدت اس لئے کہ یہ آپ کے علو درجہ پر دلالت کرے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کل اگر کسی کو تکلیف ہو، جان کنی کے وقت اضطراب میں اضافہ ہو تو اس کے بارے میں کسی بدگمانی میں مبتلا نہ ہوا جائے بلکہ یہ اضطراب و بے چینی بسا اوقات مرتبہ کے بلند ہونے پر دلالت کرتی ہے اور جو خوش نصیب سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فدائی ہے اور ذاتِ حبیب کبریا میں فانی ہے جب اس کا آخری وقت آتا ہے تو کرب و اضطراب ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔

حضرت فاطمہ الزہراء جگر گوشہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کیفیت کو دیکھ کر خود مضطرب ہو جاتی ہیں۔ اور بے ساختہ ان کی زبان سے نکلتا ہے:

وَ أَكْرَبَ أَبْتَاهُ -

ہائے میرے ابا کا کرب و اضطراب۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر بھی صبر کی تلقین کرتے ہیں اور اپنی جگر پارہ کو بایں الفاظ وضاحت کرتے ہیں کہ:

لَيْسَ عَلَيَّ أَبِيكَ كَرْبٌ "بَعْدَ الْيَوْمِ -

آج کے بعد تیرے ابا پر کرب و اضطراب نہیں۔

یعنی آج کا دن جاگنی کا دن ہے اس دن کرب و اضطراب ان لوگوں کی تسلی و تشفی کے لئے ہے جو اس عالم سے رخصت ہوتے کرب میں مبتلا ہوتے ہیں ورنہ یہاں کرب کا کیا کام۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے مزار پر انوار کے اندر، اپنے روضہ مقدسہ میں محو استراحت ہیں کیونکہ انہیں ان کے حبی و قیوم اللہ نے حیاتِ جاودانی عطا فرمائی ہے۔

الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ " فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ -

انبیاء کرام اپنے اپنے مزارات میں زندہ ہیں اور صلوات (نمازیں) بھی ادا فرماتے ہیں۔ اس حدیث پاک کی صحت کے بارے میں سرزمین عرب کے مشہور نقاد علامہ ناصر الدین البانی لکھتے ہیں:

وَقَدْ كُنْتُ بُرْهَةً مِنَ الدَّهْرِ أَرَى أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ ضَعِيفٌ " لِظَنِّي أَنَّهُ مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ ابْنُ قَتَيْبَةَ - كَمَا قَالَ الْبَيْهَقِيُّ - وَلَمْ أَكُنْ قَدِ وَقَفْتُ عَلَيْهِ فِي (مُسْنَدِ أَبِي يَعْلَى وَأَخْبَارِ أَصْبَهَانَ) فَلَمَّا وَقَفْتُ عَلَى إِسْنَادِهِ فِيهِمَا تَبَيَّنَ لِي أَنَّهُ إِسْنَادٌ قَوِيٌّ " وَأَنَّ التَّفَرُّدَ الْمَذْكُورَ غَيْرُ صَحِيحٍ وَلِذَلِكَ بَادَرْتُ إِلَى إِخْرَاجِهِ فِي هَذَا الْكِتَابِ تَبَرُّةً لِلذِّمَّةِ وَأَدَاءً لِلْأَمَانَةِ الْعِلْمِيَّةِ ، وَلَوْ أَنَّ ذَلِكَ قَدْ يَفْتَحُ الطَّرِيقَ

لِجَاهِلٍ أَوْ حَاقِدٍ إِلَى الطَّعْنِ وَالْغَمَزِ وَاللَّمَزِ فَلَسْتُ أَبَالِي بِذَلِكَ مَا دُمْتُ أَنِّي
 أَقُومُ بِوَجِبِ دِينِي أَرْجُو ثَوَابَهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَحَدَهُ - فَإِذَا رَأَيْتَ أَيُّهَا الْقَارِئُ
 الْكَرِيمُ فِي شَيْءٍ مِنْ تَالِيفِي خِلَافَ هَذَا التَّحْقِيقِ فَاصْرُبْ عَلَيْهِ وَاعْتَمِدْ هَذَا
 وَعُضَّ عَلَيْهِ بِالنَّوَاجِدِ - فَإِنِّي لَا أَظُنُّ أَنَّهُ يَتَيَسَّرُ لَكَ الْوُقُوفُ عَلَى مِثْلِهِ وَاللَّهُ
 وَلِيُّ التَّوْفِيقِ -

عرصہ دراز تک میں اس حدیث کو ضعیف کہتا رہا کیونکہ میرا گمان تھا کہ اس حدیث کی روایت میں ابن قتیبہ متفرد ہے۔ جیسے امام بیہقی نے فرمایا ہے میں مسند ابی یعلیٰ موصلی اور اخبار اصفہاں میں روایت شدہ اس حدیث پاک سے مطلع نہ تھا۔ جب میں نے ان دونوں کتابوں میں اس کی سند کو ملاحظہ کیا تو یہ بات بالکل عیاں ہو گئی کہ اس کی سند قوی ہے اور صرف ابن قتیبہ کا تفرد درست نہیں اس لئے میں نے اس کتاب سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ میں اس کی بسرعت تخریج کر دی ہے تاکہ ذمہ داری سے براءت حاصل کروں اور علمی امانت کو ادا کروں اگرچہ یہ بات جاہل اور کینہ پرور شخص کو طعن و تشنیع اور اتہام کا موقع فراہم کرے گی لیکن مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں جب تک میں اپنے دینی فرائض سرانجام دیتا رہوں گا اور اللہ وحدہ لا شریک سے اجر و ثواب کا امیدوار رہوں گا۔

محترم قارئین کرام! اگر آپ میری تالیفات میں اس تحقیق کے خلاف کوئی بات دیکھیں تو اسے پرے پھینک دیجئے اور اس پر اعتماد کیجئے اور اس تحقیق کو مضبوطی سے تھام لیجئے۔ میرے گمان میں ایسی تحقیق آپ کو کہیں اور نہیں ملے گی۔

وَاللَّهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ -

(۱) سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ از البانی ۲/۱۹۰

نواسے کے وصال کے وقت حضور ﷺ کی

آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے

وَعَنْ أَبِي زَيْدٍ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَبِيبِهِ وَأَبْنِ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : أُرْسِلَتْ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ ابْنِي قَدْ احْتَضَرَ فَأُشْهِدُنَا ، فَأُرْسَلُ يُقْرَأُ السَّلَامَ وَيَقُولُ : ((إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ ، وَلَهُ مَا أَعْطَى ، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى ، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) فَأُرْسِلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لِيَأْتِيَنَهَا . فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ، وَأَبِيُّ بَنُ كَعْبٍ ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ ، وَرِجَالٌ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ - فَرَفَعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ ، فَأَقْعَدَهُ فِي حِجْرِهِ وَنَفْسُهُ تَقْعَقُعُ ، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ ، فَقَالَ سَعْدُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! مَا هَذَا ؟ فَقَالَ : ((هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ تَعَالَى فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ)) وَفِي رِوَايَةٍ : ((فِي قُلُوبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحْمَاءَ)) . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
وَمَعْنَى ((تَقْعَقُعُ)) : تَتَحَرَّكُ وَتَضْطَرِبُ -

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۹۲۳)	جلد ۲	صفحہ ۲۶
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۴۳۸)	جلد ۳	صفحہ ۲۳۲۶

ترجمة الحديث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے پیغام بھیجا میرے بیٹے کا آخری وقت ہے آپ ہمارے ہاں تشریف لائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً پیغام بھیجا کہ آپ سلام

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۲۸۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۸۳
ریاض الصالحین	رقم الحدیث (۲۹۱)		صفحہ ۷۰
مسند الاحمد	رقم الحدیث (۲۱۶۷۳)	جلد ۱۶	صفحہ ۹۲
قال حمزه احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۲۵)	جلد ۲	صفحہ ۲۱۰
قال الالبانی:	صحیح		
فتح الباری	رقم الحدیث (۱۲۸۳)	جلد ۳	صفحہ ۱۵۱
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۵۸۸)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۵
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۵۸۸)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۵
السنن الكبرى للبيهقي	رقم الحدیث (۷۱۳۹)	جلد ۴	صفحہ ۱۱۳
قال البيهقي:	رواه مسلم في الصحيح		
سنن النسائي		جلد ۴	صفحہ ۲۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۸۶۷)	جلد ۲	صفحہ ۲۰
قال الالبانی:	صحیح		
مصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۶۶۷۰)	جلد ۳	صفحہ ۵۵۱
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۹۸)	جلد ۱	صفحہ ۳۸

فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں:

جو اللہ تعالیٰ لے وہ اسی کا ہے اور جو دے وہ بھی اسی کا اور ہر چیز اس کے ہاں ایک مقررہ وقت تک ہے اس لئے انہیں (میری صاحبزادی کو) صبر کرنا چاہیے اور اللہ سے ثواب کی امید رکھنی چاہیے۔

آپ کی صاحبزادی صاحبہ نے دوبارہ آپ کی طرف پیغام بھیجا اور قسم دیتے ہوئے عرض کی کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور چند دیگر افراد اٹھے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ کی معیت میں ان کے گھر تشریف لے گئے) بچہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا تو اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گود مبارک میں بٹھالیا جبکہ اس بچے کی جان بے چین و مضطرب تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت سعد نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ رحمت و شفقت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ودیعت فرماتا ہے اور ایک روایت میں ہے:

یہ رحمت و شفقت ہے جسے اللہ تعالیٰ جن بندوں کے دلوں میں چاہتا ہے رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے انہیں پر رحم فرماتا ہے جو خود رحم کے وصف سے متصف ہوتے ہیں۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تَقَعُّعُ کا معنی ہے متحرک و مضطرب ہونا۔



حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کا آخری وقت آ گیا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے بیٹے پر جان کنی کا وقت ہے میرے ہاں تشریف لائیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف پیغام لے جانے والے سے فرمایا پہلے میرا سلام کہنا پھر کہنا:

”إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أُعْطِيَ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ
وَلْتَحْتَسِبْ“

بیشک اللہ ہی کے لئے ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز اس کے ہاں ایک مقررہ مدت تک ہے پس میری لخت جگر کو چاہے کہ وہ صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھے۔

إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ لَهُ مَا أُعْطِيَ :

کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور وہ کائنات کے ہر ذرے کا حقیقی مالک و مختار ہے۔ مالک مالک ہوتا ہے وہ اپنی مملوکہ چیز جس کو چاہے جتنے وقت کے لئے دے دے اور جب چاہے اس سے لے لے جب مالک اپنی چیز کو واپس لے تو جزع و فرع نہیں کرنی چاہے کیونکہ جس کی چیز تھی اس نے لے لی۔

انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اس کی اپنی جان اس کی اولاد اس کی دولت اس کی جائیداد، غرضیکہ ہر چھوٹی چیز یا بڑی چیز سب کا حقیقی مالک اللہ جل جلالہ ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَأَتَوْهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي اتَّكُمُ ۖ

اور انہیں اللہ کے اس مال سے دو جو اس نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔

یہ مال و دولت یہ اولاد و اطفال یہ علم و ہنر یہ جسم و جاں سب کچھ اللہ تعالیٰ کا عطا فرمودہ ہے۔ وہ جب چاہے لے لے یہ اس کی مرضی بندہ کو دائرہ بندگی میں رہتے ہوئے اس کے لے جانے پر وادیلانہیں کرنا چاہے۔ اور آپے سے باہر نہیں ہونا چاہے۔ بلکہ اس وقت ایسے کلمات زبان سے ادا کرنے چاہیں جن سے اس خالق و مالک کے حقیقی مالک و رب ہونے کا اظہار و اعلان ہوتا ہو۔

وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

اور بشارت دیجئے ان صابریں کو کہ جب ان تک کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ کیلئے ہیں اور ہم نے اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى :

یہ دنیا عرضی ہے دائمی نہیں یہ دنیا زوال پذیر ہے ابدی نہیں یہاں کی ہر چیز فنا کے داغ سے داغدار ہے یہاں کسی چیز کو دوام نہیں ہے۔ بقا و دوام صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے اس دنیا

میں جو آیا اسے ایک دن یہاں سے جانا ہے ہر تعمیر ہونے والی عمارت ایک دن گرنے والی ہے ہر بننے والا مکان تباہ ہونے والا ہے۔ اور ہر بستا شہرا جڑنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن کریم میں ان الفاظ مبارک میں بھی ذکر فرمایا:

وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ ۝۱

ہر چیز اللہ کے ہاں ایک مقدار تک ہے۔

پھر ہر قوم ایک معین مدت تک ہے ہر قوم کا ایک وقت مقرر ہے۔

لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ " إِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝۲

ہر قوم کی ایک مدت مقرر ہے جب ان کی مقررہ مدت آئے گی تو وہ نہ ایک لمحہ پیچھے ہو

سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔

اب زیر نظر حدیث پاک میں غور کیجئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نواسہ اگلے جہاں کی تیاری میں ہے اس پر وقت

نزع آچکا ہے۔ آپ کی صاحبزادی اور اس بچے کی ماں آپ کو بلا رہی ہے آپ جواباً پہلے پیغام

بھیجتے ہیں کہ ہر چیز اللہ کی ہے وہ خالق و مالک جب اپنی چیز واپس لے لے تو اس پر صبر ہی کیا

کرتے ہیں اور بس، پھر ایک قانون کی وضاحت فرمائی کہ ہر چیز اس جہاں میں ایک مقررہ وقت

تک ہے جب وہ وقت آ جائے گا تو اسے یہاں سے کوچ کر جانا ہوگا۔

(۱) سورۃ الرعد/۸

(۲) سورۃ یونس/۴۹

یہ وہ تعلیمات نبویہ ہیں جو ہر ایک کے لئے یکساں ہیں یہ نہیں کہ اوروں کو تو صبر کا درس دیا جائے لیکن جب اپنی باری آئے تو صبر کا دامن تارتا رکھ دیا جائے اوروں کو تو جزع و فزع اور واویلا سے منع کیا جائے لیکن جب اپنے خاندان کی باری آئے تو تمام حدود و قیود کو توڑ دیا جائے۔ ایسا انداز کسی اور کا تو ہو سکتا ہے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں۔ جہاں سب آپ کی نگاہ پاک میں یکساں ہیں اور ہر ایک کو اسلام کی سچی تعلیمات سے آگاہ کیا جا رہا ہے۔

فَارْسَلْتُ إِلَيْهِ تَقْسِمُ عَلَيْهِ لِيَأْتِيَنَهَا :

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی صاحبہ دوبارہ پیغام بھیجتی ہیں اور آپ کو قسم دیتی ہیں کہ میری ہاں ضرور تشریف لائیں۔ وہ سر اپا رحم و کرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگر گوشہ کی اس التجا کو شرف قبولیت سے نوازتے ہیں اور اپنے چند اصحاب کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ بچہ کی حالت نازک ہے اس پر جانکنی کی حالت ہے اس عالم میں بچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک میں دے دیا جاتا ہے اب بچہ مضطرب ہے اس کا سانس اکھڑ رہا ہے یہ کیفیت دیکھ امت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو آ جاتے ہیں۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے ان کے ذہن میں یہ تھا کہ ایسے موقع پر شاہد آنسو بہانا بھی جائز نہیں عرض کی یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپ بھی رو رہے ہیں؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ تَعَالَى فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ۔

یہ رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ودیعت فرمایا ہے۔
 آنسوؤں کا نکلنا اندرونی جذبات کا آئینہ دار ہے۔ آنسو کا آجانا اس بات کی دلیل ہے
 کہ اس کے دل میں محبت والفت کے جذبات ہیں اور یہ محبت والفت اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ
 ہے جو وہ اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی قریبی کا انتقال ہو جائے کوئی عزیز اس دنیا سے
 رخصت ہو جائے تو اس پر آنسو بہانا شریعت میں منع نہیں ہے بلکہ آنسوؤں کا نکل آنا اندرونی
 رحمت کا آئینہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شریعت مطہرہ پر عمل کی سعادت نصیب فرمائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت غلامی رکھنے والے کس درجہ فیروز بخت ہیں
 کہ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو حضور رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی تیمارداری کرتے ہیں
 وہ انسان کتنا سعید ہے جس کی تیمارداری خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں اور اس مرض و
 بیماری پر ہزار صحت قربان کر دی جائے جس کے نتیجے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم عیادت
 فرمائیں۔

حضور رحمت العالمین صرف اس دور کے افراد کے نبی نہ تھے بلکہ قیامت تک آنے
 والے مسلم کے نبی ہیں اور حضور فداہ ابی وای صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف و کرم صرف خیر القرون میں
 بسنے والوں پر نہ تھا بلکہ یہ محشر تک آنے والے ہر امتی پر ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دور
 میں بیماروں کی عیادت کرتے تھے تو اے مومن! مایوس نہ ہو وہ کرم والے نبی ہیں تو ذرا دل کے
 ہاتھوں سے ان کے در رحمت پر دستک دے تو سہی ہو سکتا ہے تیری دستک سے پہلے دستگیری ہو
 جائے وہاں ظاہری سح دھج نہیں دیکھی جاتی وہاں ظاہر و جسم پر نظر نہیں وہاں تو دل دیکھا جاتا ہے



دل میں ایمان کی بہاروں کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ وہ آج بھی کرم فرماتے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک لطف و کرم فرماتے رہیں گے۔

حضور رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی اپنی امت کی خبر گیری فرماتے ہیں اور اپنے احباب کو ان کی حالت بیماری میں شرف عیادت سے مشرف فرماتے ہیں۔

ملاحظہ ہو:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ایک بار مجھے بخار نے آیا اور بیماری نے طول پکڑا یہاں تک کہ زندگی سے ناامید ہو گیا اس دوران مجھ پر غنودگی طاری ہوئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ عبدالعزیز سامنے موجود ہیں اور فرماتے ہیں:

بیٹے! حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تیری بیمار پرسی کو تشریف لا رہے ہیں اور شاید تیری پائنتی کی طرف سے تشریف لائیں۔ اس لئے چار پائی کو اس طرح رکھنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تمہارے پاؤں نہ ہوں۔ یہ سن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا قوت گویائی نہ تھی حاضرین نے میرے اشارے پر چار پائی کا روخ پھیر دیا۔ اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کَیْفَ حَالِکَ یَا بُنَّیَّ؟ (اے میرے پیارے بیٹے کیسے ہو؟)

اس کلام کی لذت اس قدر غالب ہوئی کہ مجھ پر آہ و بکا اور وجد و اضطراب کی عجیب و غریب کیفیت طاری ہو گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس انداز سے اپنی بغل میں لیا کہ آپ کی داڑھی مبارک میرے سر پر تھی اور آپ کا سینہ میری آنکھوں سے تر ہو گیا پھر آہستہ آہستہ یہ وجد و اضطراب کی کیفیت حالت سکون میں بدل گئی۔ اس وقت میرے دل میں خیال

آیا کہ ایک مدت سے مومے مبارک کے حصول آرزو رکھتا ہوں کیا ہی کرم ہو کہ اس وقت تبرک عنایت فرمادیں میرے اس خیال سے آپ مطلع ہوئے اور داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیر کر دو مقدس بال میرے ہاتھ میں تھما دے پھر میرے دل میں خیال آئی کہ یہ دونوں مقدس بال عالم بیداری میں بھی میرے پاس ہیں گے یا نہیں اس کھٹکے پر مطلع ہو کر آپ نے فرمایا یہ دونوں بال عالم بیداری میں بھی باقی رہے گے۔ اس کے بعد آپ نے صحت کل اور طویل عمر کی خوشخبری سنائی اس وقت مرض سے افاقہ ہو گیا۔

سبحان اللہ! یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف و کرم ہے اور اللہ کی حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف و کرم کو کسی زبان و مکان کی حدود میں مقید نہیں کیا جاسکتا۔ آج بھی جو اس سعادت عظمیٰ سے بہرہ ور ہوتا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنی نسبتِ غلامی استوار کرے انشاء اللہ کسی دن کرم والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرمادیں گے۔

بچے کی وفات:

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک میں آپ کا نواسہ اللہ کو پیارا ہو جاتا ہے اس موقع پر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر فرمایا اور آپ کی صاحبزادی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے بھی خصوصی صبر کا مظاہرہ کیا۔ کوئی واویلا نہیں مچایا آہ و فغاں سے اجتناب کیا اور اللہ کی رضا پر راضی و شاکر رہیں۔

ایک حدیثِ پاک ملاحظہ ہو جس میں بچے کی وفات پر بندہ مومن کیلئے انعام کا ذکر ہے اور صبر کرنے والے کیلئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا واضح ذکر ہے۔

عن ابی موسیٰ الاشعری - رضی اللہ عنہ - قال : قال رسول اللہ -

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - :

إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللَّهُ لِمَلَائِكَتِهِ . قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ نَعَمْ ، فَيَقُولُ ، قَبَضْتُمْ ثَمْرَةَ فُؤَادِهِ؟ فَيَقُولُونَ نَعَمْ . فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ حَمْدَكَ وَاسْتَرْجَع ، فَيَقُولُ : ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ .

ترجمة الحديث :

حضرت ابو موسیٰ اشعری - رضی اللہ عنہ - سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - نے ارشاد فرمایا:

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۴۰۸)	جلد ۳	صفحہ ۳۹۸
مسند احمد	رقم الحدیث (۱۹۶۱۳)	جلد ۱۵	صفحہ ۱۶
قال حمزه احمد الزین:	اسنادہ حسن		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۰۲۱)	جلد ۱	صفحہ ۵۱۹
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۰۲۱)	جلد ۱	صفحہ ۵۱۹
قال الالبانی:	حسن		
موارد النظمین	رقم الحدیث (۷۲۶)		صفحہ ۱۸۵
عمل الیوم والیلة	رقم الحدیث (۵۸۱)		صفحہ ۵۳۳
شرح النیة للبغوی	رقم الحدیث (۱۵۴۹)	جلد ۵	صفحہ ۲۵۶
قال البغوی:	هذا حدیث حسن غریب		
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۹۰۰۵)	جلد ۶	صفحہ ۲۲۰

جب بندہ مومن کا بیٹا انتقال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ (فرشتوں) سے فرماتا ہے۔ تم نے میرے عبد کا بیٹا لے لیا؟ وہ کہتے ہیں ہاں یا اللہ! پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم نے میرے عبد کے دل کا ٹکڑا لے لیا؟ وہ کہتے ہیں ہاں یا اللہ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تم نے بیٹا لیا تو میرا بندہ کیا کہتا تھا فرشتے عرض کرتے ہیں (یا اللہ) اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پڑھا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو تو وہ فرشتے اس تعمیر شدہ گھر کا نام بیت الحمد رکھتے ہیں۔



جس شخص کو پریشانیاں گھر لیں۔ مصائب و آلام جس پر نازل ہوں اسے ہی ان کی شدت کا احساس ہوتا ہے پھر جتنا گہرا تعلق ہوتا ہے اتنا ہی رنج و الم زیادہ ہوا کرتا ہے۔ انسان کا بعض چیزوں سے تعلق ورشتہ بڑا گہرا ہوا کرتا ہے ان میں سے اگر کوئی چیز کھو جائے تو اتنا ہی زیادہ دکھ اور اتنی ہی زیادہ تکلیف ہوا کرتی ہے۔ باب اور بیٹے کا رشتہ، ماں اور بیٹے کا رشتہ بڑا گہرا اور پیارا ہوا کرتا ہے۔ بیٹے کو انسان کے جگر کا ٹکڑا اور آنکھوں کی ٹھنڈک کہا جاتا ہے بیٹا دل کا چین اور آنکھوں کا نور ہوا کرتا ہے۔ جب کسی کا بیٹا فوت ہو جائے وہ جگر کا ٹکڑا اس جہاں فانی کو خیر باد کہہ جائے تو اس کا دکھ اس کے والدین کو بات زیادہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات بعض لوگ بیٹے کی وفات پر اپنا توازن کھو جاتے ہیں۔

اہل ایمان کو یہ مصیبت اور رنج پر صبر کا حکم ہے بیٹے کے انتقال پر بھی صبر کا دامن نہ چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے اور جو خوش نصیب اللہ کا حکم جان کر بیٹے کے انتقال پر رونے سے داویلا کرنے سے گریز کرتا ہے صبر و ثبات کا بے مثال مظاہرہ کرتا ہے صرف زبان پر یہ کلمات

لاتا ہے:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ.

تو اللہ الکریم کا کرم ملاحظہ ہو کہ اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنایا جاتا ہے اور اس گھر کا نام بیت الحمد رکھا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے والدین کیلئے کتنی بڑی نوید ہے کہ ادھر ان کا جگر پارہ ان سے جدا ہوا ادھر انہیں جنتی بنا دیا گیا۔ اور یہ وہ چلتے پھرتے جنتی ہیں کہ ان کا محل جنت میں تعمیر ہو چکا ہے۔

پہلی امتوں کا صاحبِ کرامات بچہ

وَعَنْ صُهَيْبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :
 ((كَانَ مَلِكٌ " فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ، وَكَانَ لَهُ سَاحِرٌ " ، فَلَمَّا كَبِرَ قَالَ لِلْمَلِكِ :
 إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ فَأَبْعَثْ إِلَيَّ غُلَامًا أَعْلَمُهُ السِّحْرَ ؛ فَبَعَثَ إِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهُ ، وَكَانَ
 فِي طَرِيقِهِ إِذَا سَلَكَ ، رَاهِبٌ ، فَقَعَدَ إِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ فَأَعْجَبَهُ ، وَكَانَ إِذَا أَتَى
 السَّاحِرَ مَرًّا بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ إِلَيْهِ ، فَإِذَا أَتَى السَّاحِرَ مَرًّا بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ إِلَيْهِ ، فَإِذَا
 أَتَى السَّاحِرَ ضَرْبَةً ، فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى الرَّاهِبِ فَقَالَ : إِذَا خَشِيتَ السَّاحِرَ فَقُلْ :
 حَبَسَنِي أَهْلِي ، وَإِذَا خَشِيتَ أَهْلَكَ فَقُلْ : حَبَسَنِي السَّاحِرُ . فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى
 ذَلِكَ إِذْ أَتَى عَلَى دَابَّةٍ عَظِيمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ فَقَالَ : الْيَوْمَ أَعْلَمُ السَّاحِرُ
 أَفْضَلُ أَمْ الرَّاهِبُ أَفْضَلُ ؟ فَأَخَذَ حَجْرًا فَقَالَ : اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ
 إِلَيْكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هَذِهِ الدَّابَّةَ حَتَّى يَمْضِيَ النَّاسُ ، فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا
 وَمَضَى النَّاسُ ، فَأَتَى الرَّاهِبَ فَأَخْبَرَهُ . فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ : أَيُّ بَنِي أَنْتَ الْيَوْمَ
 أَفْضَلُ مِنِّي ، قَدْ بَلَغَ مِنْ أَمْرِكَ مَا أَرَى ، وَإِنَّكَ سَتُبْتَلَى ، فَإِنْ ابْتُلِيتَ فَلَا تَدُلَّ
 عَلَيَّ ؛ وَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِيءُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ ، وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ
 الْأَدْوَاءِ . فَسَمِعَ جَلِيسُ الْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِيَ ، فَأَتَاهُ بِهِدَايَا كَثِيرَةً فَقَالَ :

مَا هَا هُنَا لَكَ أَجْمَعُ إِنَّ أَنْتَ شَفَيْتَنِي ، فَقَالَ : إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا ، إِنَّمَا يَشْفِي
اللَّهُ تَعَالَى ، فَإِنْ آمَنْتَ بِاللَّهِ تَعَالَى دَعَوْتُ اللَّهَ فَشَفَاكَ ، فَأَمَّنَ بِاللَّهِ تَعَالَى
فَشَفَاهُ اللَّهُ تَعَالَى ، فَاتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ فَقَالَ لَهُ
الْمَلِكُ : مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصْرَكَ ؟ قَالَ : رَبِّي ، قَالَ : أَوَلَاكَ رَبٌّ غَيْرِي ؟
قَالَ : رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ ، فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ ، فَجِيءَ
بِالْغُلَامِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ : أَيُّ بَنِي قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُبْرِيءُ الْأَكْمَهَ
وَالْأَبْرَصَ وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ ؟! فَقَالَ : إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا ، إِنَّمَا يَشْفِي اللَّهُ تَعَالَى ،
فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ ، فَجِيءَ بِالرَّاهِبِ فَقِيلَ لَهُ : ارْجِعْ
عَنْ دِينِكَ ، فَأَبَى ، فَدَعَا بِالْمِنْشَارِ فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِي مَفْرَقِ رَأْسِهِ ، فَشَقَّهُ حَتَّى
وَقَعَ شِقَاؤُهُ ثُمَّ جِيءَ بِجَلِيسِ الْمَلِكِ فَقِيلَ لَهُ : ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ فَأَبَى ، فَوَضَعَ
الْمِنْشَارَ فِي مَفْرَقِ رَأْسِهِ ، فَشَقَّهُ بِهِ حَتَّى وَقَعَ شِقَاؤُهُ ، ثُمَّ جِيءَ بِالْغُلَامِ فَقِيلَ لَهُ :
ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ فَأَبَى ، فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ : اذْهَبُوا بِهِ إِلَى جَبَلٍ ،
كَذَا وَكَذَا فَاصْعَدُوا بِهِ الْجَبَلَ ، فَإِذَا بَلَغْتُمْ ذُرْوَتَهُ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ وَالْأَ
فَاطِرِ حَوْهَ ، فَذْهَبُوا بِهِ فَصَعِدُوا بِهِ الْجَبَلَ فَقَالَ : اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ ،
فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَسَقَطُوا ، وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ : مَا
فَعَلَ أَصْحَابُكَ ؟ فَقَالَ : كَفَانِيهِمُ اللَّهُ تَعَالَى ، فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ :
اذْهَبُوا بِهِ فَاخْمِلُوهُ فِي قُرْقُورٍ وَتَوَسَّطُوا بِهِ الْبَحْرَ ، فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ وَالْأَ
فَاقْدِفُوهُ ، فَذْهَبُوا بِهِ فَقَالَ : اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ ، فَاُنْكَفَتْ بِهِمُ السَّفِينَةُ

فَفَرِقُوا، وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ . فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ : مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ ؟
 فَقَالَ : كَفَانِيَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى . فَقَالَ لِلْمَلِكِ : إِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِي حَتَّى تَفْعَلَ
 مَا أَمْرُكَ بِهِ . قَالَ : مَا هُوَ ؟ قَالَ : تَجْمَعُ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ ، وَتَصْلُبُنِي
 عَلَى جِدْعٍ ، ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِي ، ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِي كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قُلْ :
 بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْغُلَامِ ثُمَّ ارْمِ ، فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ قَتَلْتَنِي . فَجَمَعَ النَّاسَ فِي
 صَعِيدٍ وَاحِدٍ ، وَصَلَبَهُ عَلَى جِدْعٍ ، ثُمَّ أَخَذَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ ، ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ
 فِي كَبِدِ الْقَوْسِ ، ثُمَّ قَالَ : بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْغُلَامِ ، ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ السَّهْمُ فِي
 صُدْغِهِ ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي صُدْغِهِ فَمَاتَ . فَقَالَ النَّاسُ : آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ ، فَأَتَى
 الْمَلِكُ فَقِيلَ لَهُ : أَرَأَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ قَدْ وَاللَّهِ ! نَزَلَ بِكَ حَذْرُكَ قَدْ آمَنَ
 النَّاسُ . فَأَمَرَ بِالْأَخْذُودِ بِأَفْوَاهِ السِّكِّكِ فَخُدَّتْ وَأُضْرِمَ فِيهَا النَّيْرَانُ وَقَالَ : مَنْ
 لَمْ يَرْجِعْ عَنِ دِينِهِ فَأَقْحِمُوهُ فِيهَا أَوْ قِيلَ لَهُ : اقْتَحِمْ ، فَفَعَلُوا حَتَّى جَاءَتْ امْرَأَةٌ
 وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا ، فَتَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ فِيهَا ، فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ : يَا أُمَاهُ ! اصْبِرِي
 فَإِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ .

رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

((ذِرْوَةُ الْجَبَلِ)) أَغْلَاهُ ، وَهِيَ بِكَسْرِ الدَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَضَمِّهَا
 وَ((الْقُرْقُورُ)) بِضَمِّ الْقَافَيْنِ : نَوْعٌ مِنَ السُّفْنِ وَ((الصَّعِيدُ)) هُنَا : الْأَرْضُ الْبَارِزَةُ
 وَ((الْأَخْذُودُ)) : الشُّقُوقُ فِي الْأَرْضِ كَالنَّهْرِ الصَّغِيرِ وَ((أُضْرِمَ)) أَوْقَدَ
 ((وَأَنْكَفَأَتْ)) أَيُ : انْقَلَبَتْ وَ ((تَقَاعَسَتْ)) : تَوَقَّفَتْ وَجَبُنَتْ .

ترجمة الحديث:

حضرت صحیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم سے پہلی امتوں میں ایک بادشاہ تھا اس کا ایک جادوگر تھا (جو اس کو مشورے دیتا تھا) جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا بیشک میں بوڑھا ہو چکا ہوں پس اب میری طرف ایک بچہ بھیجتا کہ میں اسے (جادو) سکھاؤں۔

بادشاہ نے اس جادوگر کے پاس ایک بچہ بھیجا جس کو اس نے جادو سکھانا شروع کر دیا۔ اس بچہ کے راستے میں جس راستے پر وہ چل کر جادوگر کے پاس جاتا تھا ایک راہب تھا۔ تو وہ لڑکا اس راہب کے پاس بیٹھتا اور اس کے کلام کو سنتا تو اس لڑکے کو اس راہب کی باتیں بھلی معلوم ہوتیں جب وہ جادوگر کے پاس جاتا تو (دیر ہونے کی وجہ سے) اسے جادوگر مارتا۔

اس نے اس بات کی شکایت راہب سے کر دی تو راہب نے اسے کہا جب تو جادوگر سے ڈرے (کہ وہ دیر ہونے کی وجہ سے تجھے مارے گا) تو اسے کہہ دینا مجھے میرے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب تو گھر والوں سے ڈرے (کہ وہ دیر ہونے کی وجہ سے ماریں گے) تو انہیں کہہ دینا کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۳۰۰۵)	جلد ۶	صفحہ ۴۱۰
مسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۲۳۸۱۵)	جلد ۱۷	صفحہ ۱۷۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

چنانچہ اس کی اس عادت پر دن گزرتے گئے کہ ایک دن لڑکے نے اپنے راستہ میں ایک بہت بڑا جانور دیکھا جس نے لوگوں کو (گزرنے سے) روک رکھا تھا۔ تو بچے نے کہا آج میں جاں لوں گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب تو اس بچے نے ایک پتھر پکڑا اور اللہ سے عرض کی! اے اللہ! اگر راہب کا معاملہ تجھے زیادہ محبوب ہے جادوگر کے معاملہ سے تو اس جانور کو (اس پتھر سے) ہلاک کر دے تاکہ (راستہ کھل جائے اور) لوگ گزر جائیں۔

تو اس بچے نے وہ پتھر مارا جس نے اس جانور کو ہلاک کر دیا پس وہ راہب کے پاس آیا اور اسے ساری بات بتادی۔ راہب نے اس سے کہا۔ اے میرے پیارے بیٹے! آج تم مجھ سے افضل و برتر ہو۔ تیرا معاملہ بہت دور پہنچ چکا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب تم آزمائش میں ڈالے جاؤ گے۔ جب تم پر آزمائش آئے تو میرے متعلق لوگوں کو نہ بتانا۔

وہ بچہ مادر زاد اندھے اور کوڑھ والے کو تندرست کر دیتا تھا (باذن اللہ) اور دیگر تمام بیماریوں میں بھی لوگوں کا علاج کرتا تھا۔

بادشاہ کے ایک جلیس و درباری نے (اس بچے کے بارے میں) سنا خود اندھا ہو چکا تھا وہ بہت سے تحائف لے کر بچے کے پاس آیا اس نے کہا:

اگر تم مجھے شفاء دے دو تو یہ سارے کے سارے تحفے تمہارے لئے اس بچے نے کہا میں کسی کو شفاء نہیں دیتا شفاء اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ تو اللہ سے تمہارے لئے دعا کروں گا وہ اللہ تمہیں شفاء عطا فرمائے گا۔ پس وہ (بادشاہ کا درباری) اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء عطا فرمادی۔

وہ (درباری) بادشاہ کے پاس آیا تو اس کے دربار میں ایسے بیٹھا جیسے وہ (پہلے) بیٹھا

کرتا تھا۔ بادشاہ نے اس سے کہا:

تیری آنکھیں کس نے ٹھیک کی ہیں؟ تو اس نے کہا۔ میرے رب نے بادشاہ نے کہا کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے؟

اس نے کہا میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔

بادشاہ نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے مسلسل سزا دیتا رہا حتیٰ کہ اس نے بچے کا پتہ بتا دیا۔ بچے کو بادشاہ کے پاس حاضر کیا گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا اے میرے پیارے بیٹے! تیرے جادو کا کمال اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ تو مادرزاد اندھوں اور کوڑھ والوں کو تندرست کرتا ہے اور تو ایسا ایسا کرتا ہے۔ بچے نے کہا میں کسی کو شفاء نہیں دیتا شفاء تو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

بادشاہ نے اسے بھی گرفتار کر لیا اسے بھی مسلسل سزا دینی شروع کر دی حتیٰ کہ اس نے راہب کا پتہ بتا دیا راہب کو بادشاہ کے دربار میں حاضر کیا گیا اسے حکم دیا گیا اپنے دین سے پھر جاؤ اس نے اپنا دین ترک کرنے سے انکار کر دیا بادشاہ نے آراہ منگوایا اور اس آراہ کو اس کے سر کے درمیان مانگ والے مقام پر رکھ دیا گیا تو اس آراہ کے ذریعے اس راہب کے چیر دیا گیا یہاں تک کہ اس کے دوہٹے ہو گئے۔

پھر بادشاہ کے جلیس و درباری کو لایا گیا اسے حکم دیا گیا کہ اپنے دین سے پھر جاؤ اس نے انکار کر دیا تو اس کے سر کے عین وسط میں مانگ والی جگہ آراہ رکھ کر اسے چیر دیا گیا حتیٰ کہ اس کے بھی دوہٹے ہو گئے۔ پھر بچے کو حاضر کیا گیا اسے حکم دیا گیا کہ اپنے دین سے پھر جاؤ۔ اس نے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے اسے اپنے چند خاص اصحاب کے سپرد کر دیا اور کہا اس بچے کو فلاں فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور اس پہاڑ پر اسے چڑھاؤ۔ پس جب تم اس کی چوٹی پر پہنچ جاؤ (تو اسے

کے دین کے بارے میں سوائی کرو) اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے وہاں سے نیچے پھینک دو۔

وہ (بادشاہ کے آدمی) اس بچے کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے تو بچے نے دعا کی اَللّٰهُمَّ اَكْفِيهِمْ بِمَا شِئْتَ۔ اے اللہ! تو ان کے مقابلہ میں جیسے چاہے مجھے کافی ہو جا۔

تو پہاڑ ان کے ساتھ تھر تھرایا تو وہ سب نیچے گر گئے (اور مر گئے) لڑکا (پھر) چل کر بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا تجھے لیکر جانے والے آدمیوں کے ساتھ کیا ہوا؟ بچے نے جواب دیا اللہ تعالیٰ ان کے مقابلہ میں مجھے کافی ہو گیا (ان کے مقابلہ میں میری مدد و اعانت کی اور اللہ نے انہیں مار دیا) پھر اس (بادشاہ) نے اپنے چند (اور) اصحاب کے سپرد کیا اور کہا اس بچے کو لے جاؤ اور کشتی میں سوار کر دو اور اسے سمندر کے درمیان لے جاؤ (پھر اس کے اس دین کے بارے میں استفسار کرو) اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو بہت بہتر ورنہ اسے سمندر کے وسط میں پھینک دو (تاکہ یہ ڈوب کر مر جائے) پس وہ اسے لیکر (سمندر کے وسط میں) چلے گئے تو اس بچے نے دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اَكْفِيهِمْ بِمَا شِئْتَ۔

اے اللہ! ان کے مقابلہ میں تو جیسے چاہے مجھے کافی ہو جا۔

تو کشتی ان (بادشاہ کے) آدمیوں سمیت الٹ گئی تو وہ سب غرق ہو گئے۔ وہ بچہ پھر چلتا ہوا بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے استفسار کیا تجھے لیکر جانے والے آدمیوں کے ساتھ کیا ہوا؟ تو بچے نے جواب دیا ان کے مقابلہ میں مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہو گیا (یعنی میری مدد فرمائی اور انہیں غرق کر دیا)۔



پھر اس بچے نے بادشاہ سے کہا:

تو مجھے اس وقت تک قتل نہیں کر سکتا جب تک تو وہ نہ کرے جو میں تجھے بتاؤں۔ بادشاہ نے کہا وہ طریقہ کیا ہے! اس بچے نے کہا:

تو لوگوں کو ایک کھلے میدان میں جمع کر لے اور سولی دینے کے لئے مجھے ایک تنے پر چڑھا پھر میری ترکش سے ایک تیر لے لے پھر اس تیر کو کمان کے وسط میں رکھ پھر کہہ

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ۔

اللہ کے نام سے تیر چلاتا ہوں جو اس بچے کا رب ہے۔

پھر مجھ پر تیر چلا۔ اگر تو ایسا کرے گا تو تو مجھے قتل کر سکے گا (ورنہ نہیں) بادشاہ نے لوگوں کو ایک کھلے میدان میں جمع کیا اور اسے سولی دینے کے لئے تنے پر چڑھایا پھر اس بچے کے ترکش سے ایک تیر لیا پھر تیر کو کمان کے وسط میں رکھا پھر کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ۔

اللہ کے نام سے تیر چلاتا ہوں جو بچے کا رب ہے۔

پھر اس نے تیر بچے کی طرف پھینکا تو تیر اس کی کنپٹی پر لگا تو اس نے اپنا ہاتھ کنپٹی پر رکھا اور شہید ہو گیا۔

(لوگوں نے یہ منظر دیکھا) تو کہا ہم بچے کے رب پر ایمان لاتے ہیں۔ بادشاہ کے خاص آدمیوں کو بادشاہ کے دربار حاضر کیا گیا تو اس سے کہا گیا۔

اے بادشاہ! آپ جس چیز سے ڈرتے تھے وہی ہوا اللہ کی قسم! آپ کا اندیشہ درست ثابت ہوا۔ لوگ اللہ پر ایمان لے آئے ہیں۔

پس بادشاہ نے حکم دیا گلیوں کے کناروں میں خندقیں کھودی جائیں خندقیں کھودی گئیں اور ان میں آگ مشتعل کر دی گئی اور اس نے حکم دیا جو اپنے پہلے دین کی طرف نہ لوٹے اسے اس آگ میں جھونک دو یا اس سے کہا جائے اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا حتیٰ کہ ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کا بچہ تھا تو وہ عورت آگ میں داخل ہونے کے لئے ہچکچائی تو اس کے بچے نے اس سے کہا اے ماں! (راہ حق میں آنے والی مصیبت پر) صبر کرو (آگ میں داخل ہو جاؤ) بیشک تو حق پر ہے۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

ذِرْوَةُ الْجَبَلِ: ذال معجمہ کے کسرہ اور ضمہ کے ساتھ، پہاڑ کا بلند حصہ یعنی چوٹی۔

اتْقُرُقُور: دونوں فاف کے ضمہ کے ساتھ، کشتی کی ایک قسم۔

الصَّعِيدُ: اس جگہ اس کا معنی کھلی زمین۔

الْأَخْدُودُ: زمین میں کھائیاں جیسے چھوٹی نہر۔

أَضْرِمَ: جلایا گیا۔

انْكَفَأَتْ: الٹ گئی۔

تَقَاعَسَتْ: توقف کیا اور بزدلی دکھائی۔



اس حدیث پاک کو حضرت امام نوری رحمۃ اللہ نے باب صبر میں ذکر کیا ہے اور یہ پہلی

امتوں کے ایک عجیب تذکرہ پر مشتمل ہے۔

ایک بادشاہ اپنی بادشاہت کو استحکام بخشنے کے لئے اور اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے

لئے ایک جادوگر کا سہارا لیتا ہے۔ ظالم حکمران جتنے اوپر سے مضبوط دکھائی دیتے ہیں اندر سے اتنے ہی کھوکھلے ہوتے ہیں۔ یہ اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے لئے کچھ اس قسم کے افراد کی مدد کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے شعبدوں سے اپنے ہاتھ کی صفائی سے رعایا کو مرعوب کرنے کی سعی میں لگے رہتے ہیں۔ جس سے بادشاہ کو مزید ظلم و زیادتی کا موقع مل جاتا ہے ظالم و جابر حکمران مخلوق خدا کو اپنا عبد (غلام) بنانے والے حکمران قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہوں گے تو وہاں ان کے ساتھ ان افراد کو جو خفیہ طور پر ان کے معاون ہوتے ہیں بھی جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اور ظالمین کی سزا میں یہ بھی برابر کے شریک ہوں گے۔

یہ جادوگر ایک سن رسیدہ اور جہاں دیدہ آدمی تھا جس کی ساری زندگی تجربات میں گزری تھی اور اب ایک مستند تجربہ کار روپ میں نظر آ رہا تھا۔ پھر اسے معلوم تھا کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری موت کا وقت قریب ہے مجھے اپنا علم اپنے تجربات کسی ذہین و فطین آدمی کے سپرد کرنے چاہیں تاکہ میرے بعد بھی وہ ان تجربات کی روشنی میں بادشاہ کے کام آتا رہے۔ اس نے اس کام کے لئے بادشاہ سے مطالبہ کیا مجھے ایک ذہین و فطین بچہ دیا جائے تاکہ میں بچپن ہی سے اسے علم سے آشنا کروں۔

ظاہر ہے بچپن کے علم میں اور بڑھاپے کے علم میں بڑا فرق ہوا کرتا ہے۔ بچپن میں سیکھا گیا علم ساری عمر نہیں بھولتا بڑھاپے میں حاصل کردہ علم اکثر نسیان کا شکار ہو جاتا ہے اور پھر پڑھا نہ پڑھا برابر ہو جاتے ہیں۔

بچپن میں انسان کو مشاغل کم ہوتے ہیں بلکہ دیگر مشاغل نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں اس لئے ساری توجہ حصول علم پر صرف ہوتی ہے۔ لیکن بڑھاپے میں ڈھیروں مشاغل انسان کو

سکون نہیں لینے دیتے۔ یہ مصروفیات، یہ پریشانیاں انسان کے یکسو ہونے میں رکاوٹ بن جاتی ہیں علم میں جب یکسوئی نہ ہو تو وہ کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے اسی لئے تو کہتے ہیں۔

إِنَّ الْعِلْمَ فِي الصِّغَرِ كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ -

بچپن میں علم حاصل کرنا ایسے ہے جیسے پتھر میں نقش۔

پتھر کا نقش نقش ہوتا اس پہ پڑا ہوا نشان صدیوں تک برقرار رہتا ہے اس طرح بچپن کا

علم ماند نہیں پڑتا بلکہ زندگی کے آخری سانس تک رہتا ہے۔

ہمیں بھی چاہے کہ ہم اپنی اولاد کو بچپن ہی سے علم کی طرف راغب کریں کہیں ایسا نہ ہو

کہ ہماری ذرا سی غفلت کے باعث عمر کا یہ قیمتی حصہ ضائع ہو جائے بعد میں کفِ افسوس ملنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

جن احباب نے بچپن میں علم کی طرف توجہ دی یا جن والدین نے اپنی اولاد بچپن میں

ہی علم کے موتی حاصل کرنے پر لگا دیا تاریخ گواہ ہے کہ ایسے افراد اس دنیا میں یگانہ روزگار

ٹھہرے اور ان کے علم کا ماہتاب یوں چمکا کہ ایک جہاں کو اپنی لطافتوں سے مستفیض کر گیا۔ حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی ذہن نشین رہنا چاہے۔

أَطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ إِلَى اللَّحْدِ -

جھولے سے لیکر لحد تک علم کے موتی چنتے رہو۔

کہ جیسے جیسے تمہاری عمر بڑھتی جائے تمہارے پاس علم کا ذخیرہ بڑھتا چلا جانا چاہیے۔ تو

میں ترقی مال و دولت سے نہیں کرتیں بلکہ قوموں کی ترقی کا راز علم میں ہے۔ اسلام کے ماننے

والے جب تک علم کے دلدادہ رہے عالم پر حکمرانی کرتے رہے جب تک مسلمانوں کی درسگاہیں

علم کا نور بکھیرتی رہیں کائنات کی سیئات مسلمانوں کے ہاتھوں میں رہی جب مسلمان علم کے کنارہ کش ہو گئے اور انہوں نے علم کو چھوڑ کر دنیاوی عیش و عشرت کو حاصل زندگی سمجھ لیا تو اس کا حشر سب کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم سب کو علم سے محبت کی توفیق دے اور ہماری درسگاہوں کو گہوارہ علم و ادب بنائے اور ہمارے مراکز تعلیم کو علم کے نور سے مالا مال کرے۔

اپنے مشن سے وفاداری:

اس بوڑھے جادوگر کے عمل میں ہمارے لئے بھی سامان نصیحت ہے۔ یہ جادوگر اگرچہ باطل پر ہے اس کا یہ عمل جادو حق سے دور بہت دور ہے لیکن اس کے باوجود یہ اپنے مشن میں مخلص ہے اس نے جب محسوس کیا کہ اب میرا دنیا سے کوچ کا وقت قریب ہے تو اس نے اس علم کو منتقل کرنے کے بارے میں سوچا اور پھر اس پر عمل بھی کیا۔

اسلام کے ماننے والے اہل علم حضرات کو اس کے اس طرز عمل پر غور کرنا چاہیے کہ اگر باطل کا پرستار اپنے باطل کی اشاعت کے لئے اپنا نائب تیار کرتا ہے تو حق کے ماننے والے اور نور حق پھیلانے والے ایسے افراد کیوں نہ تیار کریں جو نور حق سے آراستہ ہو کر باطل کے ظلمت کدوں میں حق کا اجالا کر دیں۔

تاریخ شاہد ہے ہمارے اسلاف نے نور حق کو منتقل کرنے کے لئے ہر مناسب طریقہ استعمال فرمایا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے زندگی کے آخری ایام تک درس و تدریس ترک نہ کیا۔ بلکہ اس نور اسلام کو پھیلاتے رہے اور اس شمع حق کی لو سے ایسی مزید کئی شمعیں فروزاں کر گئے جو ان کے وصال کے بعد بھی اسلام کے نور سے عالم کو نور کرتی تھیں۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد رشید حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے نور حق پھیلانے کے لئے اور اپنے ان انوار کو منتقل کرنے کے لئے بے شمار تصانیف یا رگاز چھوڑیں جو آج تک اسلام کی روشنی سے عالم کو بقعہ انوار بنائے ہوئے ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ کا سینہ علم و حکمت کا گنجینہ تھا اور آپ کا دل انور نور اسلام سے تابندہ و درخشندہ تھا آپ نے اس نور کو اس جہاں میں بطور یادگار پھیلا یا اور وقوع تصانیف کی صورت میں اس شمع کو یوں فروزاں کیا کہ انشاء اللہ رہتی دنیا تک نور غزالی باطل کی ظلمات سے ٹکراتا رہے گا اور ہر میدان میں اسے عبرتناک شکست دیتا رہے گا۔

محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ بے نظیر نور عطا فرمایا جس کی مثال پیش کرنے سے یہ عالم قاصر ہے اس نور نے یوں اجالا کیا کہ ہر طرف اسلام، دین حق کے صحیح خدو خال نظر آنے لگے۔ صدیوں سے محیط اسلام کے چہرہ نور افزاء پر سے داغ و دھبے دور کیے اور پھر اسے نئی توانائی ارزانی فرمادی۔ یہ مرد حق آگاہ اور مرد خود آگاہ اس عالم آب و گل میں آرام کرنے نہیں آیا تھا بلکہ ایسی انتھک کوشش کی کہ جب آپ کا وصال ہوا تو ہزاروں دلوں میں یہ نور منتقل ہو چکا تھا۔ پھر آپ نے اپنے مکتوبات مقدسہ کی صورت میں وہ آفاق گیر نور بکھیرا یہ نور انشاء اللہ قیام قیامت تک اہل ایمان کو راہ حق بتاتا رہے گا۔ اس اللہ کے سپاہی نے اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنی اولاد قدسی صفات اور اپنے خلفاء ذوی الاحشام کی صورت میں ایک بہت بڑی مردان حق کی فوج چھوڑ گیا جو رزم گاہ حیات میں باطل سے ٹکراتی رہی اور اسلام کی ضیا بارہوں سے عالم کو جگمگاتی رہی پھر یہ نور مبین آج بھی ہزاروں دلوں میں پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہے اور اسلام کی صداقت کا اعلان کر رہا ہے۔

جادو:

شریعت اسلامیہ میں جادو سیکھنے، جادو سیکھانے اور جادو کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ بلکہ اس جادو کو کبائر (بڑے گناہوں) میں شمار کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :

اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤْبَقَاتِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ! مَا هُنَّ؟ قَالَ :

الشِّرْكَ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ ، وَقَتْلُ النَّبِيِّ حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ
وَأَكْلُ الرِّبَاءِ وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْفَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ -

حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سات ہلاک کردینے والے کبیرہ گناہوں سے بچو۔

عرض کی یا رسول اللہ! وہ سات کبیرہ گناہ کون کون سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

- ۱- اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔
- ۲- سحر (جادو)
- ۳- اس نفس کو قتل کرنا جیسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔
- ۴- یتیم کا مال کھانا۔

رقم الحدیث (۵۷۶۴)

رقم الحدیث (۸۹)

صحیح البخاری
مسلم

- ۵۔ ربوا (سود) کھانا۔
 ۶۔ جہاد کے دن میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا۔
 ۷۔ پاک دامن فاسقین کے شر سے غافل مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔



یہ جادو کبائر سے ہے۔ اس جادو کا دلدادہ اور جادو پر عمل کرنے والا اپنے ایمان سے ہاتھ دو بیٹھتا ہے۔ اس لئے اہل اسلام کو اس کے شر سے بچنے کیلئے پر خصوصی توجہ دینی چاہیے اور اپنے ایمان و ایمان کی حفاظت کرنی چاہیے۔

جادو گر کے پاس جانے کی قباحت اس فرمان سے عیاں ہے ملاحظہ ہو:

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ:

مَنْ أَتَى عَرَّافًا أَوْ سَاحِرًا أَوْ كَاهِنًا يُؤْمِنُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ -

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

جو کسی عراف، کسی جادو گر یا کسی کاہن کے پاس آیا اور جو وہ کہتا ہے اس پر یقین کر گیا تو اس نے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نازل کیا گیا اس کا کفر کیا۔ العیاذ باللہ من ذالک۔

اہل اسلام نہ کسی جادو گر کے پاس جاتے ہیں اور نہ کسی کاہن سے راہِ رسم رکھتے ہی۔

ان کی سب سے قیمتی متاع ان کا ایمان ہے اور جہاں جانے سے ایمان خطرے میں ہو اہل



اسلام اس راہ پہ نہیں چلا کرتے۔ اللہ ذوالجلال اپنا رحمت خاصہ کا صدقہ ہم سب کو اسلام کی سچی بہاروں سے آشنا فرمائے اور ہر اس آدمی سے قطع تعلقات کی توفیق دے جس کے پاس جانے سے ایمان کی بربادی کا ڈر ہو۔

خلاف واقعہ بات کہنا:

بچہ ساحر کے پاس جاتا ہے اور ساحر (جادوگر) اسے جادو سکھانے کی کوشش کرتا لیکن یہ بچے کی خوشی قسمتی تھی کہ راستہ میں ایک راہب سے ملاقات ہو گئی۔ اور راہب کی باتیں اسے پسند آنے لگیں وہ کچھ وقت راہب کے پاس بھی بیٹھ جاتا اور اس کا دل نشیں کلام سنتا جب وہ ساحر کے پاس تاخیر سے پہنچتا تو ساحر اسے مارتا اس معاملہ کی شکایت بچے نے راہب سے کر دی۔

راہب نے اسے کہا

جب تو ساحر کے پاس دیر سے پہنچے اور وہ تجھ سے پوچھے کہ لیٹ کیوں آئے تو اسے کہہ دینا کہ گھر والوں نے روک لیا تھا اس طرح گھر والے پوچھیں تو انہیں کہہ دینا ساحر نے دیر سے چھوڑا تھا۔

سوال یہ ہے راہب نے اسے ایسا کرنے کی تعلیم کیوں دی۔

اسکا سادہ سا جواب ہے کہ راہب نے اسے جس بھی مصلحت کے لئے تعلیم دی ہو بہر حال وہ ہماری اس امت محمدیہ علی صاحبہا الف الصلوٰۃ والتحیہ کا فرد نہ تھا اس کے کسی عمل کو ہمارے سامنے بطور حجت پیش نہیں کیا جاسکتا۔

اسلام کا شعار اور علماء اسلام کی پہچان صدق سے وابستہ ہے۔ یہی سچ ہمارے دین کا

نور ہے۔

ہوسکتا ہے کہ راہب نے سوچا ہو کہ بچہ آہستہ آہستہ آغوش اسلام میں آ رہا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب اسلام کا نور اس کے باطن کو مکمل طور پر منور کر دے گا۔ اور اگر اب یہ میرے پاس آنے سے رک گیا تو ہوسکتا ہے یہ نعمت ایمان سے محروم رہ جائے اس بچہ کے ایمان کیساتھ پوری قوم کا ایمان وابستہ ہے اس لئے ایسا راستہ تلاش کیا جس سے اس بچہ کی اس کے ہاں آمد و رفت متاثر نہ ہو۔ اس راہب نے ایک عظیم فائدہ کے لئے ایسی اجازت دی ہے۔

ہوسکتا ہے اس نے سوچا ہو کہ بچہ تو ابھی مسلمان ہی نہیں ہے۔ اور یہ احکام اسلام کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جب اسلام میں آ جائے گا تو اس سچ کا خود بخود پابند ہو جائے گا۔

طلب ہدایت:

ایک دن بچہ جا رہا تھا کہ اسے معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑا جانور راستہ میں حائل ہے جس نے لوگوں کو گزرنے سے روک رکھا ہے یعنی کوئی درندہ راہ میں ہے۔ اگر کوئی اس کے پاس گیا تو وہ درندہ اسے چیز پھاڑ کھائے گا۔ حدیث پاک میں اس جانور، اس درندہ کا نام مذکور نہیں ہے۔ بہر حال بچے نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا آج میں جاننا چاہوں گا کہ ساحر افضل ہے یا راہب ساحر حق پر ہے یا راہب اس نے وہ اٹھایا ہوا پتھر اس جانور پر مارا اور مارتے ہوئے کہا اے اللہ اگر راہب تیرے ہاں ساحر سے زیادہ محبوب ہے تو اس پتھر سے اس جانور کو ہلاک کر دے۔ وہ پتھر اس جانور کو لگا اور وہ جانور اس پتھر کے سبب ہلاک ہو گیا۔ اس جانور کی ہلاکت سے بچے کو علم ہو گیا اور یقین کامل ہو گیا کہ راہب حق پر ہے۔ اور اس کی تعلیمات سچ پر مبنی ہیں۔

بچہ کے سامنے دو معاملہ تھے بچہ بذات خود فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہ تھا کہ ان دو

میں سے حق کس کے ساتھ ہے اس نے اللہ سے دعا مانگی اور اپنے طور ایک طریقہ اختیار کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے صدقِ دل کی لاج رکھی اور اس پتھر سے اس جانور کو ہلاک کر دیا۔

آج ہمارے سامنے بھی کئی مرتبہ ایسے معاملات آجاتے ہیں جس کے بارے میں ہم بذاتِ خود فیصلہ نہیں کر پاتے کہ ان میں ہمارے حق میں کونسا معاملہ بہتر اور مفید ہے۔ اس سلسلہ میں زیرِ نظر حدیث پاک راہنمائی کرتی ہے کہ ایسی صورت میں احکم الحاکمین جل جلالہ کے حضور دعا مانگی جائے اور اس ذات سے خیر و بھلائی طلب کی جائے انشاء اللہ وہ کسی مانگنے والے کو محروم نہیں کرتا۔ اس بچہ نے اپنی طرح سے یہ ایک طریقہ اختیار کیا تھا اللہ نے اس کے اس طریقہ کے ذریعے اسے مقصد میں کامیاب کیا۔ اور نور ہدایت سے اس کا باطن فروزاں کر دیا لیکن ہمارے لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں واضح ہدایت موجود ہے اور کتب احادیث میں اس دعا کو محفوظ رکھا گیا ہے۔ اور جو آج بھی دعاءِ استخارہ کے نام سے مشہور ہے اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

حدثنا قتيبة قال حدثنا عبد الرحمن بن ابى الموالى عن محمد بن

المنكدر

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ :

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ

كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ :

إِذَا هُمْ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيُرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ يَقُولُ

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ

فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ لَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنَّ

كُنْتُ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَأَقْدَرُهُ لِي وَيَسِّرُهُ لِي ثُمَّ بَارَكْ لِي فِيهِ فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي .
قَالَ وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضور رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - ہمیں تمام امور میں استخارہ کی یوں تعلیم دیا کرتے تھے جیسے وہ ہمیں قرآن کریم کی سورت کی تعلیم دیا کرتے تھے حضور فرماتے ہیں:
جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہے فرض صلاۃ (نماز) کے علاوہ دو رکعت ادا کرے پھر اللہ کی بارگاہ میں یوں دعا مانگے۔

اللهم انى استخيرك بقدرتك ثم ارضنى

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعہ خیر و بھلائی طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت و طاقت کے ذریعے تجھ سے طاقت کا طلبگار ہوں اور تجھ سے تیرے فضلِ عظیم کا سوالی ہوں بیشک تو قدرت و طاقت رکھتا ہے۔ اور میں (تیری عطا کردہ طاقت کے بغیر) طاقت سے محروم ہوں تو ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ اور میں (تیرے عطا کردہ علم کے علاوہ) کچھ نہیں جانتا اور تو ہی تمام غیوب کو خوب جاننے والا ہے۔

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں بہتر ہے، میرے دین، میری معاش

اور میرے انجام کے اعتبار سے بہتر ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (عاقبہ امری کی بجائے) فرمایا ”میرے کام کے جلدی یادیر ہونے کے اعتبار سے بہتر ہے“۔ تو اس کام کو میرے مقدر میں کر دے اور اس کو میرے لئے سھل و آسان بنا دے۔ پھر میرے لئے اس کام میں برکت فرما دے۔

اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں برا ہے میرے دین، میری معاش اور میرے انجام کے اعتبار سے برا ہے۔ یا (عاقبہ امری کی بجائے) فرمایا ”میرے کام کے جلدی یادیر ہونے کے اعتبار سے برا ہے“ تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور خیر و بھلائی جہاں بھی ہو اسے میرے مقدر میں کر دے پھر مجھے اس کام پر راضی کر دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر (اتنی دعا مانگنے کے بعد) اپنی حاجت کا ناملے۔

کرامات کا صدور:

بچہ نے پتھر مارا اور پتھر سے وہ بڑا جانور ہلاک ہو گیا اس سے بچہ کے لئے بات بالکل واضح ہو گئی کہ حق اور سچ راہب کے ساتھ ہے۔ اور ساحر باطل کا پرستار ہے۔ اس بچہ کے دل میں ایمان اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہوا اور ایمان کا نور اس کے جملہ اعضاء سے ظاہر ہونے لگا۔

اس واقعہ کے بعد لوگ اپنے مریضوں کو اس بچہ کے پاس لاتے بچہ اس کے لئے دعا کرتا اللہ تعالیٰ ان مریضوں کو شفا عطا فرما دیتا۔ مادرزاد نابینا لائے جاتے وہ دعا کرتا اللہ تعالیٰ ان کی بینائی بحال کر دیتا کوڑھ جیسی کریہ المنظر بیماری میں مبتلا لائے جاتے وہ دعا کرتا اللہ تعالیٰ انہیں شفا سے نوازتا اب اس بچہ سے کرامات کا صدور ہونے لگا۔

مقرب بارگاہ الہی غیر نبی سے خرق عادت کا ظہور کرامت کہلاتا ہے۔
 راہب کی تعلیمات پر عمل کرنے والے بچے کو اللہ تعالیٰ یہ مقام و مرتبہ عطا فرماتا ہے کہ
 اس کے ہاتھ سے خرق عادت کا ظہور ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ سے کرامات کا صدور ہوتا ہے۔
 جب گزشتہ امتوں میں سے کسی راہب کے پاس بیٹھنے والا بچہ اور راہب کے فیض سے
 معمور لڑکا مقرب بارگاہ ایزدی بن جاتا ہے اور کرامات اس سے صادر ہوتی ہیں تو وہ خوش نصیب
 جو اس خیر الامم کے کسی مرد حق آگاہ کی بارگاہ میں بیٹھ کر اس کی تعلیمات سے بہرہ ور ہو اور اس
 کے فیوض و برکات سے اپنے سینے کو معمور کرے تو اس سے کرامات کا صدور کیونکر نہ ہوگا۔ یہ
 امت بجمہ تعالیٰ تمام امتوں سے افضل و اعلیٰ ہے اس طرح اس امت کے اولیاء بھی شرف و فضل
 میں دیگر امتوں سے ممتاز ہیں۔

قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تذکرہ کے ضمن میں ایک اللہ
 والے کا تذکرہ ملتا ہے جس سے خرق عادت کا ظہور ہوا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ امتوں
 میں بھی ایسے اولیاء کرام موجود تھے جو صاحب کرامات تھے اور اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات
 سے مالا مال تھے۔ ملاحظہ ہو۔

ملکہ سبا بلقیس حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضری کے لئے اپنے
 وطن سے چل پڑی ہے اور ادھر حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دربار میں ارشاد فرمایا
 : اَيُّكُمْ يَاتِينِي بَعْرُ شِهَاءِ كُونِ هِيَ جِوَا سَكَتَحْتِ لَائِ كَا؟ قَالَ عِفْرِيْتُ " مِنْ الْجِنِّ اَنَا
 اَتِيكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَعَامِكَ وَاِنِّي عَلِيْهِ لَقَوِيْ " حَفِيْظ : ايك طاقت ور جن
 نے کہا میں اس تخت کو آپ کی بارگاہ میں لے آؤں گا آپ کی مجلس برخواست ہونے سے پہلے

اور بے شک میں اس پر قوی و حفیظ ہوں۔

اس کے بعد قرآنی کلمات طیبات سنئے۔

وَقَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَالشُّكْرُ أَمْ الْكُفْرُ۔
اور جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے عرض کی۔ میں اس تحت کو آپ کے پاس لے آؤں گا آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے جب آپ نے اس تحت کو اپنے ہاں دیکھا تو فرمایا یہ میرے رب تعالیٰ کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ کیا میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں یا ناشکری۔

غور کیجئے حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں بیٹھنے والا آپ کا ایک امتی کس قدر کرم الہی سے سرفراز ہے جو کام ایک طاقتور جن کئی گھنٹے صرف کر کے کرتا ہے وہ اللہ والا ایک سیکنڈ میں کر کے دکھاتا ہے یہ اس کی کرامت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی جس کے پاس آپ کی کتاب کا علم ہے اسے یہ طاقت ہے کہ وہ تحت بلقیس کو چشم زدن میں سیکڑوں میل دور سے اٹھا کر لے آتا ہے تو جس مرد حق اگاہ کے پاس بھی کتاب کا علم ہو پھر وہ کتاب حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل شدہ نہیں ہیں بلکہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ ہے پھر وہ کتاب قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ ایسا عالم قرآن کن کن قوتوں کا مالک ہوگا اور اس کے ہاتھوں کون کونسی کرامات کا صدور ہوگا اللہ اکبر! پھر ایسا صاحب کرامات خیر الامم کا فرد خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی اگر اس سے بھی بڑے بڑے کام کر دکھائے تو جائے تعجب نہیں یہ اللہ کا فضل و کرم ہے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عنایات کریمانہ سے سرفراز فرما دیا کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بڑی مہربانیوں سے سرفراز فرمایا تھا وہ نبی نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو مقام نبوت پر سرفراز نہیں فرمایا ابھی وہ حضرت مریم زکریا علیہ الصلوٰۃ السلام ان کے کفیل ہیں وہ انہیں محراب-عبادت خانہ میں بٹھا کر باہر سے تالا لگا کر چلے جاتے جب وہ واپس آتے تو دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ مریم کے پاس بے موسم پھل ہے حالانکہ اس عبادت خانہ کی کوئی کھڑکی اور کوئی روشن دان نہ تھا پھر بے موسم پھل کا آجانا باعث تعجب ہے آپ نے حضرت مریم سے پوچھا یہ پھل کہاں سے آیا تو آپ نے فرمایا:

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ -

یہ اللہ کی طرف سے ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق فرماتا ہے۔
یہ کرامت حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عقیقہ پر بڑی مہربانی فرمائی اگر اس خاتون پر لطف و کرم ہو سکتا ہے تو ان کی جلالت شان کے معترف اس خیر الامم کے کسی ولی پر بھی ہو سکتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام کی ولادت باسعادت کا ذکر قرآن کریم میں ہے جب آپ کی ولادت ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم سے فرمایا:

وَهَزَىٰ إِلَيْكَ بِجِزْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطُ عَلَيْكَ رُطْبًا غَنِيًّا -

اور حرکت دور کھجور کے تنے کو تم پر پکی ہوئی تازہ کھجوریں گرنے لگیں گی۔

یہ دست مریم کی برکت تھی کہ خشک کھجور کے درخت کو ہاتھ لگایا وہ فوراً ہوہرا بھرا ہو گیا

پھر اس درخت سے تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرنے لگیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور فضل الہی کو کسی زمان و مکان میں مقید نہیں کیا جاسکتا۔
 مراد رسول امیر المرینین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سرزمین
 نہاوند میں جہاد جاری ہے اہل اسلام کی جمعیت حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت دشمنان
 اسلام سے منبر آزما ہے۔ حضرت ساریہ پہاڑ کو اوٹ میں لیکر دشمن سے لڑ رہے ہیں دشمن نے
 موقع غنیمت سمجھا اور پچھلی جانب ہو کر پہاڑ پر چڑھنے لگے اگر وہ پہاڑ پر چڑھ جاتے تو پورا لشکر
 اسلام ان کے تیروں کی زد میں تھا۔ حضرت ساریہ کی توجہ اس جانب نہ تھی۔ حضرت عمر فاروق
 رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جلوہ افروز خطبہ جمعہ دے رہے تھے کہ
 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ ہی ارشاد فرمایا دیا:

يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ ، يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ -

اے ساریہ! پہاڑ کا خیال رکھو، اے ساریہ! پہاڑ کا خیال رکھو۔

یہ آواز سینکڑوں میل کی مسافت طے کر کے حضرت ساریہ کے کانوں سے ٹکراتی ہے اور
 وہ دشمن کی اس چال سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور لشکر اسلام کو فتح و نصرت ملتی ہے۔
 یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی۔

اس روایت پر بحث کرتے ہوئے علامہ محمد ناصر الدین الالبانی لکھتے ہیں:

فَالْقِصَّةُ ثَابِتَةٌ "صَحِيحَةٌ" وَهِيَ كَرَامَةٌ "أَكْرَمَ اللَّهُ بِهَا عُمَرَ حَيْثُ انْتَزَبَهُ
 جَيْشُ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الْأَسْرَاءِ وَالْفَتْكِ بِهِ -

پس یہ قصہ ثابت ہے اور صحیح ہے یہ کرامت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت

عمر کو عزت بخشی ایسے کہ ان کے ذریعے مسلمین کے لشکر کو قید یا قتل ہونے سے بچا لیا۔
جلیس الملک کا تندرست ہونا:

بادشاہ کا ایک درباری ایک ہم مجلس بیمار ہوا اس بیماری سے اس کی بینائی جاتی رہی۔ اور وہ نابینا ہو گیا۔ اب اس کی زندگی بے مزہ ہو گئی کہتے ہیں آنکھ ہے تو جہاں ہے۔ یعنی جہاں کے نظارے آنکھ سے وابستہ ہیں آنکھ سلامت ہے تو اس عالم رنگ و نور کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ اب اس جلیس الملک بادشاہ کے درباری کی آنکھیں جاتی رہیں وہ مغموم رہنے لگا۔ اس کو کسی نے بچہ کے بارے میں اطلاع دی کہ اس کے پاس جو بھی مریض جاتا ہے شفا پا جاتا ہے۔ یہ درباری بہت سے ہدیے اور تحفے لیکر اس بچے کے پاس پہنچا تو اس سے کہا اگر تو مجھے شفا دے دے تو یہ سارے تحفے تیرے ہیں یہ سب قیمتی اشیاء تیرے لئے ہیں۔

بچے نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اس کے تحفوں سے اعراض برتا اس کا فائدہ یہ ہوا کہ بادشاہ کے درباری کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اس بچے کو قطعاً کسی چیز کی لالچ نہیں اور یہ اس دور میں ایک بہت بڑی بات تھی جبکہ تخت حکومت پر بیٹھنے والا بادشاہ بھی وصف لالچ سے بری نہ تھا۔ اور یہ بچہ جادو گر بھی نہیں کیونکہ جادو گر دولت کے رسیا ہوتے ہیں اور وہ دولت کے حصول کیلئے ہر جائز ناجائز ذریعہ استعمال کرتے ہیں۔ یہ بچہ اس درباری کے سامنے ایک عظیم انسان کی صورت میں ظاہر ہوا۔

بچے نے ایک اور ضرب لگائی اور کہا میں کسی کو شفا نہیں دیتا شفا تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے اگر تجھے شفا چاہے تو وحدہ لا شریک پر ایمان لے آؤ۔ جب وہ درباری اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لا چکا تو بچے نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اسے شفا سے نوازا۔ اس کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور یہ چمکتا

ہوا جہاں اسے نظر آنے لگا۔

امتحان میں سُرخ روئی:

اس ازم گاہ حیات میں اہل حق پر ابتلاء و آزمائش کا وقت آتا رہتا ہے۔ جادہ حق پر چلنے والوں کو مختلف قسم کے امتحانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جو مرد حق آگاہ عزم و ہمت سے جانب منزل رواں دواں ہوا سے بڑی سے بڑی آزمائش بھی صراطِ مستقیم سے پھسلا نہیں سکتی۔ اس نیلے آسمان نے بڑے بڑے مناظر دیکھے ہیں کہ باجبروت حکمران اپنی پوری قوت و طاقت سے ایک اللہ والے کا ایمان سلب کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنے پورے جبر و ستم کے باوجود اس کا ایمان سلب نہ کر سکے سونے چاندی اور ہیرے جواہیرات کے انبار لئے بڑے بڑے بادشاہ کا اللہ کے شیدائیوں اور اس کے دین کے فدائیوں کا ایمان خریدنا چاہے لیکن اتنے سیم و زر کے باوجود ان کا ایمان نہ خرید سکے۔

زیر نظر حدیث پاک میں راہب کو دھمکایا جاتا ہے کہ اپنا دین و ایمان کو رخصت کر دو لیکن وہ راہب ایسا کرنے پر تیار نہ ہوا آ رہ منگوا کر اس کے سر پر رکھ کر اس کے دین کا امتحان لیا جاتا ہے۔ وہ اف تک نہیں کرتا اور اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرتا ہے حتیٰ کہ آ رہ سے اس کا جسم دو حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اس کے سر کے دو ٹکڑے کر دے جاتے ہیں اس کے جسم و جاں کے رشتہ کو الگ کر دیا جاتا ہے لیکن زبان پر شکوہ کا لفظ تک نہیں آتا اور وہ پیکر تسلیم و رضا بن کر اپنی جان جان آفریں کے حوالے کر دیا ہے۔

یہ راہب تو برس یا برس سے دین اسلام کا پیروہ کا رہا تھا اس کے رگ و ریشہ میں دین کا نور سرایت کئے ہوا تھا۔ اور عرصہ سے دین کے کیف سے مکلف ہو رہا تھا۔ لیکن اس جلیس الملک کو کیا

ہو اس بادشاہ کے درباری کو کیا ہوا جو ابھی ابھی مسلمان ہوا ہے جو تازہ تازہ اسلام کی آغوش میں آیا ہے۔ ابھی تو اس نے طویل سجدوں کا کیف نہیں لیا ابھی تو وہ طویل مناجاتوں سے لطف اندوز نہ ہوا لیکن ثابت قدمی میں وہ بھی کسی سے پیچھے نہیں وجہ واضح ہے کہ یہ دین یہ اسلام کسی کا ذائقہ ذاتی کمال نہیں ہوتا یہ تو رحیم و کریم اللہ کا کرم ہوتا ہے اور وہ اپنے لطف کی بارش جس دل پر بھی ڈال دے پھر اسے ہزار دھمککا یا جائے وہ حق کی لذت سے بیگانہ نہیں ہوتا جب حق کا نور اس کے ظلمت خانہ دل کو بقعہ نور بنا دیتا ہے پھر چاہے اس کی جان بھی لے لی جائے وہ اس نور اسلام سے منہ نہیں موڑا کرتا۔

یہ اسلام کی لذت ہے ہی ایسی کہ جسے نصیب ہو جائے پھر وہ عمر بھر اسی لذت کے کیف سے مست رہا کرتا ہے۔

تاریخ کے صفحات ہمیں بتاتے ہیں کہ حضرت یاسر و حضرت سُمیہ رضی اللہ عنہما غلام ہیں اور غلامی میں زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن جب آفتاب نبوت کی نوری کرنیں ان کے دلوں پر پڑیں تو ان کے دلوں کو رشک صد ماہتاب بنا دیا پھر وہ اس نور کے گرویدہ ہو گئے اور عمر پھر اسی مستی سے مست رہے۔

مکہ کے باجروت کفار مکہ سے زور آور مشرکیں اور عرب کے کینہ صفت اخلاقی اقدار سے بے گانہ ظالمین و فاجریں اپنی پوری قوت صرف کرتے ہیں کہ ان غلاموں سے ان کی نعمت ایمان کو چھینا جائے لیکن وہ اپنے مشن میں بری طرح ناکام ہوئے پھر اپنی حفت و رسوائی کو مٹانے کیلئے انہوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا یہ ظلم و زیادتی یہ قتل و غارت ان اہل ایمان سے ان کے ایمان کو چھین نہ سکے۔ یہ وہ اللہ والے تھے جن کی نگاہیں جمال محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سے لبریز تھیں اور ان کے دل کی ڈھرنکیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈھرک رہیں تھیں۔ انہوں نے اس جلوہ حق نما اور اپنے عشق حق آگاہ کی لاج رکھ لی اور اپنی جانوں کا نذار نہ پیش کر کے قرب الہی کی لذتوں سے سیراب ہو گئے۔

صبر، صدمہ کے شروع میں

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرِ فَقَالَ : ((اِتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي)) فَقَالَتْ : إِلَيْكَ عَنِّي ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبِّ بِمُصِيبَتِي ، وَلَمْ تَعْرِفْهُ ، فَقِيلَ لَهَا : إِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَاتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَائِبِينَ ، فَقَالَتْ : لَمْ أَعْرِفْكَ ، فَقَالَ : ((إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى)) . متفق عليه۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۹۲۶)	جلد ۲	صفحہ ۴۷
ابن داؤد	رقم الحدیث (۳۱۲۳)	جلد ۲	صفحہ ۲۱۰
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۸۷)	جلد ۱	صفحہ ۵۰۴
قال الالبانی:	صحیح		
فتح الباری	رقم الحدیث (۱۲۸۳)	جلد ۱	صفحہ ۱۳۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۸۶۸)	جلد ۲	صفحہ ۲۰
مرقاۃ المفاتیح	رقم الحدیث (۱۵۹۶)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۴
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۵۹۶)	جلد ۲	صفحہ ۲۸۰
قال محمود محمد محمود:	متفق علیہ		
المسند احمد بن حنبل (مختصر)	رقم الحدیث (۱۲۲۵۷)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۲۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ سے ڈرو اور صبر اختیار کرو۔

اس عورت نے کہا:

مجھ سے دور ہو جاؤ تمہیں وہ مصیبت نہیں پہنچی جو مجھے پہنچی ہے اس عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں تھا (اس لئے ایسے کلمات کہہ دے) بعد میں اس عورت سے کہا گیا کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

پس وہ عورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر حاضر ہوئی وہاں اس نے دربانوں کو نہ پایا

اس عورت نے کہا:

(یا رسول اللہ!) میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اسے (نصیحت فرماتے ہوئے) فرمایا:

صبر تو یہی ہے کہ صدمے کے آغاز میں کیا جائے (بعد میں تو صبر آ ہی جاتا ہے)

اور امام مسلم ک روایت میں ہے وہ عورت اپنے بچے کی قبر پر رو رہی تھی۔



حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم امین امت پر کس قدر شفیق و رحیم ہے آپ کا دل

انور اپنی امت کی بھلائی کے لئے ہر وقت سراپا شفقت ہے۔ زیر نظر حدیث پاک میں ایک عورت اپنے کسی فوت شدہ عزیز کی قبر پر پہنچی ہے اور مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عزیز اس کا اپنا جگر پارہ ہے۔ ماں کی مامتا بے قرار ہو جاتی ہے قبر پر پہنچ کر روتی ہے اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریب سے گزرتے ہیں آپ اسے فرماتے ہیں:

اتَّقِيَ اللَّهَ وَاصْبِرِي۔

اللہ سے ڈرو اور صبر اختیار کرو۔

یہ الفاظ مبارک بتاتے ہیں شاید وہ عورت رونے میں حدود شرعیہ سے تجاوز کر گئی تھی۔ چیخ و پکار کر رہی تھی اپنے جگر پارے کے غم میں بے حال ہو رہی تھی۔ والی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں تقویٰ اختیار کرو۔ اور صبر کا دامن نہ چھوڑو۔

اللہ سے ڈرتی رہو جب اللہ تعالیٰ سے ڈرو گی تو پھر حدود شرعیہ سے تجاوز نہ کو گی۔ اس کے احکامات کو دل و جان سے قبل کرو گی۔ اس کیا احکامات پر عمل کی برکات تمہارے شامل حال ہوں گی۔ جس کے لئے اللہ کی برکات و خیرات ہوں اس کیلئے نازل ہونیوالی مصیبتیں مصیبتیں نہیں رہتیں بلکہ وہ بھی اخروی فلاح کی ضامن ٹھہرتی ہیں اور صبر کا دامن نہ چھوڑو۔ جس انسان کو صبر نصیب ہو جائے وہ انسان اللہ تعالیٰ کی عنایات کریمانہ کا مستحق ہوا کرتا ہے۔ اور جو مرد مسلم صبر کا پیکر ہوتا ہے خدائے بزرگ و برتر اس پر اپنی کرم کی برسات نازل کرتا ہے۔

وہ عورت اس وقت شدت غم سے بے حال تھی اسے خبر ہی نہ ہو سکی کہ ماں باپ سے بڑھ پر اتنی پیاری نصیحتیں کرنیوالا کون ہے یہ شفقتوں سے لبریز کلمات کسی کی زبان سے نکل رہے ہیں یہ پیکر خلوص و وفا کون ہے یہ کونسی ہستی ہے جو دکھی دلوں کو سکون کی دولت دیتی ہے۔ اور یہ

کوئی ذات ہے جس کا سراپا خیرات و برکات سے لبریز ہے۔

اس عورت نے بے خبری میں سخت جملہ نکال دیا۔ پیکر خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی نہ فرمایا اور اپنے کا شانہ اقدس تشریف لے آئے۔

بعد میں اس عورت کو کسی نے بتایا کہ جس کو تم نے سخت لفظ کہے وہ تو اللہ کے محبوب سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم تھے یہ تو وہ ہستی تھے جس کے دم قدم سے باغ عالم میں بہا رہے وہ عورت مسلم تھی وہ عورت منافق نہ تھی اگر منافق ہوتی تو وہ کبھی بھی بارگاہ خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ آتی۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَىٰ الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ
يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا۔

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آو اس کی طرف جو اللہ نے نازل کیا اور آو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو آپ دیکھیں کہ یہ منافق آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے اعراض برتتے ہیں۔

وہ عورت بحمد اللہ کلمہ گو بھی اور نعمت ایمان سے مالا مال تھی فوراً بارگاہ خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم حاضری دیتی ہے۔ اور اپنے جرم کی معافی کی خواہش گار ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بات، کو اس کے اعتذار کو سنا ان سنا کر دیتے ہیں کیوں یہ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لئے انتقام لیتے ہی نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظرف بہت بڑا ہے۔ بڑے بڑے مشرکین و کافرین کی باتیں برداشت کیں انہیں کبھی اس کا احساس تک نہ ہونے دیا یہ تو پھر بھی ایک مسلم تھی خدائے وحدہ لا شریک کی بندی تھی اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی تھی۔

اس نے تو بے خبری میں کلمات کہہ دے تھے پھر وہ نادم و شرمسار ہو کر آئی تھی۔ یہ رحیم اللہ کے رحیم نبی ہیں ان کی بارگاہ میں جو ندامت لے کر آتا ہے اسے مزید شرمسار نہیں کیا کرتے۔

سنا ہے شرم والوں کو وہ شرمایا نہیں کرتے۔

اس موقع پر بھی آپ نے وعظ و نصیحت سے اسے عورت کو سرفراز فرمایا اور اس کے دل کی اجڑی بستی کو پھر سے باغ و بہار کر دیا۔

فرمایا: صبر تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔

یعنی جو ہونا تھا وہ ہو گیا آئندہ سے بھی خیال رکھنا اگر کہیں کوئی مصیبت آجائے واویلا نہ کرنا، کوئی تکلیف آئے تو آپے سے بار نہ ہونا شروع ہی سے صبر کرنا کیونکہ حقیقی صبر وہی ہے جو مصیبت کی ابتداء میں کیا جائے بعد میں تو صبر آ ہی جاتا ہے۔

جزع و فزع سے شریعت نے منع فرمایا ہے ویسے بھی واویلا کرنے سے میت کو کوئی نفع نہیں ہے۔ میت کو نفع تو تب ہوگا جب اسے دعا و استغفار میں یاد رکھا جائے جس میت کے لئے دعا و استغفار کی جائے اسے قبر میں اس کا نفع ہوتا ہے وہ میت خوش قسمت ہے جس کے بعد اسکے اعزہ و اقارب اس کیلئے دعا کا اہتمام کریں اور صدقہ و خیرات کر کے اس کا ثواب اسے پہنچائیں۔

ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

حدثنا هشام بن عمار ، ثنا اسماعیل بن عباس ، ثنا ثابت بن عجلان

عن القاسم ،

عَنْ أَبِي أَمَامَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ : يَقُولُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ : ابْنُ آدَمَ إِنْ صَبَرْتُ وَاحْتَسَبْتُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى
 لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا ذُونَ الْجَنَّةِ -

حضرت ابو امامہ الباہلی - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ سبحانہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اے آدم کے بیٹے! اگر تو صدمہ و تکلیف کے شروع ہی میں صبر کرے اور ثواب کی تمنا
 کرے تو میں تیرے لئے جنت سے کم ثواب پر راضی ہی نہ ہوں گا۔

اس حدیث پاک میں کریم اللہ کے کرم کا جو بن ملاحظہ ہو براہ راست فرزند آدم سے
 مخاطب ہے کیا یہی ایک شرف کافی نہیں ہے اس خطاب کی عظمت و بزرگی پر کائنات فدا کر دی جا
 ئے تو حق ادا نہیں ہوا۔

انسان پر مصائب و آلام آتے رہتے ہیں یہ دنیا دار السرور نہیں ہے پریشانیاں اس
 جہاں کا خاصہ ہیں۔ اہل ایمان ان تکالیف سے گھبراتے نہیں ہیں وہ صبر کرتے ہیں۔ پھر صبر صبر
 میں فرق ہے۔ کسی نے تکلیف کی ابتداء میں صبر کیا۔ حقیقی صبر یہی ہے اس پر وعدہ جنت ہے ورنہ
 جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے صبر آتا جاتا ہے۔

صدمہ آتے ہی صبر کا دامن نہ چھوڑ اللہ کی رضا، اس کی خوشنودی اور اس کے حق بندگی کو
 مد نظر رکھتے ہوئے صبر کیا جائے تو خالق و مالک کا وعدہ ہے جنت سے کم ثواب پر راضی نہ
 ہوں گا۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ صرف یہی فرمادینا میں اسے جنت دوں گا یہ بھی بہت بڑی نوید تھی لیکن وہ رحیم و کریم یوں فرماتا ہے کہ جنت سے کم ثواب پر راضی نہ ہوں گا، ان کلمات طیبات کا مزا وہی جانتا ہے جو رُمز آشنا محبت ہے ان کلمات کی حلاوت اسے ہی نصیب ہے جس نے باری تعالیٰ کی محبت و چاہت کے جام پیے ہیں۔

اللہ ذوالجلال ہم سب کو اپنی لازوال محبت نصیب فرمائے اور اپنی رضا پر زندگی گزارنے کے سعادت ارزانی فرمائے۔

صابر کیلئے جنت

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبِضْتُ صَفِيَّةً مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةَ)) . رواه البخارى -

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مسند امام احمد	رقم الحدیث (۹۳۶۱)	جلد ۹	صفحہ ۱۹۶
قال حمزه احمد الزين:	اسنادہ صحیح		
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۰۰۴)	جلد ۹	صفحہ ۲۸۳
صحیح البخاری مع الفتح	رقم الحدیث (۶۴۲۴)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۴۱
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۵۴۷)	جلد ۴	صفحہ ۲۰۱۸
قال البغوی:	هذا حدیث صحیح		
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۹۸۶۲)	جلد ۷	صفحہ ۱۶۶
مواد النظم (بالفاظ مختلف)	رقم الحدیث (۷۰۷)		صفحہ ۱۸۲

میرا وہ مومن بندہ کہ جس کے اہل دنیا میں سے محبوب ترین فرد کو میں لے لوں پھر وہ اس پر ثواب کی نیت (سے صبر) کرے تو میرے ہاں اس (صبر کرنے والے) کے لئے سوائے جنت کے کوئی بدلہ نہیں۔



یہ حدیث پاک حدیث قدسی کہلاتی ہے جس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے حدیث پاک کو حدیث قدسی کہتے ہیں۔

ہر چیز کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور اس کی مخلوق ہیں اس نے ہمیں پیدا فرمایا ہے تو ہم پیدا ہوئے ہیں اگر وہ پیدا نہ فرماتا تو کون پیدا ہوتا۔ تمام کائنات کا، کائنات کے ہر فرد کا وجود اللہ تعالیٰ کے پیدا فرمانے اور اس کے لطف و کرم سے ہے۔ وہ جب چاہے کسی کو دے اور جب چاہے کسی سے لے لے یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کی امت پر کتنا مہربان ہے سبحان اللہ! اگر کسی کو دیتا ہے اور پھر اس کا پیارا اس سے لے لیتا ہے وہ آدمی اس لینے پر صبر کرے، ثواب کی امید رکھے تو رحیم و کریم اللہ اس صبر و رضا کے عوض اسے عذاب جہنم سے نجات عطا فرمائے گا۔ دائمی آرام و سکون دے گا اور جنت عطا فرمائے گا۔

صفا کا معنی صاف ہونا ہے اور صَفِیَّ ”خالص چہیتے کو کہتے ہیں۔

بیٹے سے اور اپنے جگر پارے سے انسان کوٹ کوٹ کر محبت کرتا ہے اس کی محبت خالص ہو کرتی ہے اگر کسی کا بیٹا اللہ تعالیٰ لے لے اور اس پر وہ صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا فرماتا ہے۔

اسی طرح کسی کو اپنے بھائی سے بہت محبت ہوتی ہے یہ محبت خلوص پر مبنی ہوتی ہے۔ وہ آدمی اپنے بھائی کے بغیر رہ نہیں سکتا اچانک اللہ تعالیٰ اس کے بھائی کو اٹھالیتا ہے اس پر اگر وہ صبر کرے اللہ کی رضا پر راضی رہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسے میں جنت عطا کروں گا۔

بعض احباب کو اپنے والدین سے انس ہوتا ہے اور یہ انس اپنی آخری حدوں کو چھو رہا ہوتا ہے جب تک وہ اپنے والدین کی زیارت نہ کر لیں انہیں سکون نہیں ملتا وہ ہر وقت والدین کی خدمت میں لگے رہتے ہیں یہ خدمت وہ بوجھ سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ دل و جان سے کرتے ہیں ان کے والدین جب دارفانی کو چھوڑ جائیں اور اس پر وہ صبر کا دامن تھامے رکھیں جزع و فزع سے اعراض کریں تو اللہ الکریم کا وعدہ ہے کہ انہیں جنت دائمی انعامات کی جگہ سے نوازے گا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ صرف خونی رشتوں تک ہی نہیں بلکہ ہر اس تعلق تک ہے جو خلوص پر مبنی ہے جس میں کسی لالچ کسی مفاد کا شائبہ تک نہ ہو۔

کبھی کبھی کسی مسلم بھائی سے دوستی ہو جاتی ہے وہ دوستی بڑھتے بڑھتے بھائی چارہ تک پہنچ جاتی ہے پھر وہ بھائیوں کی طرح رہتے ہیں دکھ درد میں برابر شریک ہوتے ہیں۔ جب تعلقات کی نوعیت غرض سے وراہ ہو تو وہاں عجب سماں ہوتا ہے تکلیف ایک کو دکھ دوسرے کو مصیبت ایک پر نازل ہوتی کرب دوسرے کو جب ایسے دوست کی جدائی کا وقت آئے وہ اپنے ہی گہرے اور مخلص دوست کے ہاتھوں میں اپنی جان جان افریں کے حوالہ کر دے اور وہ دوست اس پر صبر کا دامن تھامے رکھے تو یقیناً ایسے دوست کے لئے ہی وعدہ الہی جنت کا ہے۔

کبھی انسان اپنے استاد سے محبت کرتا ہے یہ محبت محبت ہوا کرتی ہے اس میں کوئی لالچ پنہاں نہیں ہوتی جب یہ محبت نقطہ کمال تک پہنچتی ہے تو پھر اس استاد کے بغیر چین نہیں آتا اگر وہ

دنیا سے چلا جائے، اس کا انتقال ہو جائے تو اس کا یہ شاگر یہ سمجھتا ہے کہ میرا سب کچھ ٹٹ گیا اب میں اپنی علمی پیاس کس کے پاس جا کر بجھایا کروں گا اور کون سے جو میرے سر پر دست شفقت رکھے گا کون ہے جو محبت بھرے انداز میں مجھے راہ حق بتائے گا اس کا اندر اس کے غم میں چھلنی ہے لیکن وہ ظاہری طور پر اطمینان و سکون کا پہاڑ نظر آتا ہے۔ وہ ایسا صرف اور صرف حکم خداوندی سے کرتا ہے تو ایسے ہونہار شاگر کے لئے درجنت کشادہ ہے وعدہ الہی ہے۔ اور انّ اللہ لا یخلف المیعاد۔

طاعون میں صبر کرنے والے کیلئے شہید کا اجر

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونَ ، فَأَخْبَرَهَا ((أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مَنْ يَشَاءُ ، فَجَعَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ، فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ فِي الطَّاعُونَ فَيَمُوتُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيدِ)). رواه البخاری۔

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں استفسار کیا۔ حضور نے حضرت عائشہ کو خبر دی کہ یہ (طاعون) عذاب تھا جس فرد (یا قوم) پر اللہ چاہتا ہے نازل فرماتا پس اللہ تعالیٰ نے اسے (اب) مومنین کے لئے رحمت بنا دیا ہے۔ پس جو آدمی طاعون میں مبتلا ہو جائے پھر

فتح الباری	رقم الحدیث (۵۷۳۳) جلد ۱۰	صفحہ ۱۹۲
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۲۲۲۳۹) جلد ۱۷	صفحہ ۳۵۷
قال حمزه احمد الزین:	اسنادہ صحیح	
صحیح مسلم (بالفاظ مختلف)	رقم الحدیث (۲۲۱۸)	جلد ۳ صفحہ ۲۶۳
فتح الباری	رقم الحدیث (۳۳۷۳) جلد ۶	صفحہ ۵۱۳

وہ اپنے ہی شہر میں ٹھہرا رہے صبر کرتے ہوئے اور ثواب کی نیت رکھتے ہوئے (اور) وہ جانتا ہو (اسے یقین ہو) کہ اسے وہی کچھ پہنچے گا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے لکھ دیا ہے (اگر وہ اس طاعون میں وفات پا جائے) تو اس کے لئے شہید کی مثل اجر و ثواب ہے۔
اسے روایت کیا ہے بخاری نے۔



طاعون ایک بیماری ہے جسے اللہ تعالیٰ پہلی امتوں پر بطور عذاب نازل کرتا تھا یعنی پہلی امتوں میں سے اگر کوئی امت اللہ کی نافرمانی کرتی اللہ کے احکامات کا مذاق اڑاتی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ناروا سلوک کرتی تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو مٹانے کا ارادہ فرمادیتا اس قوم کو نیست و نابود کرنے کے لئے کبھی پتھروں کی بارش ہوتی تو کبھی کڑک و گرج ان کا کام تمام کر دیتی کبھی اسی بستی کو غرق کر دیا جاتا تو کبھی اس نافرمان بستی کو تہہ و بالا کر دیا جاتا۔

یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مختلف صورتیں تھیں انہیں صورتوں میں ایک یہ بھی تھی کہ جب کوئی قوم نافرمانی کرتی اور نافرمانی میں حد سے بڑھ جاتی احکامات خداوندی کو پس پشت ڈالتی، شرک و کفر جیسی فتنج عادات کی مرتکب ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ اسے نیست و نابود کرنے کیلئے طاعون کا عذاب نازل کرتا جب یہ بیماری عذاب کی صورت میں آتی تو پورے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی جس سے کوئی بھی کافر و مشرک بچ نہ سکتا بلکہ تمام کفار و مشرکین کو نیست و نابود کر دیا جاتا۔
اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر کس درجہ مہربان ہے اور آپ کے صدقے آپ کی امت پر کس درجہ لطف و کرم فرماتا ہے جو چیز پہلی امتوں پر عذاب تھی اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے وہ اس امت کے لئے رحمت بن گئی۔

اب اگر کسی جگہ کسی بستی و شہر میں طاعون کی بیماری حملہ کر دے تو وہاں موجود اہل اسلام صبر کا دامن نہ چھوڑیں اور نہ جزع و فزع کریں بلکہ نہایت اطمینان سے اس بستی میں رہیں اور یہ یقین و ایمان رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کچھ نہ ہوگا حکم خداوندی پر عمل کرتے ہوئے وہ اپنے علاقہ میں فروکش رہیں اگر انہیں بیماری آئے تو صبر کریں اور ثواب کی امید رکھیں۔ اللہ ذوالجلال والا کرام کا وعدہ ہے ایسے صابر و محتسب کو شہید کا اجر و ثواب ملے گا۔

غور کیجئے کہاں مرتبہ شہادت کہ دشمن خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نبر آزا ما ہونا اس کی للکار پر میدان میں نکلتا اور اپنی جان کو راہ حق میں قربان کر دینا کس دل گردے کا کام ہے یہ وہی کر سکتا جس کا باطن نور ایمان سے منور ہے اور جس کا سینہ مہبط انوار و بانہ ہو شہید کے لئے جنت ہے بلکہ شہید اپنی تربت میں زندہ و جاوید ہے اور اللہ کا رزق کھاتا ہے اس طرح جو صابر و محتسب طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر اس دار فانی کو خیر باد کہہ گیا وہ بھی شہید و کا اجر پاتا ہے۔ گویا کریم اللہ سے بھی اپنے لطف و کرم سے حیات جاودانی عطا فرماتا ہے۔ اور وہ بھی اپنی قبر میں رزق الہی سے مسرور ہوتا ہے اور ان مزید انعامات اور کرم نوازیوں سے سرفراز ہوتا ہے جو انسان سوچ و فکر سے وراء ہیں کریم جب دیتا ہے تو بے حساب دیتا ہے۔

طاعون سے متعلق نبوی ہدایت:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا كَانَ بِسُرْعَ بَلْعَهُ أَنَّ
الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

إِذَا سَمِعْتُمْ بَارِضٍ فَلَا تَقْدِمُوا عَلَيْهِ ، وَإِذَا وَقَعَ بَارِضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا

تَخْرُجُوا فِرَارًا مِّنْهُ۔

ترجمہ الحدیث:

عبداللہ بن عامر کا بیان ہے کہ:

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے جب آپ مقام سمرغ پہنچے تو آپ کو اطلاع ملی کہ شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ کو بتایا کہ میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے:

جب تم سنو کہ کسی علاقہ میں طاعون پھیل گئی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر کسی ایسے علاقے میں وبا پھیل گئی ہے کہ تم اس علاقہ میں موجود ہو تو اب اس طاعون سے بھاگتے ہوئے اس علاقہ سے باہر نہ نکلو۔

یہ کتنی واضح نبوی تعلیم ہے کہ جہاں طاعون کی وبا پھیلی ہو اس علاقہ میں ہرگز داخل نہ ہو اور جہاں تم رہ رہے ہو اگر وہاں طاعون پھیل گئی ہے تو اب اس علاقہ سے باہر نہ نکلو۔

یہ ایک بندہ مومن کو تعلیم ہے کہ سب کچھ دست قدرت میں ہے اگر کسی علاقہ و بستی میں تم موجود ہو اور وہاں طاعون پھوٹ پڑی ہے تو اس علاقہ سے باہر نہ نکلو یہ تمہارا یقین کامل اور ایمان کامل ہونا چاہیے کہ زندگی و موت اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے۔ اگر اس نے موت لکھ دی ہے تو وہاں سے بھاگنے کا فائدہ نہیں اگر ابھی موت کا وقت نہیں آیا تو ہزار طاعون آتی رہے تمہارا کچھ بھی نہ بگڑے گا۔

آنکھیں جانے پر صبر کے عوض جنت

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : (إِنْ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ قَالَ : إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتِهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ) يُرِيدُ عَيْنَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

ترجمة الحديث :

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں (آنکھوں) کے ذریعے آزماؤں پس وہ اس پر صبر کرے تو میں ان دونوں آنکھوں کے بدلے اسے جنت عطا فرما دوں گا۔

جبیبہ سے مراد اس کی دو آنکھیں ہیں۔

اسے بخاری نے روایت فرمایا۔



صفحہ ۱۱۶	جلد ۱۰	رقم الحدیث (۵۶۵۳)	شیخ البخاری مع الفتح
صفحہ ۱۶۲	جلد ۲	رقم الحدیث (۱۳۹۴)	مشکوٰۃ المصابیح
صفحہ ۵۲۶	جلد ۳	رقم الحدیث (۶۵۵۲)	سنن اللبری
صفحہ ۲۸	جلد ۹		اتحاد السادة المتقين
صفحہ ۱۱۶	جلد ۱۰		فتح الباری
صفحہ ۵۲۵	جلد ۳	رقم الحدیث (۲۵۵۲)	اتحاد السادة المتقين

یہ عالم دنیا یہ جہاں رنگ و بونور میں دھلا ہوا ہے ہر طرف اللہ تعالیٰ کی صنعت دکھائی دیتی ہے۔ کہیں نور برساتا سورج طلوع ہو رہا ہے تو کہیں تاروں بھری رات دعوت نظارہ دیتی ہے۔ کہیں چود ہویں کا چاند اپنی جانب راغب کرتا تو کہیں سپیدہ سحر انسان کو مسحور بناتا ہے کہیں رنگ برنگے پھول ہیں تو کہیں لہلہاتے کھیت، کہیں دریاؤں کی روانی ہے تو کہیں سمندر کی اٹھتی موجیں کہیں گرتی آبشاریں ہیں تو کہیں اُبلتے چشمے فلک بوس پہاڑ ہوں یا برف سے ڈھکی چوٹیاں سب اللہ جل جلالہ کی قدرت اور اس کی ربوبیت کا برملا اظہار کر رہی ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ سب نظارے آنکھ سے ہیں آنکھ ہے تو جہاں ہے اور آنکھ کا نور نہیں تو جہاں بھی بے نور معلوم ہوتا ہے۔

آنکھ اللہ تعالیٰ کا وہ عطیہ ہے جس سے انسان اپنے ماں باپ کے چہروں کی زیارت کرتا ہے۔ غمگین انسان جب اپنے پھول جیسے بیٹے کے چہرے کو دیکھتا ہے تو اس کو سارے غم بھول جاتے ہیں۔

یہ آنکھ اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو آزمانے کے لئے کبھی اس کی آنکھیں لے لیتا ہے جو ان آنکھوں کے جانے سے آپے سے باہر نہ ہو بلکہ صبر کا دامن تھامے رکھے اللہ القادر کی رضا پر راضی رہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں ان آنکھوں کے بدلے اسے جنت دوں گا۔

یہ عارضی نور چلا گیا لیکن صبر کرنے والا دائمی نور لے گیا یہ مخلوق کو دیکھنے والا نور نہ رہا تو صبر و رضا کا پیکر ابد الابد تک خالق کے نور کے جلوے اپنے مقدر میں کر گیا۔ یہ سودا مہنگا نہیں بلکہ بڑا سستا سودا ہے پوچھے عشاق سے پوچھے اللہ تعالیٰ کے دیوانوں سے اگر انکا سب کچھ چھین

جائے اور اس کے بدلے انہیں جلوہ الہی نصیب ہو تو یہ جلوہ ان کے سب دکھوں کا مداوا بلکہ تمام کدو کاوش کا حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو صبر کی دولت نصیب فرمائے۔

حضور سید الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھی لوگ آنکھوں کا مسئلہ لے کر آتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں راہ جنت بتاتے تھے لیکن بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت بھلے لیتے اور آنکھیں بھی لے لیتے۔

سنن ابن ماجہ کی روایت ملاحظہ ہو:

حدثنا احمد بن منصور بن سيار ، ثنا عثمان بن عمر ، ثنا شعبة ، عن ابى جعفر المدنى ، عن عمارة بن خزيمة بن ثابت :

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : أَدْعُ اللَّهَ لِي أَنْ يُعَافِيَنِي ، فَقَالَ إِنْ شِئْتَ أَخْرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ فَقَالَ أَدْعُهُ ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ وَيُصَلِّيَ رَكَعَتَيْنِ وَيَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ .

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدِ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى اللَّهُمَّ شَفَعَهُ فِيَّ -

سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو عرض کی (یا رسول اللہ!) میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت عطا فرمائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے موخر کر دیتا ہوں یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دعا کروں تو اس آدمی نے عرض کی دعا کر دیجئے!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وضو کرے اور احسن طریقے سے وضو کرے اور دو رکعت صلاۃ (نماز) ادا کرے پھر یہ دعائے مانگے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى اللَّهُمَّ شَفْعُهُ فِيَّ -

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں رحمت والے نبی (حضرت) محمد (مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے یا محمد! (اے سراپا حمد و خوبی) میں آپ کے وسیلہ جلیلہ سے اپنے کریم کی طرف متوجہ ہوا ہوں اپنی اس حاجت میں تاکہ میری اس حاجت کو پورا کیا جائے۔ اے اللہ! میرے حق میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرما۔

جنتی عورت

وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ : قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ؟ فَقُلْتُ : بَلَى ، قَالَ : هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ : إِنِّي أُضْرَعُ ، وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ ، فَادْعُ اللَّهَ تَعَالَى لِي قَالَ : ((إِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ وَلَكَ الْجَنَّةُ ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يُعَافِيكَ)) فَقَالَتْ : أَصْبِرُ ، فَقَالَتْ : إِنِّي أَتَكَشَّفُ ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا . متفق عليه۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۷۶)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۶۵۲)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۰۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۵۹۵۲)	جلد ۵	صفحہ ۹۷
سنن الکبریٰ للنسائی	رقم الحدیث (۷۴۴۷)	جلد ۷	صفحہ ۴۹
شرح سنن للبیہقی	رقم الحدیث (۱۴۲۳)	جلد ۵	صفحہ ۲۳۵
قال المحقق:	هذا حدیث متفق علیہ صحیح		
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۵۶)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۱۴
مسند الاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۳۲۴۰)	جلد ۳	صفحہ ۳۸۴
قال احمد محمد شاكر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عطاء ابن ابی رباح فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس - رضی اللہ عنہما - نے فرمایا:

کیا میں تجھے اہل جنت سے ایک عورت نہ دکھا دوں؟ میں نے عرض کی ضرور دکھائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

یہ سیاہ رنگ والی عورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی تو عرض کی:

میں صبر کرتی ہوں (تاہم) میں اس مرگی کے دوران بے لباس ہو جاتی ہوں میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے کہ میرا ستر نہ کھلا کرے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمادی۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔



حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سحابِ جوہر و کرم جب برستا ہے تو کھل کر برستا ہے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوہر و سخا کا سمندر موجزن ہے اور قیامت تک موجزن رہے گا رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار اقدس ہر کس و ناکس کے لئے کھلا ہے اس دربار اقدس پر جو بھی آیا اپنا دامن مراد بھر کر واپس گیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات اقدس میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو کوئی پریشانی کوئی دکھ آتا تو فوراً بارگاہِ خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ کرتے حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی ایک نگاہِ کریمانہ سے ان کے بخت سنور جاتے اور من کی مراد پاتے۔

زیر نظر حدیث پاک میں

ایک بیمار عورت بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ کرتی ہے حالانکہ بیمار کسی معالج یا طبیب کا رخ کرتے ہیں کسی ماہر ڈاکٹر کی طرف رجوع کرتے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا وطیرہ ہی نہ الا ہے انہیں کوئی تکلیف کوئی پریشانی کوئی مرض لاحق ہو تو فوراً نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں۔

بارگاہِ خیر الوری میں حاضری کا دوہرا فائدہ ہے ایک حاضر ہونے کا اجر و ثواب ملتا ہے دوسرا وہ تکلیف وہ بیماری آپ کی توجہ و برکت سے رفع ہو جاتی ہے۔

یہ حاضر ہونے والی عورت شدید بیماری میں مبتلا ہے اسے مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔ جب یہ دورہ پڑتا ہے تو اس کے ہوش و حواس سلامت نہیں رہتے اس کا ستر کھل جاتا ہے ایک بیماری بڑی شدید ہے اور دوسرا ستر کا کھل جانا یہ دونوں چیزیں صنف نازک کے لئے ناقابل برداشت ہیں یہ عورت عرض کرتی یا رسول اللہ میرے لئے دعا کر دیجئے اللہ رب العزّة مجھے شفاء عطا فرمائے۔

قاسم انعامات الہیہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر تم صبر کرو تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کر دیتا ہوں۔ اس عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جملوں پر غور کیا اس کے دل نے گواہی دی کہ یہ چند روزہ زندگی تو گزر جائے گی اگر آج اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جنت دے رہے ہیں تو یہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے فوراً جنت کی ہاں کر دینی چاہیے۔ یہ سوچ کر وہ عورت بولی

یا رسول اللہ! میں اپنی اس بیماری، اس تکلیف پر صبر کر لوں گی ہاں میرے لئے دعا کر دیجئے کہ میرا ستر نہ کھلا کرے۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمادی۔

یہ عورت ہو کر مردوں سے زیادہ عقل والی ثابت ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے اپنے آپ کو جنتی کہلوا گئی بلکہ یوں سمجھئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت بانٹنے پر آئے تھے یہ عورت چپکے سے اپنے لئے جنت لے گئی۔

اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اعتقاد ملا خطہ ہو جس عورت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دے دی اس کی زیارت باعثِ سعادت سمجھتے تھے اور ایک دوسرے کو اس کی زیارت کی ترغیب دیتے تھے۔

واقعی جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنتی قرار دے دیں اس کے جنتی ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔

مفسر قرآن حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہما کسی قدر دولت ایقان و ایمان سے لبریز تھے آپ اپنے تعلق رکھنے والوں کو اس عورت کے جنتی ہونے کی خبر دیتے تھے خبر ہی نہ دیتے بلکہ اس کی زیارت کے لئے بھی کہتے تھے۔ یہ الفاظ کسی قدر اہم ہیں:

أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

کیا میں تمہیں اہل جنت کی ایک عورت نہ دکھاؤں۔

سبحان اللہ! فیضانِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز صحابہ کرام تعلیمات نبویہ سے کس قدر آگاہ تھے تعلیمات نبویہ پر عمل ہی ان کا طرہ امتیاز تھا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ "بِهَا لَمَمٌ" إِلَى

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ لِي. فَقَالَ: **إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ فَشَفَاكَ، وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتُ وَلَا حِسَابَ عَلَيْكَ؟** قَالَتْ: **بَلْ أَصْبِرُ وَلَا حِسَابَ عَلَيَّ.**

۱۸۳ صفحہ	جلد ۴	رقم الحدیث (۵۰۱۰)	الترغیب والترہیب
۳۳۵ صفحہ	جلد ۳	رقم الحدیث (۳۳۱۹)	صحیح الترغیب والترہیب
		صحیح	قال الالبانی:
۱۷۰ صفحہ	جلد ۷	رقم الحدیث (۲۹۰۹)	صحیح ابن حبان
		اسنادہ حسن	قال شعب الارنؤوط:
۲۳۶ صفحہ	جلد ۵	رقم الحدیث (۱۳۲۳)	شرح السنۃ للبعوی
		اسنادہ قوی	قال البغوی:
۲۱۸ صفحہ	جلد ۴		المستدرک للحاکم
		هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه	قال الحاکم:
۲۱۸ صفحہ	جلد ۴		تلخیص بذیل المستدرک
۱۸۲ صفحہ		رقم الحدیث (۷۰۸)	موارد النظمان
۱۳۳ صفحہ		رقم الحدیث (۵۰۵)	الادب المفرد
۱۵۴ صفحہ	جلد ۵	رقم الحدیث (۲۵۷۶)	صحیح المسلم
۴۰ صفحہ	جلد ۳	رقم الحدیث (۳۸۳۳)	مجمع الزوائد
۲۸۳ صفحہ	جلد ۹	رقم الحدیث (۹۶۵۰)	المسند امام احمد
		اسنادہ صحیح	قال حمزہ احمد الزین:
۳۳۶ صفحہ	جلد ۱	رقم الحدیث (۵۳۳)	مختصر زوائد مسند بزار

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ایک عورت آئی جسے جنون کا کچھ عارضہ لاحق تھا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے لئے دعا کر دیجئے حضور۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو تیرے لئے دعا کر دوں تو اللہ تعالیٰ تجھے اس بیماری سے شفاء عطا کر دے اور اگر تو چاہے تو صبر کر لے تجھ پر کوئی حساب نہ ہوگا۔ اس نے عرض (یا رسول اللہ) بلکہ میں صبر کر لوں گی کہ مجھ پر کوئی حساب نہ ہو۔



علامہ لہر وی اللہم کے بارے میں لکھتے ہیں:

قال هو طرف من الجنون يلم الا نسان

لتم، جنوں کے کچھ عارضہ کو کہتے ہیں جو انسان کو لاحق ہوتا ہے۔

جنوں کے عارضہ میں مبتلا ایک عورت بارگاہ خیر الوری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتی ہے۔ یہ خیر القرون میں بسنے والے خوش نصیب افراد، صحابہ کرام، میں سے ایک ہے انہیں تکلیف آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں اور دعا کی درخواست کی۔ یہی ہمارے اسلاف کا معمول ہے کہ جب کوئی تکلیف آئے تو کسی افضل و اعلیٰ شخصیت کی بارگاہ میں دعا کیلئے حاضری دی جاتی ہے اور اللہ والوں کی بارگاہ پر حاضری دینے والا محروم نہیں رہا کرتا بلکہ اسے منہ مانگی مراد ملا کرتی ہے۔

(۱) الغریبین فی القرآن الحدیث ۵/۱۷۰۶

ادھر حضور سید العالمین فداہ ابی وامی - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - کی شانِ سخاوت کا جو بن

ملاحظہ ہو:

۔ میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیئے ہیں دُرُ بے بہا دیئے ہیں

مانگنے والا عارضی نعمت کا سوالی ہے لیکن حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے باقی

انعامات سے نوازر رہے ہیں مانگنے والا اپنے طرف کے مطابق مانگتا ہے دینے والا اپنے کشادہ ہاتھوں سے دیتا ہے۔

وہ عورت بیماری سے شفاء مانگ رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

شفاء بھی مل جائے گی لیکن اگر بے حساب جنت جانا چاہتی ہو تو بولو، سبحان اللہ! اس سخاوت پر کائنات قربان کر دی جائے تو حق ادا نہیں ہوتا۔

اس عورت کو بھی کیسا جنون ہے؟ جس جنون پر ہزار فرزاں کی قربان کر دی جائے تو حق ادا

نہیں ہوتا اس نے موقع کو غنیمت جانا اور فانی کا مطالبہ ترک کر کے باقی کو حاصل کر لیا اور حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا چونکہ بے حساب اسے جنت لے جانے میں تھی اس لئے اس نے

بھی اس پر مہر ثبت کر دی کہ دنیا کے چند دن تو صبر کر لوں گی ابداً بادی بہاروں کو ہاتھ سے کیوں

جانے دوں۔

پیکر صبر و رضا نبی علیہ الصلاۃ والسلام

وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانِي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ، صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ ، ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَذْمُوهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ يَقُولُ : ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ)). متفق عليه -

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۲۷۷) جلد ۲	صفحہ ۱۰۸۱
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۷۹۲)	صفحہ ۲۱۵ جلد ۳
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۳۱۵۷)	صفحہ ۱۳۵ جلد ۴
قال احمد محمد شاكر:	اسنادہ صحیح	
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۳۲۰۳)	صفحہ ۱۷۷ جلد ۴
قال احمد محمد شاكر:	اسنادہ صحیح	
صحیح ابن جبان	رقم الحدیث (۶۵۷۶)	صفحہ ۵۳۸ جلد ۱۳
قال شعيب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح	
سنن ابن ماجه	رقم الحدیث (۳۰۲۵)	صفحہ ۳۱۲ جلد ۶
قال محمود محمد محمود:	هذا حدیث صحیح	
صحیح سنن ابن ماجه	رقم الحدیث (۳۲۶۷) جلد ۳	صفحہ ۳۱۸
قال الالبانی:	صحیح	

ترجمة الحديث:

حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرام صلوات اللہ وسلام علیہم میں سے کسی نبی کی حکایت بیان فرما رہے ہیں جن کو ان کی قوم نے مارا کر لہو لہان کر دیا وہ (نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنے چہرہ انور سے خون صاف کرتے جا رہے تھے اور عرض کرتے جا رہے تھے:

اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما کیونکہ یہ نہیں جانتے (کہ میں کون ہوں)۔



حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ یہ مقدس ہستیاں اپنی اپنی امت کو ہدایت دینے کے لئے اپنے جملہ توانائیاں صرف کر دیتیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جگہ جگہ پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا درس دیتے اپنی رسالت کا اعلان کرتے اور یوم آخرت سے ہر ایک کو خبردار کرتے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قومیں ان کی دشمن بن جاتیں۔

صفحہ ۴۳	جلد ۷	رقم الحدیث (۹۲۶۵)	تحفة الاشراف
صفحہ ۱۳۰	جلد ۴	رقم الحدیث (۲۳۶۶)	المسند احمد بن حنبل
صفحہ ۱۳۰	جلد ۴	رقم الحدیث (۴۰۵۷)	المسند احمد بن حنبل
		اسنادہ صحیح	قال احمد محمد شاكر:

انہیں اچھے الفاظ کی بجائے دیگر نامناسب الفاظ سے یاد کرتیں بات کلام سے بڑھ کر ان کو جسمانی اذیت تک پہنچ جاتی۔

اس حدیث پاک میں جس اللہ کے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر ہے ان کی قوم نے انہیں بڑی اذیت دیتی یہاں تک کہ وہ قوم ان پر پل پڑی اور انہیں مارنا شروع کر دیا۔ جس سے وہ زخمی ہو گئے۔ اس عالم میں بھی ان کے دل سے جذبات خیر نکلتے ہیں اور اپنے اللہ کے حضور عرض کرتے ہیں:

اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے دے کہ نہیں جانتے کہ میں کون ہوں۔

سب سے زیادہ تکلیفیں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے حصہ میں آتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا جتنا زیادہ مقرب ہوتا ہے اتنی ہی اسے تکالیف پہنچتی ہیں۔ لیکن اللہ کے مقرب بندے صبر و رضا کے پیکر ہوتے ہیں وہ مصائب و آلام برداشت کرتے ہیں اور زبان پر شکوہ تک نہیں لاتے۔

اس حدیث پاک میں جس نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر ہے قوم نے انہیں مارا ان کا چہرہ تک زخمی کر دیا وہ اپنے چہرے سے خون صاف کرتے جاتے اور اپنی امت کی ہدایت کی دعا مانگتے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کے رویہ کی شکایت نہیں کی اور نہ ان کے لئے دعاء قہر و جلال کی۔

كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ :

حدیث پاک میں درج یہ جملہ بڑا قابل غور ہے۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات اقدس میں یوں فدا تھے کہ آپ کی اداؤں کا نقش

ان کے باطن میں پیوست تھا۔ وہ حدیث پاک بیان کرتے ہوئے اپنے باطن کی کیفیت کا اظہار کر رہے ہیں۔

كَانِي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

گو یا میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔

یہی وہ نادر کیفیت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم سے صحابہ کو نصیب ہوئی اور اس کیفیت کے وہ ثمرات ہیں جنہیں احاطہ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔ علم تصوف میں اس کیفیت کو تصور شیخ کہتے ہیں۔ جسے یہ نصیب ہو جائے اس کی منزل آسان ہو جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ !
أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً ؟ قَالَ :

الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الصَّالِحُونَ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَأَلْأَمْثَلُ . يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ
دِينِهِ فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صَلَابَةٌ " زِيدَ فِي بَلَائِهِ وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رَقَّةٌ " خُفِّفَ عَنْهُ
وَمَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ حَتَّى يَمْشِيَ عَلَى الْأَرْضِ وَلَيْسَ عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ "

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۰۶)	جلد ۴	صفحہ ۱۷۹
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۹۸)	جلد ۲	صفحہ ۵۶۵
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت سعد بن ابی وقاص - رضی اللہ عنہ - فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! لوگوں میں سے سب سے زیادہ مصائب کس پر ہوتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سنن ابن ماجہ	رقم الحديث (۴۰۲۳)	جلد ۴	صفحہ ۲۱۱
قال محمود محمد محمود:	الحديث حسن صحيح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحديث (۳۲۶۵)	جلد ۳	صفحہ ۳۱۷
قال الالبانی:	حسن صحيح		
مشكاة المصابيح	رقم الحديث (۱۵۶۲)	جلد ۱	صفحہ ۲۹۲
سلسلة الاحاديث الصحيحة	رقم الحديث (۱۲۳)	جلد ۱	صفحہ ۲۲۵
تحفة الاشراف	رقم الحديث (۳۹۳۲)	جلد ۳	صفحہ ۳۱۸
حلیۃ الاولیاء		جلد ۱	صفحہ ۳۶۸
شرح النہ للبعوی	رقم الحديث (۱۳۳۲)	جلد ۵	صفحہ ۲۳۲
قال المحقق:	اسناده حسن		
المستدرک للحاکم		جلد ۱	صفحہ ۴۱
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	رقم الحديث (۸۳۰)	جلد ۲	صفحہ ۱۳۳
قال حسین سلیم اسد:	اسناده صحيح		
صحیح ابن حبان	رقم الحديث (۲۹۰۱)	جلد ۷	صفحہ ۱۶۱
قال شعيب الارنؤوط:	اسناده حسن		
اسنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحديث (۶۵۳۲)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۲
موارد النظم ان	رقم الحديث (۶۹۸)		صفحہ ۱۸۰



نے ارشاد فرمایا:

انبیاء کرام پر پھر صالحین پر پھر جوان کے مرتبہ میں قریب ہے۔ پھر جوان کے مرتبہ میں قریب ہے۔

آدمی کو اس کے دین کے موافق آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اگر اس کے دین میں صلابت (پختگی) ہو تو اس کی آزمائش میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اور اگر اس کے دین میں خفت (پختگی نہ ہو) ہے تو اس سے آزمائش کم کر دی جاتی ہے۔

بندہ مومن آزمائش میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

کفارة گناہ

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذَى وَلَا غَمٍّ ، حَتَّى الشُّوْكَةِ يُشَاكُّهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)) . متفق عليه .
 ((الْوَصَبُ)) : الْمَرَضُ -

صحیح بخاری	رقم الحدیث (۵۶۴۱-۴۲)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۰۷
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۳۷)	جلد ۴	صفحہ ۱۵
شرح السنۃ للبلغوی	رقم الحدیث (۱۳۲۱)	جلد ۵	صفحہ ۲۳۳
قال المحقق :	هذا حدیث متفق علیہ صحیحہ		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۶۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۹۵
قال الالبانی :	حسن صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۲۵۵۳)	جلد ۶/۱	صفحہ ۱۷
مسند الاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۱۱۱۳۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۷۹
قال حمزہ احمد الزین :	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۲۳۰)	جلد ۱۰	صفحہ ۲۷۷
مرقاۃ المفاتیح	رقم الحدیث (۱۵۳۷)	جلد ۴	صفحہ ۱۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۷۳)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۱
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۴۱)	جلد ۶	صفحہ ۶۳

ترجمة الحديث:

حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہما - سے روایت ہے کہ:
 حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
 مسلم کو جو بھی تکلیف، بیماری، حزن و رنج اور اذیت اور غم پہنچتا ہے حتیٰ کہ کانٹا بھی چھبنا
 ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔
 اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔
 الوصب کا معنی مرض ہے۔



اے اسلام قبول کرنیوالے! اے ایمان کی دولت سے مالا مال! اے مرد مسلم! تیرے
 بخت تو اوج ثریا سے بھی بلند ہیں رحیم و کرم اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے ناطے
 تجھ پر بڑا مہربان ہے۔

تجھے کوئی بیماری آجائے تو پریشان ہو جاتا ہے۔ اے مرد مومن پریشان کیوں ہوتا ہے۔
 کریم و رحیم اللہ کا وعدہ ہے کہ تجھے کوئی بیماری آئے تو اللہ ذوالجلال اس کے بدلے تیرے گناہ
 معاف فرمادے گا۔

انسان پریشانیوں سے گھبراتا ہے، مصیبتوں سے خوف زدہ ہوتا ہے۔ واقعی پریشانیاں
 اور مصیبتیں اچھی چیز تو نہیں ہیں لیکن ایک کلمہ گو موحد اور ایک مرد مومن کے لئے یہ مصائب و
 آلام، یہ دکھ و درد سب کے سب رحمت ہیں۔ ان تکلیفوں سے گناہ مٹ جاتے ہیں ان
 پریشانیوں سے رحیم و کریم اللہ خطائیں معاف فرمادیتا ہے اور دکھ درد سے معصتیں دور

فرماتا ہے۔

پھر جتنا غم بڑا ہوگا اتنا ہی بڑا گناہ معاف ہوگا۔ جس کثرت سے تکلیفیں ہوں گی اس کثرت سے خطائیں معاف ہوں گی۔ پھر جتنے مصائب آئیں گے اتنے ہی جرم معاف ہوں گے۔

کانٹا چبھ جانا ایک معمول بات ہے لمحہ بھر کے لئے ذرا سی تکلیف ہوتی ہے پھر وہی آرام و سکون رحیم و کریم اللہ اس کانٹے کے چبھنے کو بھی ضائع نہیں جانے دیتا۔ اس کے سبب بھی گناہ معاف کر دیتا ہے گویا جو مسلم کسی پریشانی میں ہے اور وہ پریشانی اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی ہے تو وہ مسلم کو یقین رکھے کہ اس کے گناہ آہستہ آہستہ کم ہو رہے ہیں۔ اور اس کی خطاؤں سے رفتہ رفتہ درگزر کیا جا رہا ہے۔ اور اس کے جرم کی سیاہی آہستہ آہستہ اس نامہ اعمال سے مٹائی جا رہی ہے۔

عن عائشة - رَضِيَ اللهُ عَنْهَا - عن النبي - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - قَالَ : لَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ شَوْكَةٍ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ .

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۷۲)	جلد ۵	صفحہ ۱۵۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۶۷)	جلد ۲	صفحہ ۲۸۸
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۶۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۹۵
قال الالبانی:	صحیح		



ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مومن کو کوئی کاٹا چھبے یا اس سے بھی معمولی چیز کی تکلیف پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے درجہ بلند فرماتا ہے اور اس کے گناہ معاف فرماتا ہے۔

شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۹۸۲۶)	جلد ۷	صفحہ ۱۵۶
الترغیب والترہیب قال المحقق:	رقم الحدیث (۵۰۰۰) صحیح	جلد ۴	صفحہ ۱۸۰
صحیح الترغیب والترہیب قال الالبانی:	رقم الحدیث (۳۴۱۳) صحیح	جلد ۳	صفحہ ۳۳۳
الذمور		جلد ۲	صفحہ ۲۲۸
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۱۷۳۶۲)	جلد ۱۲	صفحہ ۲۳۱
مجمع الزوائد قال السیسی:	رقم الحدیث (۳۸۱۵) ہونی ایضے باختصار	جلد ۳	صفحہ ۳۳
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۰۶)	جلد ۷	صفحہ ۱۶۷
قال شعب الاربؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
اسنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۶۵۴۱)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۳
موارد النظمین	رقم الحدیث (۷۰۲)		صفحہ ۱۸۰

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو:

اخبرنا الحسين بن محمد بن ابی معشر بحران ، قال : حدثنا محمد بن وهب بن ابی کریمہ قال حدثنا محمد بن مسلمة عن ابی عبد الرحيم عن زيد بن ابی انيسة عن ابی الزبير

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - قَالَ:

مَا يَمْرُضُ مُؤْمِنٌ وَلَا مُؤْمِنَةٌ وَلَا مُسْلِمٌ وَلَا مُسْلِمَةٌ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ بِذَلِكَ خَطَايَاهُ كَمَا تَنْحَطُّ الْوَرَقَةُ عَنِ الشَّجَرَةِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کوئی مومن مرد یا عورت بیمار ہو یا کوئی مسلم مرد یا مسلم عورت بیمار ہو تو اللہ تعالیٰ اس بیماری کے ذریعے اس کے گناہ یوں مٹا دیتا ہے جیسے درخت سے پتے گر جاتے ہیں۔

بیماری نیک و بد کو آتی ہے، امراض مسلم و کافر کو لاحق ہوتی ہیں لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اللہ الکریم اس امت پر کتنا مہربان ہے کہ جس مسلم بھائی یا مسلم بہن کو بیماری لاحق ہوئی اللہ تعالیٰ اس بیماری کے بدلے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اس کے جرموں سے درگزر فرماتا ہے اس کی معصیتوں کو نظر انداز فرماتا ہے جس طرح موسم خزاں میں درخت کے

پتے گر جاتے ہیں اس طرح بندہ مومن کے تمام گناہ ختم ہو جاتے ہیں وہ مرد مومن بیماری کے بعد گناہوں سے یوں پاک ہوتا ہے جیسے وہ آج ہی اس دنیا میں آیا ہو۔ اے اہل ایمان آئیے اس نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر سو جان سے قربان ہوں جن کے صدقے اللہ تعالیٰ کرم فرماتا ہے۔ اس رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کو سلام عقیدت پیش کریں جن کی نسبت غلامی کے طفیل خدائے بزرگ و برتر گناہوں کو معاف کرتا ہے اس رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کی کوشش کریں جن کی وجہ سے اللہ ذوالجلال و لا کرام بے حد بے حساب نوازشات سے نوازتا ہے۔

گناہوں کا یوں کرنا جیسے درخت سے پتے گرتے ہیں

وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! إِنَّكَ تُوعَكُ وَعُكًا شَدِيدًا قَالَ : ((أَجَلُ إِنِّي أُوْعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)) قُلْتُ : ذَلِكَ أَنْ لَكَ أَجْرَيْنِ ؟ قَالَ : ((أَجَلُ ذَلِكَ كَذَلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ آذَى ؛ شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَرَ اللَّهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ ، وَحَطَّتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)) . متفق عليه .

و((الْوَعَكُ)) : مَفْتُ الْحُمَى ، وَقِيلَ - الْحُمَى -

فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۳۸)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۱۱
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۷۱)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۰
صحیح بخاری	رقم الحدیث (۵۶۳۸)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۰۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۶۳۸)	جلد	صفحہ
الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۵۰۲۹)	جلد ۳	صفحہ ۱۹۰
صحیح الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۳۳۳۲)	جلد ۳	صفحہ ۳۳۰
قال الالبانی:	صحیح		



ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود - رضی اللہ عنہ - نے بیان فرمایا:

میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جبکہ آپ کو بخارتھا

میں نے عرض کی:

یا رسول اللہ! آپ کو شدید بخار ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صفحہ ۲۳۲	جلد ۵	رقم الحدیث (۱۳۳۱)	شرح السنۃ للبخاری
		هذا حدیث متفق علیہ اخرجہ محمد بن قتیبہ	قال البخاری:
صفحہ ۱۲۰	جلد ۱۰	رقم الحدیث (۵۶۶۰)	فتح الباری
صفحہ ۱۲۰	جلد ۱۰	رقم الحدیث (۵۶۶۷)	فتح الباری
صفحہ ۳۱۶	جلد ۲		سنن الدارمی
صفحہ ۱۹۹	جلد ۷	رقم الحدیث (۲۹۳۷)	صحیح ابن حبان
		اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین	قال شعب الاریزوٹ:
صفحہ ۲۸۷	جلد ۳	رقم الحدیث (۶۵۳۱)	السنن الکبریٰ للبیہقی
صفحہ ۲۲۹	جلد ۳		مصنف ابن ابی شیبہ
صفحہ ۱۸۰		رقم الحدیث (۷۰۱)	موارد الظمان
صفحہ ۵۱۳	جلد ۳	رقم الحدیث (۳۶۱۸)	مسند الاحمد بن حنبل
		اسنادہ صحیح	قال احمد محمد شاكر:
صفحہ ۱۶	جلد ۴	رقم الحدیث (۱۵۳۸)	مشکاۃ المصابیح

ہاں! مجھے اتنا ہی بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے میں نے عرض کی:

کیا یہ اس وجہ سے کہ آپ کے لئے اجر بھی دگنا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں یہ ایسا ہی ہے۔ جس بھی مسلم کو کوئی اذیت پہنچے کاٹنا چھبے یا اس سے بھی معمولی چیز تو

اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی سینات مٹا دیتا ہے س کے گناہ یوں گرا دے جاتے ہیں جیسے (خشک) درخت اپنے پتے گراتا ہے۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

الوعک کا معنی ہے: بخار سے معدے اور آنتوں میں ہونے والی تکلیف اور بعض

نے کہا صرف بخار۔

یہ بخار انسان کو گناہوں سے پاک و صاف کر دیتا ہے اور انسان کا باطن پاک و ہو کر

چمکنا شروع کر دیتا ہے اور جو فرد بشر پہلے ہی گناہوں سے پاک ہو یہ بخار اس کے درجات کی

بلندی کا باعث بنتا ہے۔ غور کیجئے حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم معصوم عن الخطا ہیں

آپ سے گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا جس سے گناہ سرزد ہوں وہ اور تو بہت کچھ ہو سکتا ہے اور اللہ کا

نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ نبی ہر لمحہ ہر حالت میں گناہوں سے پاک ہوتا ہے اس کی زندگی کا ہر

لمحہ اس کی حیات مستعار کی سب ساعتیں مخلوق خدا کے لئے باعث ہدایت ہوتی ہیں اور وہ مخلوق

کی رہنمائی کیلئے نمونہ ہوتی ہیں۔ جس کی ذات دوسروں کیلئے باعث نمونہ ہو جس کی ذات دوسروں

کیلئے مقتدار و راہنما ہو اس سے گناہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ نبی کا ہر کام واجب الاتباع ہوتا ہے

اس لئے اللہ ذوالجلال نے نبی کی ذات کو گناہوں سے ہمیشہ کیلئے پاک و صاف کیا ہوتا ہے۔

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بخاران کے درجات کی بلندی پر دلالت کرتا ہے اور اس لئے بھی کہ جس امتی کو بخارا آئے وہ زیادہ پریشان نہ ہو بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس دیکھ کر اسے حوصلہ ہو جائے اللہ تعالیٰ ہم سب کو مزاج شریعت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اپنے ایمان کو تازہ کرنے کیلئے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

اخبرنا احمد بن علی بن المثنی قال حدثنا ابو خيثمة ، قال حدثنا يحيى بن سعيد عن سعد بن اسحاق بن كعب قال حدثني زينب عن ابي سعيد الخدري ان رجلا من المسلمين قال : يا رسول الله ! رأيت هذه الأمراض التي تصيبنا ماذا لنا منها؟ فقال "كفارات" فقال ائى رسول الله وان قلت قال : وان شوكة فما فوقها قال فدعا على نفسه ان لا يفارقه الروعك حتى يموت وان لا يشغله عن حج ولا عمرة ولا جهاد في سبيل الله ولا صلاة مكتوبة في جماعة قال ، ضمّامس انسان " جسده الا وجد حرها حتى مات -

حضرت ابو سعید خدری - رضی اللہ عنہ - سے مروی ہے کہ:

مسلمین میں ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کے خیال میں یہ بیماریاں جو ہمیں لاحق ہیں ان بیماریوں سے ہمیں کیا اجر ملتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ گناہوں کا کفارہ ہیں اس نے عرض کی یا رسول اللہ! اگرچہ یہ بیماریاں تھوڑی ہی ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ کاٹنا پا اس سے بھی معمولی چیز چبھ جائے، راوی بیان فرماتے ہیں اس آدمی نے اپنے اوپر دعائے مانگی کہ اس سے مرتے دم تک بخار نہ جائے اور یہ بخار سے حج، عمرہ جہاد فی سبیل اللہ اور باجماعت فرض نماز ادا کرنے سے نہ روکے راوی بیان کرتے ہیں اس دعا کے بعد مرتے دم تک جو بھی آدمی ان کے جسم کو چھوتا حرارت محسوس کرتا تھا۔

امام ابی حاتم نے بیان فرمایا کہ جس آدمی نے اپنے اوپر دعائے مانگی تھی وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے یہ بڑے لوگ اور عظیم المرتبت انسان تھے یہ اپنے خلاف دعائے مانگ کر اسے نبھا بھی گئے لیکن ہمیں اب ایسا نہیں کرنا چاہے بلکہ اہل اسلام کو عافیت کی دعائے مانگی چاہے اللہ تعالیٰ ہر مومن کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور اس کی آخرت محمود فرمائے۔



سراپا خیر

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ)) رواه البخاری . وَضَبَطُوا ((يُصِبُّ)) : بَفَتْحِ الصَّادِ وَكَسْرِهَا -

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۶۴۵)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۰۸
الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۵۰۱۵)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۵
صحیح الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۳۴۲۲)	جلد ۳	صفحہ ۳۳۶
قال الالبانی:	هذا حدیث حسن صحیح		
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	رقم الحدیث (۴۲۳۳)	جلد ۷	صفحہ ۲۳۲
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ حسن		
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	رقم الحدیث (۴۲۳۵)	جلد ۷	صفحہ ۲۳۳
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۳۸۱۲)	جلد ۳	صفحہ ۳۳
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۶۰)	جلد ۱	صفحہ ۴۹۱
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۱۴۳۰)	جلد ۵	صفحہ ۲۴۱
قال البغوی:	هذا حدیث حسن		
مشکوٰۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۳۶)	جلد ۴	صفحہ ۱۵
المسند احمد	رقم الحدیث (۷۲۳۳)	جلد ۷	صفحہ ۷۴
قال احمد محمد شاكر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ تکلیفوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بخاری نے اسے روایت فرمایا۔

شارحین یُصب کو ص کے فتح اور کسرہ کے ساتھ دونوں طرح ضبط کیا ہے۔



المسند احمد	رقم الحدیث (۱۲۳۳۲)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۷۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
المسند احمد	رقم الحدیث (۱۳۶۳۷)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۳۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۳۵۳)	جلد ۹	صفحہ ۵۳۹
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۳۸۳)	جلد ۹	صفحہ ۷۷
السنن الکبریٰ للنسائی	رقم الحدیث (۷۴۳۶)	جلد ۷	صفحہ ۴۵
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۹۵۷)	جلد ۷	صفحہ ۱۶۸
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشيخین		
شرح السنن للبخاری	رقم الحدیث (۱۳۲۰)	جلد ۵	صفحہ ۲۳۲
قال المحقق:	هذا حدیث صحیح		
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۳۵)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۰۳
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۳۸۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۷۷

اکثر ایسے ہوتا ہے کہ انسان خوشحالی و فارغ البالی میں اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ جس خوشحالی کے آنے سے انسان اللہ کو بھول جائے وہ خوشحالی نہیں بلکہ خوشحالی کے روپ میں بد حالی ہے۔ اکثر ایسے ہوتا ہے کہ جب مال و دولت کی فراوانی ہو انسان اتراتا ہے، تکبر اختیار کرتا ہے دوسروں کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہے ایسی سوچ ایسی فکر اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ اگر یہ مال و دولت کی آمد کا سلسلہ بڑھتا ہی چلا جائے اور اس دوران کوئی پریشانی لاحق نہ ہو تو یہی چیز نعمت ایمان کے ضیاع کا باعث بنتی ہے۔

الْعِيَاذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ -

اس انسان جیسا بد نصیب کون ہوگا کہ پروردگار عالم اس کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دے۔ ہاں اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی و خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دنیاوی مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس کا بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ مشکلات میں گھرا ہوا انسان خدائے وحدہ لا شریک کو یاد کرتا اس کی بارگاہ میں التجائیں کرتا ہے راتوں کی تاریکیوں میں اٹھ اٹھ کر اس مَالِكُ الْمُلْكِ کی بارگاہ میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔ یہ ساری چیزیں انسان کی عاقبت سنوارنے میں مدد و معاون ثابت ہوتی ہیں۔ آنکھوں سے آنسو نکلنا اس کے باطن کو پاک و صاف کرنے کے لئے کافی ہے اور اہل اسلام کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ خوفِ خدا میں نکلنے والا آنسو قیامت کے دن میزان کو بھر دیگا تو جس خوش نصیب کا روزِ قیامت نیکیوں والا پلڑا بھرا ہوا ہو اس کیلئے اللہ کے دائمی انعامات منتظر و مشتاق ہیں۔

یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک آدمی کے پاس دولت ہے اس دولت نے اسے فرعون صفت بنا دیا اور غرور و تکبر کا پیکر بن کر اپنے جائز و ناجائز معاملات طے کرنے کی کوشش کرتا ہے

اور یہ چیز اسے اللہ تعالیٰ سے دور بہت دور لے گئی ہے۔

اچانک رحمت خداوندی کو جوش آتا ہے اللہ کا کرم اس انسان پر بھلائی و خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو خالق و مالک اس سے کچھ مال چھین لیتا ہے جس سے اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے بالآخر وہ بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ پھر سجدے کا کیف اسے دنیا کی ہر نعمت سے منہ موڑنے پر مجبور کر دیتا ہے پھر اللہ کا سچا بندہ بن کر اپنا وقت گزارتا ہے۔

کبھی انسان دنیا میں یوں مگن ہوتا ہے کہ دنیا پیدا کرنے والے اللہ کی بارگاہ میں پانچ وقت سجدہ ریز ہونا اسے گراں معلوم ہوتا ہے۔ اللہ الحکیم اس آدمی کے لئے خیر کا ارادہ فرماتا ہے پھر اس کی رحمت اسے کچھ وقت کیلئے کسی مرض میں مبتلا کر دیتی ہے۔

اس مرض، اس بیماری کے خاتمہ کے لئے وہ اپنے جملہ وسائل بروئے کار لاتا ہے لیکن کچھ افاقہ نہیں ہوتا ایسی صورت میں اسے احکم الحاکمین کا دریا آتا ہے۔ پھر یہ یاد گہری سے گہری ہوتی چلی جاتی ہے نتیجۃ اللہ ذوالجلال والا کرام اپنی بندگی کا کیف عطا فرمادیتا ہے۔ یہ کیف پھر اس کے جسم و روح اور قلب و قالب میں سرایت کر جاتا ہے اور یہی عبادت کا ذوق اس کے لئے نجات کا ضامن بنتا ہے۔

ایک عبد مسلم کو اس دنیا نا پائیدار میں گزرنے والے لمحات کی قدر کرنی چاہیے اسے حالتِ صحت و عافیت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیے اس کے حضور سر بندگی جھکا کر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ کا کیف لینا چاہیے حسن خلق کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور سخاوت کو وصف بنانا چاہیے۔ اللہ کبھی صحت سے نوازتا ہے تو کبھی بیماری بھی لاحق کر دیتا ہے وہ دونوں حالتوں میں بندہ کو آزماتا ہے اگر حالت صحت میں وہ شکر کرے اور اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہے اور خیر میں

دلچسپی لی اور بھلائی و خیر کے کام بڑھ چڑھ کر کئے تو جب اس کو بیماری لاحق ہو تو یہ اللہ کی آزمائش کا ایک اور طریقہ ہے اس میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اور جتنا ہو سکے اسے یاد کرے۔ ظاہر بات ہے کہ بیماری کی حالت میں معمولات میں فرق آ جاتا ہے لیکن اللہ کے عبد مطمع کو زیادہ فکر مند نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر لمحہ اسے ہی یاد کرنا چاہیے اس کا فائدہ یہ ہوگا بیماری کی حالت میں صبر کرنے والا اسے ان تمام معمولات کا مسلسل اجر و ثواب ملتا رہے گا۔ جو وہ حالت صحت میں خوشی سے کیا کرتا تھا۔

تو گویا یہ بیماری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اہل ایمان کیلئے نعمت کا درجہ رکھتی ہے اور نعمت میں نیکیوں سے مالا مال کر جاتی ہے۔

حالت بیماری میں گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ صبر کا دامن تھامے رکھنا چاہیے جب عبد مسلم بیماری سے شفاء یاب ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو دھو دے گا اور اسے ظاہر کر دے گا۔ غور کیجئے انسان اپنے باطن کو کتنا بھی دھونا چاہیے یا پاک کرنا چاہیے پھر بھی وہ کما حقہ پاک نہیں کر سکتا کچھ نہ کچھ میل باقی رہ جائے گی لیکن اگر پاک و صاف کرنے والا اور دھونے والا خود رب العالمین ہو تو پھر اس کے قلب و روح سے ہر قسم کے داغ مٹ جائیں گے۔

اور اگر اللہ کا فیصلہ ہے کہ اس بیماری کے بعد عبد مسلم کو دنیا سے لے جانا ہے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کا لطف ہے اس کا وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت ہوگی اور اس پر رحم ہوگا۔ مغفرت کے سبب عذابِ قبر سے محفوظ ہوگا، نارِ جہنم سے بچ جائے گا اور رحمت کے سبب جنت میں داخل ہوگا اور ابدی و دائمی انعامات سے مالا مال ہوگا۔

موت کی تمنا کی اجازت نہیں

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ لَضَرٍّ أَصَابَهُ ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ : اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي)) . متفق عليه .

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۶۷۱)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۱۶
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۸۰)	جلد ۴	صفحہ ۲۳۳
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۶۰۰)	جلد ۴	صفحہ ۵۹
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۷۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۲۷
سنن الکبریٰ	رقم الحدیث (۶۵۶۵)	جلد ۳	صفحہ ۱۲۷
قال البیهقی :	رواہ البخاری فی الصحیح		
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۱۳۳۳)	جلد ۵	صفحہ ۲۵۷
قال المحقق :	ہذا حدیث متفق علی صحیحہ		
المسند امام احمد	رقم الحدیث (۱۳۵۱۳)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۲۱
قال حمزہ احمد الزین :	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۶۵)	جلد ۴	صفحہ ۵۳۲
مرقاۃ المفاتیح (حدیث المختصر)	رقم الحدیث (۱۶۰۰)	جلد ۴	صفحہ ۵۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۰۹)	جلد ۴	صفحہ ۲۰۵
شرح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۰۹)	جلد ۴	صفحہ ۲۷۶
قال الالبانی :	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم میں سے کوئی آدمی کسی تکلیف کی وجہ سے جو اسے پہنچی ہے موت کی تمنا نہ کرے اگر وہ لازمی طور پر موت کی آرزو کرنے والا ہی ہو تو اسے چاہے کہ یوں کہے:

اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے اور اس وقت مجھے وفات دے دے جب وفات میرے لئے بہتر ہے۔



زندگی اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اس کا ایک ایک سانس بڑا قیمتی ہے اس حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ ابدی زندگی کے انعامات کے حصول کے لئے بڑی دولت ہے اسے ضائع کرنا یا اس کے ختم ہونے کی تمنا کرنا کسی طور پر بھی مناسب نہیں۔ کل کیا ہونے والا ہے اسکا حقیقی علم تو علام

صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۰۸)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۶
قال الالبانی:	صحیح بالفاظ مختصر		
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۰۹)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۶
قال الالبانی:	صحیح بالفاظ مختصر		
صحیح سنن ترمذی	رقم الحدیث (۹۷۰)	جلد ۱	صفحہ ۴۹۸
قال الالبانی:	صحیح		

الغیوب جل جلالہ کو ہے۔ اگر آج مصیبت ہے تو کل مصائب کے بادل چھٹ بھی سکتے ہیں۔ اگر آج مشکلات ہیں تو کل مشکلات سے چھٹکارا ممکن ہے۔ پھر یہ مشکلات یہ مصائب اہل ایمان کے لئے کریم اللہ کی طرف سے تحفہ ہیں۔ ان مصائب و تکالیف میں صبر کا مظاہرے حساب اجر و ثواب سے نواز دیتا ہے۔

ان پریشانیوں سے ایک مومن کو رقت قلبی نصیب ہوتی ہے۔ عاجزی جیسا عظیم وصف میسر آ جاتا ہے۔ ان آفات سے گھبرا کر موت کی دعا مانگنا کسی طور مناسب نہیں بلکہ جتنے سانس باقی ہیں ان کو یاد خدا میں بسر کر کے اپنی آخرت کو مزید سنوارنا چاہیے۔

ہو سکتا ہے عظیم و خیر اللہ نے زندگی کے بقیہ ایام خیر و برکات سے معمور لکھے ہوں۔ زندگی کے آخری دن ہی زندگی کا حاصل ہوتے ہیں جس کے آخری ایام عبادت و ریاضت میں بسر ہوئے توبہ و استغفار میں صرف ہوتے صدقہ و خیرات کرتے گزرے اس جیسا سعید کون ہوگا۔ آئیے آج کے بعد اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگنا اپنا معمول بنائیں اللہ الکریم کا کرم بڑا وسیع ہے۔ اس کے دربار میں کسی چیز کی کمی نہیں اس کے اس کے فضل و کرم کے طلبگار رہیں۔

شہادت کی آرزو کرنا مستحسن:

ہاں ہاں شہادت کی آرزو کرنا اور شہادت کی دعا کرنا بڑا محمود ہے۔ یہ زندگی اگر اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان ہو جائے اغلاء کلمۃ اللہ کی خاطر تمام ہو جائے تو زہے نصیب۔ ہمارے اسلاف اس موت شہادت کی تمنا کرتے رہے اور اللہ الکریم نے ان میں سے بہت سے احباب کی اس تمنا و دعا کو شرف قبولیت سے نوازا۔

مقدس جگہ میں موت کی تمنا محمود ہے:

مقدس جگہ موت کی تمنا کرنا بھی محمود ہے کسی قر یہ صالحہ میں موت کی دعا مانگنا نہایت عمدہ فعل ہے اس سے انسان کے اندرونی جذبات کا پتہ چلتا ہے کہ یہ انسان اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کے نام لیواؤں کو کس نگاہ سے دیکھتا ہے۔

مراد رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَمَوْتًا فِي بَلَدِ رَسُولِكَ۔

اے اللہ مجھے اپنے راہ میں شہادت نصیب فرمایا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ شہر میں موت مرحمت فرما۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا و تمنا پوری کی اور آپ کو مدینہ منورہ میں شہادت نصیب فرمائی۔

زیر نظر حدیث پاک سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ

اگر کوئی اپنی زندگی سے زیادہ ہی تنگ آچکا ہے اسے پھر بھی موت کی دعا نہیں مانگی چاہیے بلکہ یوں عرض کرے:

اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي۔

اے اللہ تو مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے اور اس وقت مجھے فوت کر دے جب وفات میرے لئے بہتر ہے۔

حق کے پیروکاروں پر ظلم و ستم اور ان کا صبر

وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ خَبَابِ بْنِ الْأَرْتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: شَكُونَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ "بُرْدَةٌ لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا: أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُو لَنَا؟ فَقَالَ: قَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا، ثُمَّ يُوتَى بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ، وَيُمَشَّطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ، مَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَاللَّهِ لِيَتَمَنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّائِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمُوتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ وَالذُّبَّ عَلَى غَنَمِهِ، وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ. رواه البخاری.

وَفِي رِوَايَةٍ: وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةٌ وَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ شِدَّةً۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۶۱۲)	جلد ۳	صفحہ ۱۱۱۴
فتح الباری	رقم الحدیث (۳۶۱۲)	جلد ۶	صفحہ ۶۱۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۶۳۹)	جلد ۲	صفحہ ۵۲
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۶۳۹)	جلد ۲	صفحہ ۱۳۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی (بالفاظ مختصراً)	رقم الحدیث (۵۳۳۵)	جلد ۸	صفحہ ۵۹۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۳۳۵)	جلد ۳	صفحہ ۴۱۴
قال الالبانی:	صحیح		
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۳۵۱۹)	جلد ۳	صفحہ ۱۱۷

ترجمة الحديث:

حضرت ابو عبد اللہ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
ہم نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی جب کہ حضور کعبہ شریف کے
سایہ میں ایک چادر کا تکیہ بنائے استراحت فرماتے تھے۔ ہم نے عرض کی:
کیا آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگے گے کیا آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ
سے دعا نہیں کریں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم سے پہلے جو قومیں گزری ہیں ان میں سے آدمی کو پکڑا جاتا اس کے لئے زمین میں
گھڑا کھود کر اس میں اسے کھڑا کر دیا جاتا۔ پھر آ رہ لایا جاتا اور اسے اس کے سر پر چلا کر اس کے
دونوں ٹکڑے کر دیے جاتے اور اس پر لوہے کی کنگھیاں پھیری جاتیں جو اس کے گوشت کو ہڈیوں
سے جدا کر دیتیں (سن لیجئے) اس قدر ظلم و ستم بھی انہیں دین سے نہ پھیر سکتا۔

اللہ ذوالجلال کی قسم! اللہ تعالیٰ اس امر (دین) کو ضرور پورا فرمائے گا۔ یہاں تک کہ سوار
صنعا سے حضر موت تک سفر کریگا۔ اسے اللہ کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اور اس طرح اپنے
ریوڑ پر سوائے بھیڑیے کے کسی (چور یا ڈاکو) کا خوف نہ ہوگا۔ لیکن تم جلدی چاہتے ہو۔
اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور چادر کا تکیہ بنائے آرام فرمایا تھے اور ہم مشرکین کی طرف
سے ظلم و ستم میں مبتلا تھے۔



صحیح ابن حبان کی روایت ملاحظہ ہو:

اخبرنا الفضل بن الحباب ، حدثنا البراهیم بن بشار ، حدثنا سفیان عن

بیان بن بشر ، عن قیس بن ابی حازم

عَنِ الْخَبَّابِ بْنِ الْآرْتِ ، قَالَ أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ

مُتَوَسِّدٌ " بُرْدَةً فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ يَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ شِدَّةً فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ! آتَدْعُو اللَّهَ لَنَا ، فَجَلَسَ مُغْضَبًا مُحْمَرًّا وَجْهَهُ فَقَالَ :

إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ لَيَسْأَلُ الْكَلِمَةَ فَمَا يُعْطِيهَا ، فَيُوضَعُ عَلَيْهِ الْمُنْشَارُ

فَيُشَقُّ بِأَثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ ذَاكَ عَنْ دِينِهِ ، وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيُمَشِّطُ مَا دُونَ

عِظَامِهِ مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ وَمَا يَصْرِفُهُ ذَاكَ عَنْ دِينِهِ ، وَلَكِنَّكُمْ

تَعْجَلُونَ وَلَيَتَمَنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرُ وَأَمْرَاكِبَ مِنْ صُنْعَاءِ إِلَى

حَضْرَمُوتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ -

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ السابقوں الاولوں سے ہیں اور یہ ان اصحاب

میں سے ہیں جنہیں راہ حق میں بہت زیادہ تکلیفیں دی گئیں۔ کتب سیر میں آج بھی ان کی

تکالیف کا حال پڑھنے سے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

انہوں نے ایک دن بارگاہ خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کر ہی دی کہ یا رسول اللہ!

آپ ہمارے لئے دعا کیوں نہیں کرتے آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد کیوں نہیں مانگتے۔

رقم الحدیث (۲۸۹۷) جلد ۷ صفحہ ۱۵۷

اسنادہ صحیح ابراہیم بن بشار هو الرمادی حافظ حدیثیہ عن الثقات

مستقیم وهو من اهل الصدق ومن فوقه رجال الشیخی

صحیح ابن حبان

قال المحقق:

یہ صحابہ کرام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتب کے پہلے طلب علم تھے۔ یہ رمز آشنائے اسلام تھے۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ سے قرب کا بھی علم تھا اور انہیں یہاں تک یقین تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں کو اللہ کی بارگاہ میں اٹھائیں گے تو انہیں ضرور شرف باریابی نصیب ہوگا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے مستقبل کو دیکھ رہے تھے۔ آپ کو علم تھا کہ یہ مصائب و آلام عارضی ہیں۔ پریشانیوں اور تکلیفوں کے بادل بہت جلد چھٹ جائیں گے اس لئے آپ نے وہ انداز اختیار فرمایا جس سے اہل اسلام کو صبر کی اہمیت واضح ہو اور وہ صبر و رضا کر اپنا شیوہ بنائیں۔

یہ مصائب یہ تکلیفیں یہ پریشانی یہ مشکلات کسی ایک دور کی ساتھ خاص نہیں بلکہ جہاں بھی اہل حق نے حق کی آواز کو بلند کیا باطل پوری قوت سے اس آواز کو دبانے کے لئے میدان میں نکل آیا پھر اس نے اہل حق پر ظلم و ستم کے پہاڑ گرا دیے۔

پہلی امتوں میں کسی اہل حق کو پکڑ جاتا اسے گھڑا کھود کر اس میں کھڑا کر کے مٹی ڈالی جاتی پھر آ رہ منگوا کر اس کے سر پر رکھ دیا جاتا اور اسے اللہ والے کو چیر کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا۔ لیکن وہ مرد حق آگاہ پیکر تسلیم و رضا بن کر یہ ظلم برداشت کرتا اور اپنی جان اللہ کے حوالے کر دیتا۔

یہ بڑے دل گردے کا کام ہے یہ کوئی کوئی کر سکتا ہے اور یہ اسے ہی نصیب ہوتا ہے جو اللہ کی رضا میں فانی ہے۔

ایسا بھی ہوتا کہ ایک مسلم و موحد کو پکڑا جاتا ہے لوہے کا کنگھا منگوا کر اس کے جسم پر پھیرا

جاتا ہے جس سے اس کا گوشت اور ہڈیاں متاثر ہوتیں اس کا گوشت اس کی ہڈیاں سے جدا ہو جاتا اتنا ظلم و ستم کر کے وہ لوگ اس بندہ حق کی جان تو لے لیتے لیکن اس کی نعمت ایمان کو نہ چھین سکتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خباب کو یہ بیان اس لئے فرمایا تا کہ انہیں صبر آجائے اور صبر سے ان کے درجات میں بے پناہ اضافہ ہو جائے پھر مستقبل کے پردے چیرتے ہوئے فرمایا اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو خوشخبری دی کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ جب صنعاء سے حضرموت تک سوار سفر کرے گا اس دوران اسے کسی ڈاکو کسی چور کسی راہ لوٹنے والے کا خوف و ڈرنہ ہوگا بلکہ اسے خوف ہوگا کہ صرف اللہ ذوالجلال کا ہوگا یعنی وہ تقویٰ کی دولت سے آراستہ و پیراستہ سفر کر رہا ہوگا۔ اسے راستہ میں کوئی پریشانی نہ آئے گی اور اسی طرح بکریاں کارپوڑ ہوگا اس پر سوائے بھیڑے کے کسی کا خوف نہ ہوگا۔ یعنی اسلام جس کے لئے تم قربانیاں دے رہے ہو دین حق جس کے لئے تم مصائب جھیل رہے ہو وہ دین حق پوری آب و تاب سے اس سرزمین عرب پر اپنی کرنیں بکھیرے گا وہ دور امن و سکون کا دور ہوگا وہاں کسی کی بکری اٹھانے کے لئے کوئی چور کوئی ڈاکو نہیں آئے گا۔ لوگوں کا جان و مال اللہ کے کرم سے محفوظ ہوگا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا صبر

وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمَ حَنْيْنٍ آثَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ، فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ ، وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَأَعْطَى نَاسًا مِنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ وَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ . فَقَالَ رَجُلٌ : " وَاللَّهِ ! إِنَّ هَذِهِ قِسْمَةٌ " مَا عُدِلَ فِيهَا ، وَمَا أُرِيدَ فِيهَا وَجْهَ اللَّهِ ، فَقُلْتُ : وَاللَّهِ ! لِأُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَاتَيْتُهُ فَاخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ : فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَ كَالصِّرْفِ . ثُمَّ قَالَ : ((فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ؟ ثُمَّ قَالَ : يَرْحَمُ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرِ مِنْ هَذَا (فَصَبْرًا) . فَقُلْتُ : لَا جَرَمَ لَا أَرْفَعُ إِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيثًا . متفق عليه . وَقَوْلُهُ : ((كَالصِّرْفِ)) هُوَ بِكَسْرِ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ : وَهُوَ صِبْغٌ " أَحْمَرُ -

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۲۶)	جلد ۲	صفحہ ۱۳۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۱۵۰)	جلد ۲	صفحہ ۹۸۰
فتح الباری	رقم الحدیث (۳۱۵۰)	جلد ۶	صفحہ ۲۵۱
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۸۲۹)	جلد ۱۱	صفحہ ۱۶۰
قال شعيب الاذونيوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۶۲)	جلد ۱	صفحہ ۳۰۸

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود- رضی اللہ عنہ- نے بیان فرمایا:

جب حنین کا دن تھا (یعنی جنگ حنین میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو فتح سے نوازا) حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کی تقسیم میں کچھ لوگوں کو (تالیف قلب کی خاطر) ترجیح دی۔

اقرع بن حابس کو ایک سواونٹ عنایت فرمایا۔

عمینہ بن حصن اتنا ہی عنایت فرمایا۔

بعض اشراف عرب کو آپ نے خصوصی عطیات سے نوازا اور انہیں مال کی تقسیم میں (تالیف قلب کی خاطر) ترجیح دی ایک آدمی بول اٹھا۔

اس تقسیم میں عدل کے تقاضے پورے نہیں کئے گئے اور اس تقسیم میں اللہ کی رضا پیش نظر نہیں رکھی گئی۔

میں نے (اس آدمی سے) کہا:

اللہ کی قسم! (جو تو نے کہا ہے) اس کی خبر حضور کو ضرور دوں گا۔

فتح الباری	رقم الحدیث (۳۱۵۰)	جلد ۶	صفحہ ۲۵۱
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۳۶۷۱)	جلد ۱۳	صفحہ ۲۳۹
قال اللغوی:	هذا حدیث متفق علیہ صحیحہ (بالا مختصر)		
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۹۳۰۰)	جلد ۷	صفحہ ۵۵
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۹۲۶۳)	جلد ۷	صفحہ ۴۴



پس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جو کہا تھا آپ کو بتا دیا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور متغیر ہو گیا حتیٰ کہ وہ ایسے ہو گیا جیسے سرخ رنگ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا:

اگر اللہ اور اس کا رسول عدل نہ کرے گا تو اور کون عدل کرے گا پھر آپ نے ارشاد فرمایا:
اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو مزید رحمتوں سے نوازے انہیں اس سے زیادہ ستایا گیا لیکن انہوں نے صبر کیا۔

میں نے (اپنے دل میں) کہا یقیناً میں آئندہ آپ تک (ایسی) کوئی بات نہیں پہنچاؤں گا۔

بخاری و مسلم نے روایت کی۔

قول مبارک ”کا لصر ف“ وہ صادمہملہ کے کسرہ کے ساتھ: سرخ رنگ۔



حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام امور پر از حکمت ہوا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا مقصد کوئی کام نہیں کیا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین پیش آیا جسے غزوہ طائف بھی کہتے ہیں۔ اس جہاد میں اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت سے نوازا۔ اہل اسلام کو کثیر تعداد میں مال غنیمت نصیب ہوا۔ حضور سید العرب و العجم صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے تو آپ نے چند احباب کو تالیف قلب کے لئے زیادہ مال غنیمت دیا۔ بلکہ بعض لوگوں کو سوسو اونٹ عطا فرمائے حالانکہ یہ اس دور کی بہت بڑی دولت ہے۔

ایک منافق یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اس کے اندر کی خباثت نہ رہ سکی اور فوراً بول اٹھا اس تقسیم

میں عدل کے تقاضے پورے نہیں کیے گئے اور اس تقسیم میں اللہ کی رضا پیش نظر نہیں۔ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ۔

یہ کلمہ کفر ہے حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام اللہ کی رضا کے لئے کرتے اور آپ کے جملہ امور خالق کو راضی کرنے کے لئے ہوتے تھے۔

اس کلمہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا دکھ ہوا ہوگا کہ جس ذات تبارک و تعالیٰ کے لئے آپ نے ساری کائنات کی طرف توجہ نہ کی کوئی یہ طعنہ دے اسے راضی کرنے کے لئے ایسا نہیں کیا گیا تو یہ طعنہ برداشت سے باہر ہے اس نامناسب جملہ کا اثر رخ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوا آپ کا چہرہ انور سونے کی طرف سرخ محسوس ہو رہا تھا۔ اس حدیث پاک میں علماء اسلام کے لئے ایک درس ہے۔

جب لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف نہ کیا تو تم کس گنتی و شمار میں ہو۔

علماء پرچم اسلام بلند کرنے والے ہیں علماء ہی وہ طبقہ ہے جو دین کی آبیاری کے لئے ہر وقت اور ہمہ تن متوجہ رہتے ہیں وہ تو اپنی تحریر و تقریر کے ذریعے نور اسلام پھیلا رہے ہیں یہ اسلام کے مزاج سے واقف ہیں اس لئے عوام الناس کو چاہے کہ ان کے تبلیغ دین کے امور میں اعتراض نہ کیا کریں اور ان کی کاوشوں پر عیب جوئی نہ کیا کریں۔

الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ -

علماء ہی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں۔

ان وارثان نبوی کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہے اور ان کی اشاعت دین کی کوششوں میں

ان کا ساتھ دینا چاہیے۔

یہ یاد رہے کہ علماء حق کی کاوشوں کو سراہنا چاہیے اور ان کے ارشادات پر اعتماد کرنا چاہیے بصورت دیگر یہ اپنے ہی دین و ایمان کو نقصان پہنچانے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہر اہل ایمان کا ایمان محفوظ فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کو سن کر صرف اتنا فرمایا اگر اللہ کا رسول عدل نہیں کرے گا تو کون کریگا؟

پھر آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کر دیا تا کہ اہل ایمان کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے جتنے برگزیدہ بندے ہیں انہیں اذیتوں اور لوگوں کے طعن و تشنیع کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ الزام تراشیاں اہل حق کو جادہ حق سے پھسلا نہیں سکتیں۔ بلکہ حصول رضائے الہی کے جذبہ سے لیس ہو کر وہ مزید تیزی سے اپنے فرائض سرانجام دیا کرتے ہیں۔

صبر کرنے والا محبوبِ الہی

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ خَيْرًا عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا ، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُؤَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) .

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ ، وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَى ، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ)) . رواه الترمذی وقال حدیث حسن -

مشکوٰۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۶۵)	جلد ۴	صفحہ ۳۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۹۶)	جلد ۴	صفحہ ۲۰۲
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۹۶)	جلد ۲	صفحہ ۵۶۴
قال البانی:	حسن صحیح		
مرقاۃ المفاتیح	رقم الحدیث (۱۵۶۵)	جلد ۴	صفحہ ۳۶
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۲۲۰)	جلد ۳	صفحہ ۲۲۰
شرح السنۃ للبخاری	رقم الحدیث (۱۳۳۵)	جلد ۵	صفحہ ۲۳۵
قال البخاری	هذا حدیث حسن غریب		
المسند احمد	رقم الحدیث (۱۶۷۵۰)	جلد ۱۳	صفحہ ۱۶۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		



ترجمة الحديث:

حضرت انس - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے (اس کے گناہوں کی) سزا دنیا میں دے دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ بندے سے خیر نہ فرمانے کا ارادہ کرے تو اس سے اس کے گناہ کی سزا روک لیتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پوری سزا دے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک جزا و ثواب کا زیادہ ہونا آزمائش کے زیادہ ہونے سے ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزمائش سے دوچار کر دیتا ہے۔ پس جو (اس آزمائش پر) اس سے راضی ہے تو اس کے لئے (اللہ کی جانب سے) رضا ہے اور جو (اللہ کے اس فیصلے پر) ناراض ہے تو اس کے لئے اللہ کی طرف سے ناراضگی ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے یہ حدیث حسن ہے۔



صفحہ ۴۱۵	جلد ۱	رقم الحدیث (۸۴۹)	تحفة الاشراف
صفحہ ۴۱۵	جلد ۲	رقم الحدیث (۴۰۳۱)	سنن ابن ماجہ
		الحدیث حسن	محمود محمد محمود
صفحہ ۳۲۰	جلد ۳	رقم الحدیث (۳۲۷۲)	صحیح سنن ابن ماجہ
		حسن	قال الالبانی:

اس حدیث پاک میں جتنا غور و خوض کیا جائے اتنا ہی اطمینان و سکون ملتا ہے۔ اہل ایمان کو کوئی بیماری کوئی تکلیف کوئی پریشانی آئے تو اب حدیث پاک کی پیش نظر وہ بے چین نہیں ہونگے اور نہ ہی بے صبری کا مظاہرہ کریں گے کیونکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خیر و بھلائی کا ارادہ کیا ہے اس آدمی کے بختوں پر نثار ہونے کو جی چاہتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ خیر و کرم کا ارادہ فرمائے۔

ماں اپنے بچے کو پکڑتی ہے اور زبردستی اسے کڑوی دوائی کھلاتی ہے وہ دوا چاہے کڑوی ہو لیکن اس وقت ماں اس سے بھلائی و خیر کا ارادہ کرتی ہے تاکہ اس دوائی سے اس کی بیماری ختم ہو جائے۔ بلا تشبیہ اللہ ذوالجلال والا کرام بندہ مومن سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے کوئی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ جس سے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں راہ چلتے پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا ہے اس سے اس کی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں اچانک اسے کوئی مالی تکلیف پہنچتی ہے اس سے بھی اس کی غلطیاں معاف ہو جاتی ہیں۔

ہم اللہ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ جو بھی کرے وہ روا ہے وہ حق ہے۔ لیکن وہ رحیم و کریم ہے وہ ہمیں بیماری میں مبتلا کر کے ہمارے باطن کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک کر دیتا ہے وہ بیماری سے لوح دل کو معصیتوں کے داغوں سے مبرا کر دیتا ہے۔ یہ اس کا کرم ہے اور اس کے کرم کا کوئی کنارہ نہیں۔

اس حدیث پاک میں غور کرتے ہوئے اہل ایمان کو چاہے کہ

اگر ان سے کوئی جرم کوئی خطا سرزد ہو اور انہیں کوئی ظاہری تکلیف نہ آئے تو انہیں اللہ کی بارگاہ میں رونا چاہے اور عرض کرنی چاہے اے خالق و مالک ہم تیرے عاجز و ناتواں بندے

ہیں جرم و خطا ہم سے سرزد ہو جاتے ہیں تو ہم سے ناراض نہ ہو جانا۔ اے اللہ! اپنی ناراضگی سے ہمیں بچائے رکھنا کیونکہ تیری ناراضگی دونوں جہاں کی بربادی ہے اور تیری رضا دونوں جہاں میں سرفرازی ہے۔

اس بات کو مزید ذہن نشین کرنے کیلئے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

اخبرنا احمد بن علی بن المثنی قال ، حدثنا محمد بن المثنی قال : حدثنا عفان ، قال : حدثنا حماد بن سلمة قال حدثنا یونس بن عبید ، من الحسن

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغْفَلِ أَنَّ رَجُلًا لَقِيَ امْرَأَةً كَانَتْ بَغِيًّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، فَجَعَلَ يُلَا عِبَهَا حَتَّى بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا ، فَقَالَتْ مَهْ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ الشِّرْكَ وَجَاءَ بِالإِسْلَامِ فَتَرَكَهَا وَوَلَّى ، فَجَعَلَ يَلْتَفِتُ خَلْفَهُ وَيَنْظُرُ إِلَيْهَا حَتَّى أَصَابَ وَجْهَهُ حَائِطًا ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالدَّمُ يَسِيلُ عَلَى وَجْهِهِ فَأَخْبَرَهُ بِالإَمْرِ فَقَالَ : أَنْتَ عَبْدٌ " أَرَادَ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْرًا عَجَّلَ عَقُوبَةَ ذَنْبِهِ وَإِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ شَرًّا أَمْسَكَ عَلَيْهِ ذَنْبَهُ حَتَّى يُوَافِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ عَائِرٌ " -

حضرت عبداللہ بن المغفل کا بیان ہے کہ ایک آدمی کی ایک عورت سے ملاقات ہوئی جو زمانہ جاہلیت میں طائفہ تھی اس نے اس سے کھیلنا شروع کر دیا حتیٰ کہ اپنا ہاتھ اس عورت کی

طرف بڑھایا اس عورت نے کہا رک جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے شرک کو ختم کر دیا ہے اور اسلام لایا ہے اس آدمی نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور چلا گیا لیکن جاتے ہوئے پیچھے متوجہ تھا اور اس عورت کو دیکھ رہا تھا حتیٰ کہ اس کا چہرہ دیوار سے ٹکڑا گیا پھر وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس حالت میں آیا کہ اس کے چہرہ پر خون بہ رہا تھا تو اس نے ساری بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو وہ عبد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے گناہ کی سزا سے دنیا میں دے دیتا ہے اگر جب اللہ کسی بندہ سے خیر نہ فرمانے کا ارادہ کرے تو اس کے گناہ کی سزا اس سے روک لیتا ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن اس کے گناہ کی سزا پوری پوری دے جائے گی گویا کہ وہ گناہ عاثر (عیر) پہاڑ جتنا ہے۔

أَنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ :

جتنی آزمائش زیادہ اتنا اجر زیادہ، جتنی مصیبتیں زیادہ اتنا ثواب زیادہ، جتنے دکھ اور پریشانیاں زیادہ اتنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے لطف و کرم زیادہ سب سے زیادہ آزمائش حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ السلام پر آئیں کیونکہ عند اللہ ان کے درجات بھی سب سے بلند و بالا ہیں ان کے انعامات بہت زیادہ اور ان پر کرم کی بارش موسلا دھار۔

ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو:

حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن ، قال : حدثنا روح بن اسلم ابو حاتم

البصرتي قال حدثنا حماد بن سملة ، قال حدثنا ثابت :



عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
لَقَدْ أَخِفْتُ فِي اللَّهِ مَا يُخَافُ أَحَدٌ ، وَلَقَدْ أُؤْذِيَتْ فِي اللَّهِ وَمَا يُؤْذَى
أَحَدٌ ، وَلَقَدْ آتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُونَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمَالِي وَبِلَالٍ طَعَامٌ ، يَأْكُلُهُ
ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَيْئًا ، يُوَارِي إِبْطُ بِلَالٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ -

حضرت انس - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

میں اللہ کی راہ میں اس قدر ڈرایا گیا کہ کسی کو بھی اتنا نہ ڈرا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے اس
قدر اذیتیں دی گئیں کہ کسی اور کو اتنی اذیتیں نہ دی گئیں۔ مجھ پر تیس دن اور رات لگاتار ایسے
گزرے کہ میرے اور بلال کے پاس اتنا کھانے کو نہ تھا کہ کوئی جگر والا کھا سکتا ہاں بس اتنی
مقدار جو بلال کی بغل کے نیچے دب سکتی تھی۔



اے اہل اسلام! غور کیجئے یہ اس ذات اقدس و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت مبارک
ہے جن کے لئے کائنات کو وجود بخشا گیا اور جو کل جہاں کے لئے سراپا رحم و کرم بن کر تشریف
لائے آپ نے ان مصائب و آلام پر صبر کیا کیوں اس لئے کہ آپ ہی کا ارشاد گرامی ہے:
جتنی آزمائش زیادہ ہوگی اتنا اجر زیادہ ہوگا۔

حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب ، ثنا : ابو البخري عبد الله بن

محمد بن شاکر ثنا الحسين بن علي الجعفی ثنا زائده عن عاصم عن زر

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَهُ سَبْعَةٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْعَهُ اللَّهُ بِعَمِهِ أَبِي طَالِبٍ وَأَمَّا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَنْعَهُ اللَّهُ

تَعَالَى بِقَوْمِهِ وَأَمَّا سَائِرُهُمْ فَأَخَذَهُمُ الْمُشْرِكُونَ فَالْبَسُوا لَهُمُ أَذْرَاعَ الْحَدِيدِ

وَأَوْقَفُوهُمْ فِي الشَّمْسِ وَمِمَّنْ أَحَدٌ إِلَّا قَدْ آتَاهُمْ كُلٌّ مَا ارَادُوا غَيْرَ بِلَالٍ فَإِنَّهُ

هَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهَانَ عَلَى قَوْمِهِ فَأَعْطَوْهُ الْوِلْدَانَ فَجَعَلُوا

يَطُوفُونَ بِهِ فِي شِعَابِ مَكَّةَ جَعَلَ يَقُولُ أَحَدٌ أَحَدٌ -

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب سے پہلے جن لوگوں نے اسلام

ظاہر کیا وہ سات ہیں۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان کے چچا حضرت ابو

طالب کے ذریعے حفاظت فرمائی۔ بہر حال ابو بکر رضی اللہ عنہ تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت ان کی قوم

کے ذریعے کی باقی افراد کو مشرکیں پکڑا اور انہیں لوہے کی زریں پہنائیں اور انہیں دھوپ میں کھڑا

کر دیا ان افراد نے جو مشرکیں نے ان سے کہا بظاہر ان کی بات مان لی سوائے حضرت بلال رضی

اللہ عنہ کے۔ حضرت بلال کو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے نفس کی کوئی پرواہ نہ رہی اور آپ کی قوم نے

بھی آپ کو بہت بے قدر جانا۔ لوگوں نے انہیں پکڑ کر لڑکوں کے حوالے کر دیا لڑکے انہیں مکہ کی

گھائیوں میں چکر دیتے تھے اور وہ کہتے جاتے تھیا حد احد (اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے)

المستدرک للحاکم

قال الحاکم:

قال الذہبی:

صحیح الاسناد

صحیح

جلد ۳ صفحہ ۲۸۳

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بے مثال صبر

وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ ابْنُ " لِأَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَشْتَكِي ، فَخَرَجَ أَبُو طَلْحَةَ ، فَقَبِضَ الصَّبِيَّ ، فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ : مَا فَعَلَ ابْنِي ؟ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ - وَهِيَ أُمُّ الصَّبِيِّ - : هُوَ اسْكُنُ مَا كَانَ ، فَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ الْعِشَاءَ فَتَعَشَى ، ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ : وَارُوا الصَّبِيَّ ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُو طَلْحَةَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَبَرَهُ ، فَقَالَ : ((أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ)) قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا ؛ فَوَلَدَتْ غُلَامًا ، فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ : أَحْمِلُهُ حَتَّى يَأْتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَبَعْتُ مَعَهُ تَمْرَاتٍ ، فَقَالَ : ((أَمَعَهُ شَيْءٌ ؟)) قَالَ : نَعَمْ ، تَمْرَاتٍ ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا ، ثُمَّ أَخَذَهَا مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ ، ثُمَّ حَنَّكَهُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللَّهِ . متفق عليه)) .

وفى رواية للبُخاري : قال ابنُ عيينة : فقال رجلٌ من الأنصارِ : فرأيتُ تسعةَ أولادٍ كلُّهم قد قرؤوا القرآن ، يعنى من أولادِ عبدِ اللهِ المولودِ .

وفى رواية لمسلم : مات ابنُ " لِأَبِي طَلْحَةَ مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ ، فَقَالَتْ لِأَهْلِهَا : لَا تَحَدِّثُوا أَبَا طَلْحَةَ بِابْنِهِ حَتَّى أَكُونَ أَنَا أَحَدُتُهُ ، فَجَاءَ فَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ عِشَاءً فَأَكَلَ

و شَرِبَ ، ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهُ أَحْسَنَ مَا كَانَتْ تَصْنَعُ قَبْلَ ذَلِكَ ، فَوَقَعَ بِهَا ، فَلَمَّا أَنْ رَأَتْ أَنَّهُ قَدْ شَبِعَ وَأَصَابَ مِنْهَا قَالَتْ : يَا أَبَا طَلْحَةَ ! أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ قَوْمًا أَعَارُوا عَارِيَتَهُمْ أَهْلَ بَيْتِ فَطَلَبُوا عَارِيَتَهُمْ ، أَلَهُمْ أَنْ يَمْنَعُوهُمْ ؟ قَالَ : لَا ، فَقَالَتْ : فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ . قَالَ : فَغَضِبَ ، ثُمَّ قَالَ : تَرَ كَتَبْتِي حَتَّى إِذَا تَلَطَّخْتُ ثُمَّ أَخْبَرْتَنِي بِابْنِي ؟! فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((بَارَكَ اللَّهُ فِي لَيْلَتِكَمَا)) قَالَ : فَحَمَلْتُ ، قَالَ : وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهِيَ مَعَهُ ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْمَدِينَةَ مِنْ سَفَرٍ لَا يَطْرُقُهَا طُرُوقًا فَدَنُوا مِنَ الْمَدِينَةِ ، فَضْرَبَهَا الْمَخَاضُ ، فَاحْتَسَبَ عَلَيْهَا أَبُو طَلْحَةَ ، وَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ : يَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ : إِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ ! أَنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ أَخْرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ ، وَأَدْخَلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ ، وَقَدْ احْتَسَبْتُ بِمَا تَرَى ، تَقُولُ أُمُّ سُلَيْمٍ : يَا أَبَا طَلْحَةَ ! مَا أَجِدُ الَّذِي كُنْتُ أَجِدُ ، انْطَلِقُ ، فَانْطَلَقْنَا ، وَضْرَبَهَا الْمَخَاضُ حِينَ قَدِمَا فَوَلَدْتُ غَلامًا . فَقَالَتْ لِي أُمِّي : يَا آنَسُ ! لَا يُرْضِعُهُ أَحَدٌ حَتَّى تَغْدُوَ بِهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَلَمَّا أَصْبَحَ احْتَمَلْتُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ . متفق عليه -



ترجمة الحديث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

حضرت طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا۔

ابو طلحہ (کام کے سلسلہ میں) گھر سے باہر نکل گئے تو بچہ فوت ہو گیا جب حضرت ابو طلحہ

گھر واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا:

میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟

حضرت ام سلیم جو اس بچے کی ماں تھیں نے فرمایا:

وہ پہلے سے کہیں زیادہ سکون میں ہے تو اس خاتون نے اپنے شوہر کے سامنے کھانا رکھ

دیا جو انہوں نے تناول فرمایا پھر اپنے حقوق زوجیت ادا کئے۔ جب وہ فارغ ہوئے تو بچے کی

ماں نے کہا (بچہ فوت ہو گیا ہے) اب اسے دفنا دو۔

ابو طلحہ صبح کو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ کو

رات والے سارے معاملہ کی خبر دے دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صفحہ ۹۵	جلد ۱	رقم الحدیث (۲۳۳)	تحفة الاشراف
صفحہ ۲۷۶	جلد ۱	رقم الحدیث (۱۵۷)	جامع الاصول
صفحہ ۵۸۷	جلد ۹	رقم الحدیث (۵۴۷۰)	فتح الباری

کیا تم نے رات حقوقِ زوجیت ادا کئے
تو انہوں نے عرض کی ہاں (یا رسول اللہ!)
آپ نے دعا فرمائی:

اے اللہ! ان دونوں کو برکت سے نواز دے چنانچہ (اس دعا کے نتیجے میں مدت مقررہ
کے بعد) اس عورت (ام سلیم) نے بچہ جنا۔
حضرت انس نے فرمایا:

مجھ سے حضرت ابو طلحہ نے فرمایا اس نومولود کو اٹھا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمتِ اقدس میں لے جاؤ۔ اور کچھ کھجوریں بھی ساتھ دے دیں۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
کیا اس کے ساتھ کوئی چیز ہے۔

انہوں نے عرض کی ہاں چند کھجوریں ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں
لے لیں ان (میں سے ایک کھجور) کو منہ میں چبایا پھر اپنے منہ سے لیکر بچے کے منہ میں ڈالا اور
اس کو گھنٹی دی اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔
بخاری مسلم نے روایت کیا۔
بخاری کی ایک روایت میں ہے:

حضرت ابن عینیہ نے فرمایا کہ انصار کے ایک آدمی نے انہیں بتایا میں نے اس بچے
(عبد اللہ) کی اولاد سے نوٹڑ کے دیکھے ہیں سب کے سب نے قرآن کی قرأت کی (سب کے
سب قرآن کے قاری تھے)۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا جو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھا فوت ہو گیا۔

حضرت ام سلیم نے اپنے گھر والوں سے کہا ابو طلحہ کو اس کے بیٹے کی وفات کی خبر نہ دینا حتیٰ کہ میں خود ہی اسے بتا دوں گی۔

پس حضرت ابو طلحہ آئے تو ام سلیم نے ان کے سامنے رات کا کھانا رکھ دیا پس انہوں نے وہ کھانا تناول فرمایا اور پانی بھی نوش فرمایا پھر ام سلیم پہلے سے زیادہ بن سنور کران کے پاس آئیں تو انہوں نے ان سے ہمبستری کی۔

جب انہوں نے دیکھا وہ سیر ہو گئے ہیں اور ان سے اپنی خواہش پوری کر لی ہے تو وہ بولیں:

اے ابو طلحہ! بتائیے اگر کوئی قوم کسی گھر والوں کو کوئی چیز عاریۃً (ادھار) دے دے پھر وہ عاریۃً دی ہوئی چیز واپس مانگ لیں تو کیا ان گھر والوں کے لئے روا ہے کہ وہ دینے سے انکار کر دیں۔ حضرت ابو طلحہ نے جواب دیا نہیں۔ تو حضرت ام سلیم نے فرمایا (اللہ نے تمہیں بیٹا دیا تھا وہ واپس لے لیا ہے) پس اب اپنے بیٹے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھیں۔
راوی بیان فرماتے ہیں:

حضرت ابو طلحہ (یہ سن کر) غضب ناک ہوئے پھر فرمایا میں جب گھر آیا تو نے مجھے کچھ بتلائے بغیر چھوڑے رکھا حتیٰ کہ میں تجھ سے ہمبستری کر کے آلودہ ہوا پھر تو نے مجھے بیٹے کی وفات کی خبر دی۔ پس وہ (ابو طلحہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے

رات جو وقوع ہوا اس کی آپ کو خبر دی۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان الفاظ سے انہیں) دعا دی:

اللہ تعالیٰ تم دونوں کی رات میں برکت دے۔

راوی کا بیان ہے:

وہ (ام سلیم اسی رات) حاملہ ہو گئیں۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور یہ ام سلیم (اپنے خاوند) ابو طلحہ کے ہمراہ آپ کے ساتھ تھیں۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب سفر سے واپس مدینہ طیبہ آتے تو رات کو مدینہ منورہ داخل نہ ہوتے پس وہ (قافلہ والے) مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو ام سلیم کو دروزہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہ ان کی دیکھ بھال کے لئے رک گئے اور حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے۔

راوی کا بیان ہے۔ ابو طلحہ کہتے تھے:

اے میرے رب! تو جانتا ہے کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ جب حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے باہر جائیں تو میں بھی جاؤں۔ اور جب آپ مدینہ منورہ داخل ہوں تو میں بھی آپ کی معیت میں داخل ہو جاؤں۔ (اے میرے رب!) تو دیکھ رہا ہے کہ میں رک گیا ہوں حضرت ام سلیم نے کہا۔ اے ابو طلحہ! جو مجھے درد ہو رہا تھا وہ مجھے اب نہیں ہو رہا۔ اس لئے اب چلو پس ہم چل دے۔ پس جب وہ دونوں مدینہ منورہ پہنچ گئے تو انہیں پھر دروزہ شروع ہوا پس ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔

(حضرت انس کا بیان ہے) مجھ سے میری ماں نے کہا:

اس نومولود کو اس وقت تک کوئی دودھ نہ پلائے جب تک تم صبح سے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش نہ کرو۔

جب صبح ہوئی میں نے اسے اٹھایا اور اسے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لیکر حاضر ہو گیا۔

اور (آگے) مکمل حدیث کو بیان فرمایا۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا۔



حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہما نے کس درجہ صبر کا مظاہر کیا۔ آج اس قسم کے صبر کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ نفوس قدسیہ بارگاہِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ تھے۔ آپ کی نگاہِ کرم سے فیض یافتہ تھے اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ رحمت نے ان کے باطن کو اتنا اجلا اور مصفا کر دیا تھا کہ انہیں سب سے افضل اور سب سے برتر اسلامی تعلیمات نظر آتی تھیں اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و فرامین پر عمل ان کی زندگی کا مقصد رہ گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس صبر پر جو اجر و ثواب عطا فرمایا کہ

انہیں ایک فرزند عطا فرمایا پھر اس فرزند کی قسمت میں پہلی غذاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک ہے یہ لعاب مبارک کس درجہ برکات و خیرات سے لبریز ہے کہ اگر کسی کھاری کنویں میں ڈالا جائے تو وہ کنواں سب سے میٹھا ہو جائے اور اگر یہی لعاب کسی دکھتی آنکھ میں ڈالا وہ آنکھ تندوست ہو جائے یہ لعاب بیماریوں سے شفا ہے اس نیک بخت و صالح بچے کے دھن میں جب پہلی غذا یہی لعاب جاتا ہے تو اس لعاب نے اس کے باطن کو کس درجہ طیب و طاہر

کر دیا ہوگا۔ اور اس کے من میں کتنا نور بکھیرا ہوگا اور اس کے بختوں کو کہاں تک بلند کیا ہوگا۔
اللہ رب العزت کے لطف و کرم پر قربان جائیں کہ اس نومولود کو پھر اللہ تعالیٰ نے اولاد
کی نعمت سے سرفراز فرمایا راوی بیان کرتے ہیں کہ میں اس کی اولاد میں سے 9 لڑکے حافظ
قرآن دیکھے۔

سبحانہ اللہ! جس کا سینہ انوار قرآن سے مزین ہو اس کی عظمتوں کا اندازہ کون لگا سکتا
ہے اور اس باپ کے بختوں کو سلام کرنے کو جی چاہتا ہے جس کے نو بیٹے ہوں اور نو کے نو حافظ
قرآن ہوں۔ پھر ساری زندگی قرآن پڑھتے پڑھاتے گزار دیں۔
فَلْكَ الْحَمْدُ يَا اللَّهُ مِلَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ -

صبر کرنے والا طاقتور

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)) . متفق عليه .

((وَالصُّرَعَةُ)) بِضَمِّ الصَّادِ وَفَتْحِ الرَّاءِ ، وَأَصْلُهُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ يُصْرَعُ النَّاسَ كَثِيرًا -

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۱۱۴)	جلد ۴	صفحہ ۱۹۲۸
فتح الباری	رقم الحدیث (۶۱۱۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۵۱۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۰۹)	جلد ۴	صفحہ ۱۹۶
السنن الکبریٰ قال الیہتمی:	رقم الحدیث (۲۱۰۸۵) رواه مسلم فی الصحیح	جلد ۱۰	صفحہ ۳۹۷
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۱۰۵)	جلد ۹	صفحہ ۲۹۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۲۸۵)	جلد ۹	صفحہ ۳۳۲
المسند احمد بن حنبل قال احمد محمد شاكر:	رقم الحدیث (۱۰۶۵۱) اسنادہ صحیح	جلد ۹	صفحہ ۵۴۳
المسند احمد قال احمد محمد شاكر:	رقم الحدیث (۷۲۱۸) اسنادہ صحیح	جلد ۷	صفحہ ۶۱

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۲۶۳۹ صفحہ	رقم الحدیث (۱۰۶۵۰) جلد ۹	مسند امام احمد
	اسنادہ صحیح	قال حمزہ احمد الزین:
۱۸۸ صفحہ	رقم الحدیث (۲۰۲۸۷) جلد ۱۱	مصنف عبد الرزاق
۱۵۹ صفحہ	رقم الحدیث (۳۵۸۱) جلد ۱۳	شرح السنۃ للبغوی
	هذا حدیث متفق علی صحیحہ	قال البغوی:
۴۰۱ صفحہ	رقم الحدیث (۳۹۶۸۳) جلد ۳	مصانح السنۃ
	متفق علیہ	قال المحقق:
۱۶۸ صفحہ	جلد ۴	اتحاف السادة المتقين
۴۰۶ صفحہ	رقم الحدیث (۳۹۶۶) جلد ۳	الترغیب والترہیب
	صحیح	قال المحقق:
۴۴۱ صفحہ	رقم الحدیث (۴۰۵۲) جلد ۳	الترغیب والترہیب
۴۹۳ صفحہ	رقم الحدیث (۷۱۷) جلد ۲	صحیح ابن حبان
	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم	قال شعيب الارنؤوط:
۴۴۶ صفحہ	رقم الحدیث (۱۳۱۷) جلد ۳	الادب المفرد
۵۰۰ صفحہ	رقم الحدیث (۹۸۹) جلد ۳	صحیح الادب المفرد
	صحیح	قال الالبانی:
۶۳۵ صفحہ	رقم الحدیث (۶۱۱۳) جلد ۱۳	فتح الباری

کے لئے کچھ کرتا ہے۔

سبحان اللہ! اس ارشاد گرامی کی گہرائی میں جتنا چلے جائے اتنا ہی کیف و سرور نصیب ہو گا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر کی بلندی آشکار ہوگی۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر موقع و ہر جگہ اپنی امت کی بھلائی و خیر خواہی سوچتی ہے۔ عارضی راحت و آرام کی طرف توجہ نہیں دلائی بلکہ ابدی و سرمدی انعامات کی طرف متوجہ کیا ہے۔

زیر نظر حدیث پاک میں حقیقت بین نظروں سے دیکھنے قوی وہ نہیں جو دم مقابل کو پچھاڑ دے طاقت وہ نہیں جو اپنے حریف کے سینے پر بیٹھ جائے زور آور وہ نہیں جو دشمن کو شکست فاش دے دے۔ بلکہ طاقت وہ ہے جو حالت غضب میں اپنے نفس کو قابو میں رکھے جو غصہ کی حالت میں آپے سے باہر نہ ہو جائے، کیونکہ حالت غضب میں انسان کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے انسان کا حسن اس کے عقل و خرد ہے جس آدمی کا دماغ ہی کام نہ کرے اسے آدمی کون کہے گا۔ انسانیت کا شرف اس کی عقل کی وجہ سے ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر حال میں اپنے ماننے والوں کو انسانیت سے مشرف رکھا ہے اور انسانیت سے فروتر ہونے سے باز رکھا ہے۔

انسان کے ہاں قوت جسمانی قوت کا نام ہے۔ جس کے جسم میں قوت ہے وہ قوی کہلاتا ہے جو طاقت سے بھرپور ہے وہ شدید کہلاتا ہے۔ لیکن حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مسلم کے سوچ کے دھارے کو بدل دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک قوی وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے، طاقت وہ نہیں جو دم مقابل کو گرا کر اس کے سینے پر بیٹھ جائے بلکہ آپ کے ہاں طاقت و روہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے نفس پر قابو رکھے، شدید وہ ہے جو حالت غضب

میں آپے سے باہر نہ ہو جائے۔

مخالف للکار رہا ہے اور اسے گرانے کی قوت و طاقت بھی ہو نفس اس کی طرف مائل بھی دکھائی دیتا ہو اس صورت میں اس مخالف کو مخالف کے روپ میں نہ دیکھنا بلکہ ایک مسلم بھائی کے روپ میں دیکھنا اور اس کی اس للکار کو نظر انداز کر کے آپے سے باہر نہ ہونا ہے اپنے آپ کو اپنے نفس کے حوالہ نہ کرنا حقیقی بہادری ہے یہی قوت و طاقت ہے۔ جو نفس کے ہاتھوں مجبور ہے اسے اگر کوئی گالی دے تو وہ فوراً طیش میں آجاتا ہے اور جب تک اسے دو چار سنا نہ دے اسے سکون نہیں آتا ایسے نفس کے ہاتھوں مجبور آدمی کو بہادر کون کہتا ہے یہ تو کمزور اور بزدل ہے جو نفس کے ہاتھوں کھلونا بنا ہوا ہے۔

غصہ دور کرنے والا کلمہ

وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَرَجُلَانِ يَسْتَبَانُ ، وَأَحَدُهُمَا قَدْ أَحْمَرَ وَجْهَهُ ، وَانْتَفَحَتْ أَوْدَاجُهُ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((إِنِّي لَا أَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ ، لَوْ قَالَ : أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ذَهَبَ مِنْهُ مَا يَجِدُ)) . فَقَالُوا لَهُ : إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((تَعَوَّذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)) . متفق عليه .

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۱۱۵)	جلد ۴	صفحہ ۱۹۲۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۱۰)	جلد ۴	صفحہ ۱۹۷
فتح الباری	رقم الحدیث (۶۱۱۵)	جلد ۱۰	صفحہ ۵۱۸
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۳۵۶۶)	جلد ۴	صفحہ ۵۷
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۸۰)	جلد ۴	صفحہ ۹۱
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۸۱)	جلد ۵	صفحہ ۹۲
جامع الاصول	رقم الحدیث (۶۲۰۳)	جلد ۸	صفحہ ۳۲۲
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۳۵۲)	جلد ۳	صفحہ ۴۲۳
قال الالبانی:	هذا حدیث صحیح (بالفاظ مختلف)		

ترجمة الحديث:

حضرت سلیمان بن سرد رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بیٹھا تھا اور دو آدمی ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی رگیں پھول گئیں تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک میں ایک کلمہ جانتا ہوں اگر یہ اسے پڑھے لے تو اس کا غصہ جاتا رہے اگر یہ آدمی پڑھے

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

میں اللہ کی پناہ و حفاظت میں آتا ہوں مرد و شیطان کے شر سے۔

تو اس کا غضب و غصہ دور ہو جائے گا۔

لوگوں نے اس آدمی سے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ کی پناہ و حفاظت طلب کرو شیطان مردود کے شر سے۔
بخاری و مسلم نے روایت کیا۔



حالت غضب میں انسان کی رگیں پھول جاتی ہیں اور اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اس عمل سے بخارات دماغ کی طرف اٹھتے ہیں اور یہ بخارات انسانی سوچ کے مسام بند کر دیتے ہیں۔ انسانی غور و فکر کے سارے راستے بند ہو جاتے ہیں۔ جب سوچ و فکر کے تمام راستے بند ہو جائیں تو وہ انسان شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن جاتا ہے اور شیطان اپنی مرضی سے اسے جس

طرح چاہے استعمال کرتا ہے۔ جو انسان ہو کر شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن جائے جو فرزند آدم ہو کر اپنے ازلی دشمن کے ہاتھوں کھیل جائے اسے انسان کون کہے۔

زیر نظر حدیث پاک میں حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کو جھگڑنے کی حالت میں دیکھتے ہیں ایک کو غصہ آتا ہے تو اس کی رگیں پھول جاتی ہیں اور اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس منظر کو دیکھ کر فرماتے ہیں:

میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ پڑھ لے تو اس کی یہ کیفیت جاتی ہے۔

وہ کلمہ یہ:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ -

میں اللہ کی پناہ و حفاظت میں آتا ہوں شیطان رجیم کے شر و فساد سے۔

جب سوچ کے دھارے بند ہو چکے ہوں فکر و نظر کے تمام راہ مسدود ہو چکے ہوں اس وقت شیطان حملہ کرتا ہے۔ تو جو آدمی اس عالم میں رب رحمان کی پناہ و حفاظت میں آ جائے شیطان اس کے نزدیک تک نہیں جاتا اس لئے اس کلمہ کے پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کیونکہ اس کلمہ کی موجودگی شیطان کو بھگا دیتی ہے اور جب شیطان بھاگ جائے تو وہ بندہ ایسا کوئی کام نہیں کرے گا جو انسانیت کے ماتھے پر داغ بنے۔

حالت غصہ میں وضو کرنا:

انسان حالت غضب میں ہو اور شیطان اس کو اپنے قابو میں کر رہا ہو تو اس عالم میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا محمود ہے اور اگر اس کے ساتھ وضو بھی کر لیا جائے تو یہ وضو غضب کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ جب غصہ والا آدمی ٹھنڈا ہو جائے گا تو فوراً اس کی عقل و شعور بیدار ہوگا۔ اور وہ

آپے سے باہر نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی صدقے ہم اہل ایمان کو تعلیمات نبویہ پر عمل کی سعادت عطا فرمائے۔

عَنْ عَطِيَّةَ (وهو ابن سعد القرظي) رضى الله عنه - أَنَّهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ۔

حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک غضب (غصہ) شیطان سے ہے اور بیشک شیطان آگ سے پیدا کیا گیا اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی غصہ میں آئے تو اسے چاہے کہ وہ وضو کر لے۔ یہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے کہ جب غصہ آئے تو وضو کر لیا جائے جس مرد مومن نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کیا وہ دونوں جہاں میں سرفراز ہو اور اللہ تعالیٰ کے الطاف کریمانہ سے سرفراز ہوا۔

رقم الحدیث (۴۷۸۴)

سنن ابی داؤد

جلد ۸ صفحہ ۴۳۹

جامع الاصول

حسن

قال محقق:

جلد ۴ صفحہ ۲۲۶

مسند الاحمد

حالت غضب میں کھڑا آدمی بیٹھ جائے:

اسی سلسلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور ہدایت بھی ہے وہ بھی ملاحظہ ہو:
 عَنْ أَبِي ذَرٍّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - أَنَّهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَالْأ
 فْلِيضَطَجِعُ -

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی غصہ میں آئے اس حال میں کہ وہ کھڑا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ بیٹھ
 جائے پس اگر اس سے غصہ چلا جائے فبھا ورنہ وہ لیٹ جائے۔

انسان جب غضب میں کھڑا ہو اور غصہ میں آپے سے باہر ہو رہا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ
 بیٹھ جائے بیٹھنے سے اس کی حالت میں یقیناً تبدیلی آئے گی اور اس کے غصہ کی شدت میں کمی
 آئے گی اگر تو غصہ بالکل جاتا رہے تو فبھا ورنہ وہ لیٹ جائے۔ لیٹنے سے اس کا بقیہ غصہ بھی چلا
 جائے گا۔

غصہ چونکہ شیطان سے ہے اور شیطان اہل ایمان کو اپنے جال میں پھنسانا چاہتا ہے اور
 وہ کوئی بھی موقع جانے نہیں دیتا۔ اس لئے اس شیطان کو بھگانے کا ایک ہی طریقہ ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر عمل کیا جائے۔ جو فرد بشر حضور نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر عمل کرتا ہے وہ عند اللہ بھی محمود ہے۔ اور شیطان کی دست برد سے بھی محفوظ و مامون ہے۔

حالت غضب میں خاموشی اختیار کی جائے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - أَنَّهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

عَلِمُوا وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ ۱

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تعلیم دو اور آسانیاں پیدا کرو اور مشکلات پیدا نہ کرو اور جب تم میں سے کوئی غصہ میں آجائے تو اسے چاہیے کہ وہ خاموش ہو جائے۔
یہ الفاظ اس طرح بھی ہیں:

عَلِمُوا وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا فَإِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ وَإِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ ۲

تعلیم دو اور آسانیاں پیدا کرو اور مشکلات پیدا نہ کرو پس جب تم غصہ میں آ جاؤ تو خاموش ہو جاؤ اور جب تم غصہ میں آ جاؤ تو خاموشی اختیار کرو اور جب تم غصہ میں آ جاؤ تو سکوت اختیار کرو۔

(۱) مسند احمد	رقم الحدیث ()	جلد ۱	صفحہ ۲۳۹
مسند احمد	رقم الحدیث (۲۱۳۶) (۲۵۵۶)		
(۲) مسند احمد	رقم الحدیث (۲۵۵۶)		

قیامت کے دن سب کے سامنے انعام

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :
 ((مَنْ كَظَمَ غَيْظًا ، وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ ، دَعَاهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَلَى
 رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخَيَّرَهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ مَا شَاءَ)) . رواه أبو
 داود ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ -

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۷۷) جلد ۲	صفحہ ۶۶۲
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۷۷) جلد ۳	صفحہ ۱۷۴
قال الالبانی:	حدیث حسن	
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۲۱)	صفحہ ۵۴۷ جلد ۳
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن غریب	
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۹۳)	صفحہ ۲۶۹ جلد ۴
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۲۱)	صفحہ ۳۹۶ جلد ۲
قال الالبانی:	صحیح	
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۱۸۶)	صفحہ ۵۰۳ جلد ۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن	
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۳۹۳) جلد ۳	صفحہ ۳۶۷
قال الالبانی:	صحیح	

ترجمة الحديث:

حضرت معاذ بن انس - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی غصہ کو پی جائے جب کہ وہ غصہ کو نافذ کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسے تمام مخلوقات کے سامنے قیامت کے دن بلائے گا حتیٰ کہ اسے اختیار ہوگا کہ حور عین میں جسے چاہے اپنے لئے پسند کر لے۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔



انعام چھوٹا ہو یا بڑا انعام انعام ہوتا ہے کسی کی حسن کارکردگی کی بنا پر دیا جاتا ہے۔ کبھی ایسے ہوتا ہے ایک والد، ایک سربراہ خاندان اپنے لختِ جگر سے خوش ہوتا ہے اس کی تابعداری پر مسرور ہوتا ہے اسے تمام اہل خانہ کے سامنے انعام سے نوازا جاتا ہے۔

کبھی استاد اپنی کسی شاگرد سے خوش ہوتا ہے اس کا حصول علم میں انہماک، اس کا استاد

رقم الحدیث (۱۱۲۹۸)	جلد ۸	صفحہ ۳۹۴	تحفة الاشراف
رقم الحدیث (۱۶۶۳۵)	جلد ۸	صفحہ ۲۷۹	سنن الکبریٰ للبیہقی
رقم الحدیث (۱۵۵۷۳)	جلد ۱۲	صفحہ ۲۵۵	المسند لاحمد
اسنادہ صحیح			قال حمزہ احمد الزین:
رقم الحدیث (۶۲۰۶)	جلد ۸	صفحہ ۳۲۳	جامع الاصول

کے ارشادات کو ضبط کرنا، اس کا کتاب کی گہرائی تک پہنچنا ایک استاد کو متاثر کرتا ہے۔ پھر امتحان میں اس کی کامیابی پر اسے تمام طلباء کے سامنے انعام سے نوازا جاتا ہے۔ یہ طالب علم کیلئے ایک اعزاز ہوتا ہے۔

اسی طرح ایک حاکم وقت، ایک بادشاہ، کسی افسر سے خوش ہوتا ہے اس کا اپنے محکمہ میں حسن انتظام قابل قدر ہوتا ہے اس کی معاملہ فہمی، اس کا اپنے کام سے لگاؤ، پھر اپنے محکمہ میں اچھے نتائج یہ سب کچھ اسے حاکم وقت، بادشاہ کی نظر میں قابل قدر بناتے ہیں پھر بادشاہ وقت اسے وزراء کے سامنے بلا کر انعام سے نوازا کرتا ہے۔

اب قیامت کا منظر نگاہوں کے سامنے لائیے اولین و آخرین اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر بارگاہ ذوالجلال والا کرام میں پیش ہوں گے۔ اللہ وحدہ لا شریک جلال میں ہوں گے۔ اس دنیا میں بڑائی حاصل کرنے والے تھر تھر کانپ رہے ہوں گے۔ اپنے اپنے پسینوں میں شرابور ہوں گے۔ آواز آئے گی:

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ -

اے دنیا میں حکمرانیاں کرنے والو! بتاؤ آج کسی کی بادشاہت ہے۔

کوئی جواب نہ دے سکے گا پھر اللہ وحدہ لا شریک خود ہی فرمائے گا۔

لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ -

آج بادشاہت اللہ کے لئے ہے جو واحد وقہار ہے۔

پھر کئی مراحل گزریں گے جلال الہی جمال کا روپ دھارے گا اہل محشر اپنی آنکھوں

کے سامنے اہل ایمان کو جنت کی سندیں حاصل کرتے دیکھیں گے۔ اسی دوران اللہ وحدہ لا

شریک ایک آدمی کو بلائے گا جسے سب اہل محشر کے سامنے انعام سے نوازا جائے گا یہ کون خوش قسمت ہے جسے سب کے سامنے احکم الحاکمین انعام واکرام سے سرفراز فرمائے گا یہ وہ بختوں اور نصیبوں والا ہے جسے دنیا میں کسی کی حماقت پر غصہ آیا اور وہ غصہ کو اس پر نافذ کرنے کی قدرت بھی رکھتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وہ غصہ کو پی جاتا ہے۔

غصہ کی حالت میں شیطان انسان کو اپنے قابو میں کر لیتا ہے لیکن وہ صاحب عزم و ہمت جو اس حالت میں بھی شیطان کو نزدیک نہ آنے دے بلکہ خدائے رحمن ورحیم کی کرم نوازی سے اپنے غصہ کو پی جائے وہ اس قابل ہے کہ اسے میدان حشر میں سب کے سامنے انعام سے نوازا جائے۔

پھر دنیا میں انعام دینے والے استاد ہوں یا حاکم وقت کوئی بھی ہو ہو سکتا ہے وہ انعام دیتے وقت اپنی کسی لالچ کو مد نظر رکھ رہا ہو، ہو سکتا ہے وہ انعام کے پردے میں اسے کچھ اور کرنا چاہتا ہو۔ پھر یہ دنیا کے انعام عارضی ہیں، ناپائیدار اور ختم ہونے والے۔ لیکن جو انعام واکرام اللہ وحدہ لا شریک قیامت کو عطا فرمائے گا وہ انعام ابدی ہوگا۔ وہ انعام خالق و مالک کے راضی ہونے کی علامت ہوگا اور میدان حشر میں انعام کا دیا جانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی سے ہمیشہ ہمیشہ راضی رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی دولت ہے۔

مسند ابی یعلیٰ الموصلی میں یہ حدیث پاک مروی اس میں علی روؤس الخلائق کی جگہ علی روؤس الاشہاد کے لفظ ہیں ملاحظہ ہو:

حدثنا ابو عبد اللہ احمد بن ابراہیم ، حدثنا ابو عبد الرحمن ، حدثنا

سعید ، حدثنی ابو مرحوم عن سهل بن معاذ بن انس

عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
 مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ ، دَعَاهُ اللَّهُ عَلَى رُؤُوسِ
 الْأَشْهَادِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُخَيِّرُهُ فِي أَيِّ الْحُورِ شَاءَ۔

ترجمة الحديث:

حضرت معاذ بن انس - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی غصے کو پی جائے حالانکہ وہ غصہ کو نافذ کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تمام حاضرین کے سامنے بلائے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے اختیار دیگا کہ جس بھی حور کو چاہے اپنے لئے پسند کر لے۔

حضور ﷺ کی وصیت مبارک غصہ نہ کرو

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
أَوْصِنِي ، قَالَ : ((لَا تَغْضَبْ)) فَرَدَّدَ مِرَارًا ، قَالَ : ((لَا تَغْضَبْ)) . رواه البخاری -

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ:

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۱۱۶)	جلد ۳	صفحہ ۱۹۲۸
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۲۰)	جلد ۳	صفحہ ۵۳۶
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۲۰)	جلد ۲	صفحہ ۳۸۶
قال الالبانی:	صحیح		
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۸۳۶)	جلد ۹	صفحہ ۴۳۷
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۲۰۲۷۹)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۸۵
قال البيهقي:	رواه البخاری فی الصحیح		
شرح السنۃ للبعوی	رقم الحدیث (۳۵۸۵)	جلد ۱۳	صفحہ ۱۵۹
قال البغوی:	هذا حدیث صحیح		
المسند احمد	رقم الحدیث (۸۷۲۹)	جلد ۸	صفحہ ۴۵۶
قال احمد محمد شاكر:	اسنادہ صحیح		

ایک آدمی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی
(یا رسول اللہ!) مجھے وصیت فرمائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔
اس نے کئی مرتبہ اپنی درخواست دہرائی تو حضور نے ہر مرتبہ فرمایا:
غصہ نہ کیا کرو۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔



ایک آدمی حضور معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آتا ہے اور عرض کرتا
ہے یا رسول اللہ مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرماتے ہیں غصہ نہ کیا
کرو۔ یہ ارشاد گرامی بتاتا ہے کہ غصہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اچھی چیز
نہیں ہے۔ وہ آدمی بار بار کہتا ہے کہ مجھے کوئی وصیت کیجئے تو ہر بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں غصہ نہ کیا کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار اسے فرمانا کہ غصہ نہ کیا کرو غصہ کے قبیح ہونے
پر دلالت ہے۔ چونکہ غصہ شیطان سے ہے اور شیطان کا ہر عمل اولاد آدم کے لئے نقصان دہ ہے اور
اس کے دین و ایمان کے لئے خطرناک ہے اس لئے غصہ نہ کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔
جس عمل سے انسان شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن جائے یقیناً وہ عمل خیر سے دور ہے
بلکہ بہت دور ہے اور اس عمل کا قبیح ہونا بھی ہر ایک پر عیاں ہے۔

ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ : قَالَ
رَجُلٌ " يَا رَسُولَ اللَّهِ ! أَوْصِنِي قَالَ : لَا تَغْضَبُ قَالَ الرَّجُلُ فَفَكَّرْتُ حِينَ قَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ فَإِذَا الْغَضَبُ يَجْمَعُ الشَّرَّ كُلَّهُ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی۔ رضی اللہ عنہ۔ نے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

اس آدمی نے کہا جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد جو ارشاد فرمایا میں نے غور و فکر کیا (اور اس نتیجہ پر پہنچا) کہ غضب تمام شر کا جامع ہے۔



اس آدمی کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ نہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے اس پر غور و فکر شروع کر دیا اور اس فرمانِ ذیشان پر تفکر و تدبر کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذہن کے درتے کھول دیے تو اس پر یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ غصہ تمام شر کا جامع ہے کہ غصہ سے شر ہی شر پھوٹتا ہے۔ کیونکہ شر کا مرکز و محور ابلیس ہے اور غصہ ابلیس کی جانب سے ہے اور جو آدمی رحمان جل جلالہ کی جانب سے خیرات لینے کی بجائے شیطان کے دامن میں آ جائے وہ ہر بھلائی سے دور اور ہر شر کے نزدیک ہے۔ بلکہ اگر وہ اس شیطان کے پسندیدہ عمل پر عمل پیرا رہا تو وہ خود مجسمہ شر بن جائے گا پھر اس کا وجود شر کا منبع قرار پائے گا۔

اللَّهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ مَكْرِ الشَّيْطَانِ وَكَيْدِهِ بِحُرْمَةٍ مِنْ بَعَثْتَهُ رَحْمَةً
لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

گناہوں سے پاک

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
 ((مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَالِدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ تَعَالَى وَمَا
 عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ)) . رواه التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ -

صحیح سنن ترمذی	رقم الحدیث (۲۳۹۹)	جلد ۲	صفحہ ۵۶۵
الجامع الکبیر	رقم الحدیث (۲۳۹۹)	جلد ۴	صفحہ ۲۰۴
قال الترمذی:	هذا الحدیث حسن صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۲۲۸۰)	جلد ۵	صفحہ ۳۲۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۱۱۳)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۰
المستدرک احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۷۸۴۶)	جلد ۷	صفحہ ۵۰۹
المستدرک احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۹۷۷۳)	جلد ۹	صفحہ ۳۱۸
قال احمد محمد شاكر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۱۳)	جلد ۷	صفحہ ۱۷۶
قال شعيب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح		
المستدرک	رقم الحدیث (۱۲۸۱)	جلد ۲	صفحہ ۴۹۷
قال الحاكم:	هذا حدیث صحیح بالفاظ مختلف		
المستدرک	رقم الحدیث (۷۸۷۹)	جلد ۸	صفحہ ۲۸۰۸
قال الحاكم:	هذا حدیث صحیح بالفاظ مختلف		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن مرد اور مومن عورت پر اس کی جان، اس کی اولاد اس کے مال میں آزمائش آتی رہتی ہیں۔ (جن سے اس کے گناہ مٹتے رہتے ہیں) حتیٰ کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔
روایت کیا ہے اسے ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔



اس رزم گاہ حیات میں انسان گناہوں کی آلودگی سے داغدار ہوتا رہتا ہے۔ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے وہ انسان کے دین و ایمان کو نقصان پہنچانے کا کوئی بھی موقع جانے نہیں دیتا پھر اس شیطان کی چالیں بڑی گہری اور باریک ہوتی ہیں وہ ہر روپ میں آ کر اسے معصیت کی طرف راغب کرتا رہتا ہے۔

حلاوت ایمان سے مالا مال افراد ابلیسی چالوں میں نہیں آتے ان کا دامن محض فضل الہی سے گناہوں کی سیاہی سے پاک رہتا ہے ان کے زہد و ورع کا نور ہمیشہ غالب رہتا ہے ان کا اخلاص و للہیت، ان کا رب تعالیٰ سے لگاؤ ان کے دین و ایمان کا محافظ رہتا ہے اور ایسے افراد تک شیطان کی رسائی بڑی مشکل ہوتی ہے۔

جلد ۵ صفحہ ۲۳۶

رقم الحدیث (۱۴۳۶)
ہذا حدیث حسن صحیح

شرح السنۃ
قال البیہقی:

یہ دنیا دار المصائب ہے۔ یہاں مصائب و آلام آتے رہتے ہیں ایک مومن اور غیر مومن میں یہی فرق ہے کہ مومن ان جملہ مصائب و آفات کو اللہ کی رضا کی آنکھ سے دیکھتا ہے وہ ان تکالیف پر آپے سے باہر نہیں ہوتا اور نہ جزع و فزع کو عادت بناتا ہے بلکہ وہ صبر کا دامن تھامے رکھتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ صبر کرنے سے خالق و مالک راضی ہوتا ہے اور صبر کرنے سے اجر و ثواب بھی ملتا ہے۔

یہ مصائب چند طرح کے ہیں:

۱۔ مصائب انسان ذات پر آتے رہتے ہیں کبھی بیماری حملہ کرتی ہے کہ اس کے تمام معاملات متاثر ہو جاتے ہیں جسم کے کسی حصہ میں مرض پورے جسم کی تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ جس سے اس کے روزمرہ کے معمولات میں فرق آ جاتا ہے اگر اس مرض پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔

یعنی تہجد گزار آدمی مرض میں مبتلا ہو اس کا بخار شدت اختیار کر گیا جس سے اس کے لئے اٹھنا بھی محال ہو گیا اس کی پوری کوشش اور خواہش ہے کہ وہ رب کے آگے وقت سحر سجدہ ریز ہو جائے لیکن بیماری کے باعث وہ ایسا نہ کر سکا تو اللہ الکریم اسے اپنے خزانہ خاص سے تہجد کا ثواب عطا فرمائے گا یہ اس کا کرم ہے اور اس کے کرم پر کوئی قدغن نہیں ہے۔

۲۔ کبھی انسان کو فقر و تنگدستی گھیر لیتے ہیں۔ پہلے مال و دولت کی فراوانی ہے جس سے معاملات دنیا با حسن و خوبی طے ہو رہے ہیں اچانک تنگدستی حملہ آور ہو جاتی ہے کہاں وہ وقت کہ ہر طرف مال و دولت فراوانی اور کہاں کھانے کے لئے دنو والے بھی میسر نہیں ایک مومن اس عالم میں بھی شکوہ و شکایت زبان پر نہیں لاتا بلکہ صبر کا پیکر بن جاتا ہے وہ اپنے نفس کو روکتا ہے کہ کسی پر

زیادتی نہ ہو وہ کسی کا ناحق مال نہیں چھینتا وہ صبر کرتا ہے ناجائز ذرائع سے روزی لینے کا تصور بھی نہیں کرتا۔

۳۔ کبھی کبھی انسان اپنے اہل و عیال میں خوش و خرم ہوتا ہے اپنے بیوی بچوں میں آرام کے دن گزار رہا ہوتا ہے اچانک اسے سفر پیش آ جاتا ہے حالات کے ہاتھوں مجبور وہ سفر پر روانہ ہو جاتا ہے سفر وسیلہ ظفر تو ہے لیکن ایک نوع کا عذاب بھی ہے غریب الوطنی لوگوں سے ناآشنائی جیب میں رقم کی کمی پھر وہاں کئی قسم کی پریشانیاں ان سب حالات میں ایک بندہ مومن اپنی نفس کو بے قابو نہیں ہونے دیتا وہ نفس کے منہ زور گھوڑے کو لگا میں ڈالتا ہے۔ وہاں ایسے مواقع آ جائیں جہاں کوئی دیکھنے والا اور کوئی پوچھنے والا نہ ہو پھر وہ ناجائز طریقے سے دولت اکٹھی نہیں کرتا۔

بسا اوقات دوران سفر ایسے مواقع آ جاتے ہیں جن میں انسان بڑی آسانی سے برائی کا ارتکاب کر سکتا ہے لیکن ایک مومن خواہ وہ، سفر میں ہو یا حضر میں، دوستوں میں ہو یا دشمنوں میں اسے کوئی دیکھ رہا ہو یا نہ دیکھ رہا ہو وہ کسی بھی عالم میں اور کسی بھی لمحے اپنی نعمت ایمان کو ضائع نہیں کرتا اور ایسی کوئی گھٹیا حرکت نہیں کرتا جو انسانیت کے چہرہ پر بد نما داغ ہو۔

۴۔ اولاد کی نعمت اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے نیک اولاد سونے پر سہاگہ ہے اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ جب اولاد عطا فرماتا ہے تو وہ شکر بجالاتے ہیں کیونکہ شکر بجالانے سے خالق و مالک راضی ہو جاتا ہے۔ اللہ بے نیاز ہے ساری کائنات اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں وہ کبھی کبھی اولاد کے ذریعے آزما تا ہے کہ میرا بندہ صبر کے وصف سے متصف ہے یا نہیں۔ اگر اس کی اولاد کو کوئی تکلیف آئے تو کیا یہ دامن صبر چھوڑ تو نہیں دیتا۔

ہستے بستے گھر میں اچانک کوئی بچہ بیمار ہو جاتا ہے جس سے اسکے والدین کی کیفیت بدل جاتی ہے جب تک اسے آرام نہ آئے ماں کا قرار و سکون لٹ جاتا ہے باپ اپنی جگہ مضطرب رہتا ہے بچے کی بیماری کا عرصہ مختصر بھی ہو سکتا ہے اور طویل بھی ان صورتوں میں اللہ کا بندہ پیکر صبر و رضا بن کر رہتا ہے۔ شریعت مطہرہ کے مطابق اس کا علاج و معالجہ کرتا ہے اس کے آرام و سکون کا خیال رکھتا ہے کبھی کبھی بیماری شدت اختیار کر جائے تو انسان کے اندرونی کرب میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن اس سارے عالم میں وہ آپے سے باہر نہیں ہوتا وہ زبان پر شکوہ و شکایت نہیں لاتا۔ وہ واویلا نہیں کرتا بلکہ صبر و سکون سے رہتا ہے اسے علم ہے میرے بے صبر ہونے سے اس کی بیماری رفع نہیں ہوگی۔ لیکن میرے بے صبر ہونے سے میرا خالق و مالک ناراض ہوگا ایک مومن اور تو سب کچھ برداشت کر سکتا ہے اپنے رب کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا۔

۵۔ اولاد کی بیماری بڑھتے بڑھتے اس کی موت تک پہنچ جاتی ہے۔ ایک آدمی کے سامنے اس کی اولاد موت سے ہمکنار ہو جائے یہ صدمہ خود جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے لیکن ایک مرد مومن صبر و رضا کا پیکر بن کر اس صدمے کو بھی برداشت کر جاتا ہے اور اس مصیبت کے آنے سے وہ آپے سے باہر نہیں ہوتا کیونکہ اسے معلوم ہے تمام امور خالق و مالک کے دستِ قدرت میں ہیں وہ جس طرح چاہے اور جو چاہے کرتا ہے میں اس کا بندہ ہوں عاجز بندہ ہوں اس کا حکم اس کا فیصلہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں۔



عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -
 قَالَ : لَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ أَوْ الْمُؤْمِنَةِ فِي جَسَدِهِ وَفِي مَالِهِ وَفِي وَلَدِهِ حَتَّى
 يَلْقَى اللَّهَ وَ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ .

شعب الایمان ^{سبیہقی}	رقم الحدیث (۹۸۳۷)	جلد ۷	صفحہ ۱۵۹
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۲۲۸۰)	جلد ۵	صفحہ ۳۲۹
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۲۰۷)	جلد ۴	صفحہ ۱۷۹
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۹۹)	جلد ۲	صفحہ ۵۶۵
قال الالبانی:	حسن صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۳۳۶)	جلد ۵	صفحہ ۲۲۶
قال البغوی:	هذا حدیث حسن صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۳۱)	جلد ۷	صفحہ ۱۷۶
قال شعب الارنؤوط:	اشادہ حسن		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۲۳)	جلد ۷	صفحہ ۱۸۷
السنن الکبریٰ ^{سبیہقی}	رقم الحدیث (۶۵۲۳)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۳
الموطا امام مالک		جلد ۱	صفحہ ۲۰۳
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۷۸۷۹)	جلد ۸	صفحہ ۲۸۰۸
قال الحاکم:	هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه		
موارد الظمان	رقم الحدیث (۶۹۷)		صفحہ ۱۸۰

ترجمة الحديث:

حضرت بوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن مرد یا مومن عورت کو اس کے جسم میں اس کے مال میں اس کی اولاد میں آزمائش رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

وَعَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ . وَهِيَ عَمَّةُ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ ، وَكَانَتْ مِنَ الْمَبَايِعَاتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا . قَالَتْ : عَادِنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيضَةٌ . فَقَالَ : يَا أُمَّ الْعَلَاءِ أَبْشِرِي ، فَإِنَّ مَرَضَ الْمُسْلِمِ يُذْهِبُ اللَّهُ بِهِ خَطَايَاهُ كَمَا تُذْهِبُ النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالْفِضَّةِ .

ترجمة الحديث:

حضرت اُمّ العلاء رضی اللہ عنہا جو حکیم بن حزام کی پھوپھی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

صحیح الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۳۳۲۷)	جلد ۳	صفحہ ۳۳۸
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۳۳۳۸)	جلد ۳	صفحہ ۳۳۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۰۹۲)	جلد ۲	صفحہ ۲۰۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۰۹۲)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۲
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۷۱۴)	جلد ۲	صفحہ ۳۳۹
معجم الکبیر للطبرانی (بالفاظ مختلفہ)	رقم الحدیث (۳۳۰)	جلد ۲۵	صفحہ ۱۳۱

سے مشرف بیعت حاصل کرنے والی ہیں نے فرمایا:

جب میں بیمار تھی تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت فرمائی تو ارشاد فرمایا اے اُمّ العلاء! مبارک ہو! مسلم کی مرض و بیماری کے سبب اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے جیسا آگ لو ہے اور چاندی کے خُبث (کھوٹ) کو ختم کر دیتی ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - :

إِنَّ الرَّجُلَ لَيَكُونُ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ الْمَنْزِلَةُ فَمَا يَبْلُغُهَا بِعَمَلٍ : فَمَا يَزَالُ اللَّهُ يَبْتَلِيهِ بِمَا يَكْرَهُ حَتَّى يَبْلُغَهُ إِيَّاهَا .

المستدرک للحاکم	جلد ۱	صفحہ ۳۳۴
قال الحاکم:		
تلخیص بذیل المستدرک	جلد ۱	صفحہ ۳۳۴
قال الذہبی:		
صحیح الجامع للالبانی	جلد ۱	صفحہ ۳۳۵
قال الالبانی:		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	جلد ۶	صفحہ ۱۸۹
الترغیب والترہیب	جلد ۳	صفحہ ۱۷۷
قال المحقق:		
مسند ابی یعلیٰ الموصلی	جلد ۱۰	صفحہ ۲۸۳
قال حسین سلیم اسد:		
صحیح ابن حبان	جلد ۷	صفحہ ۱۶۹
قال شعب الارنؤوط:		
	اسنادہ حسن	

ترجمة الحديث:

بندہ مومن کا درجہ اللہ کے ہاں اتنا بلند ہوتا ہے کہ وہ اس درجہ تک عمل سے نہیں پہنچ سکتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو کسی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے تو وہ اس ذریعہ سے اسے اس درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔

المطالب العالیۃ	رقم الحدیث (۲۳۲۰)	جلد ۲	صفحہ ۳۳۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۰۹۰)	جلد ۲	صفحہ ۲۰۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۰۹۰)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۱
قال الالبانی:	صحیح		
موارو النظمان	رقم الحدیث (۶۹۳)		صفحہ ۱۷۹



عن عائشہ - رضی اللہ عنہا - عن النبی - صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -
 إِذَا اشْتَكَى الْمُؤْمِنُ أَخْلَصَهُ ذَلِكَ مِنَ الذُّنُوبِ كَمَا يُخْلِصُ الْكَبِيرُ الْخُبْتَ مِنَ
 الْحَدِيدِ .

ترجمة الحديث :

حضرت عائشہ صدیقہ - رضی اللہ عنہا - سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم - صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم - نے ارشاد فرمایا:

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۲۵۷)	جلد ۳	صفحہ ۲۵۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۳۶)	جلد ۷	صفحہ ۱۹۸
قال شعيب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۳۸۰۴)	جلد ۳	صفحہ ۳۱
الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۹۷)		صفحہ ۱۳۱
المعجم الاوسط للطبرانی	رقم الحدیث (۴۱۲۳)	جلد ۳	صفحہ ۱۴۲
المعجم الاوسط للطبرانی	رقم الحدیث (۵۳۵۱)	جلد ۴	صفحہ ۱۰۱
قال محمد حسن اسماعیل:	اسنادہ حسن		
موارد النظمین	رقم الحدیث (۶۹۵)		صفحہ ۱۷۹

جب مومن کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ تکلیف اسے گناہوں سے یوں پاک کر دیتی ہے
جیسے کیر لوہے سے جُٹ کو پاک کر دیتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا صبر

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ - وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُدْنِيهِمْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، وَكَانَ الْقُرَاءُ أَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَمُشَاوَرَتِهِ كَهَوْلًا كَانُوا أَوْشَبَانًا - فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيهِ : يَا ابْنَ أَخِي ! لَكَ وَجْهٌ "عِنْدَ هَذَا الْأَمِيرِ فَاسْتَأْذِنْ لِي عَلَيْهِ ، فَاسْتَأْذِنَ فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ . فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ : هِيَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ ! فَوَاللَّهِ ! مَا تُعْطِينَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْكُمُ فِينَا بِالْعَدْلِ ، فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى هَمَّ أَنْ يُوقِعَ بِهِ ، فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ! إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ) (الأعراف: ١٩٩) وَإِنَّ هَذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ ، وَاللَّهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا ، وَكَانَ وَقَافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى . رواه البخارى -

ترجمة الحديث :

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۶۴۲)	جلد ۳	صفحہ ۱۴۲۰
فتح الباری	رقم الحدیث (۴۶۴۲)	جلد ۸	صفحہ ۳۰۴

عیینہ بن حصن آئے اور اپنے بھتیجے حُر بن قیس کے ہاں قیام کیا یہ حُر ان لوگوں میں سے تھے جنہیں حضرت عمر نے اپنے قرب سے نوازا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصحاب مجلس اور اصحاب شاورت قراء (اہل علم) ہوتے تھے چاہے وہ عمر رسیدہ ہوں یا جوان۔

عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا اے میرے بھائی کے فرزند! اس خلیفہ کے ہاں تمہیں خاص مرتبہ حاصل ہے اس لئے میرے لئے ان سے ملاقات کی اجازت لے دو۔ حُر نے اجازت مانگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مرحمت فرمادی۔

جب عیینہ اندر آئے تو حضرت عمر سے کہنے لگے:

اے ابن الخطاب! آپ ہمیں نہ زیادہ عطیات دیتے ہیں اور نہ ہمارے درمیان عدل سے فیصلہ فرماتے ہیں (یہ سن کر) حضرت عمر کو غصہ آ گیا حتیٰ کہ انہوں نے اسے سزا دینے کا ارادہ فرمایا۔

حُر نے عرض کی:

اے امیر المؤمنین! بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ -

عفو و درگزر کو اختیار کیجئے نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلین سے اعراض کیجئے اور یہ (میرا چچا

جس نے گستاخی کی ہے) جاہلین سے ہے۔

اللہ کی قسم! جب حُر نے اس آیت کی تلاوت کی حضرت عمر نے ذرا بھی آگے نہ بڑھے

یعنی اس کو کچھ نہ کہا۔ حضرت عمر کتاب اللہ پر بہت زیادہ عمل کرنے والے تھے۔

اسے بخاری نے روایت کیا۔



امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتب کے پہلے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ السابقون الاولوں کے زمرہ میں شامل تھے۔ آپ نے اپنے سینے اقدس کو فیضانِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز کیا تو خوب لبریز کیا اور آپ سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ آپ خود صاحبِ علم ہے اور اصحابِ علم کی قدر کرتے تھے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی خوب یاد تھا کہ الْعُلَمَاءُ وَرِثَةُ الْأَنْبِيَاءِ - علماء انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں۔ اس لئے آپ علماء کی دل و جان سے قدر کرنے والے تھے۔ بلکہ علماء آپ کے اصحابِ مجلس اور اصحابِ مشاورت تھے۔ علماء کی مجلس میں علم کی باتیں ہوں گی اور علماء سے مشورہ کرنے سے وہ علم کی روشنی میں یعنی قرآن و سنت کی روشنی میں مشورہ دیں گے۔ کیونکہ جس کا سینہ علم کے انوار سے منور ہے اس سینہ اقدس سے دین کے نوری چشمے ہی ابلا کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ عمر رسیدہ اور جوان میں کوئی فرق نہیں کیا کرتے تھے آپ کے اصحابِ مجلس علماء تھے وہ علماء بزرگ بھی ہوتے اور جوان بھی بزرگی عمر رسیدہ ہونے میں نہیں بلکہ بزرگی علم و عمل میں ہے البتہ جو علم و عمل کے ساتھ عمر میں بھی بڑا ہو وہ نور علی نور ہے۔

زیر نظر روایت میں:

عمینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے نامناسب بات کہہ دیتے ہیں جو بہر حال انہیں زیب نہ دیتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی بات سن کر جلال میں آگئے لیکن اسی لمحہ حُزُن نے

قرآن کی آیت کی تلاوت کردی

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ -

عفو و درگزر کو اختیار کیجئے نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلین سے اعراض کیجئے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ عامل بالکتاب تھے قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل پیرا تھے اس لئے اس آیت کریمہ کو سن کر ان کا جلال فوراً جمال میں بدل گیا اور اس نامناسب بات کہنے والے سے کچھ بھی نہ فرمایا۔

معاف وہی کرتا ہے جسے اپنے نفس پر قابو ہوتا ہے اور وہ اسے آپے سے باہر نہیں ہونے دیتا۔ کسی کی زیادتی کو معاف کرنے والا وہ صابر ہے جس کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے عزتیں لکھی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَنْقَضَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَا دَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوِ الْأَعْرَا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدقہ مال کو کم نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ بندے کے معاف کرنے کی وجہ سے اس کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے۔ اور جس نے بھی اللہ کے لئے تواضع و انکساری کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے رفعت و بلندی سے سرفراز فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عیینہ کے اس رویے اور غیر معقول بات پر اسے معاف کر

دیا تو اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین کی عزت و تکریم میں اضافہ کر دیا۔ اس اللہ تعالیٰ نے کتنا اضافہ فرمایا یہ ماوشما کو کیا خبر یہ اس کریم کا کرم ہے اور اللہ الکریم کے کرم کو کسی پیمانہ میں تو لا نہیں جاسکتا۔

صحابہ کرام کو حضور ﷺ کی وصیت

میرے بعد صبر کرنا

وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((إِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِي آثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكَرُونَهَا ! قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! فَمَا تَأْمُرُنَا ؟ قَالَ : تُؤَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ ، وَتَسْأَلُونَ اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ)) . متفق عليه .
 و ((الأثرَةُ)) : الانْفِرَادُ بِالشَّيْءِ عَمَّنْ لَهُ فِيهِ حَقٌّ -

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۰۵۲)	جلد ۴	صفحہ ۲۲۱۰
فتح الباری	رقم الحدیث (۷۰۵۲)	جلد ۱۳	صفحہ ۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۸۴۳)	جلد ۳	صفحہ ۲۵۷
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۹۰)	جلد ۲	صفحہ ۴۷۱
قال الالبانی:	هذا حدیث صحیح (بالفاظ مختلفه)		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۱۹۰)	جلد ۴	صفحہ ۵۷
قال ترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح (بالفاظ مختلفه)		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۵۸۷)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۴۷
قال شعيب الارنؤوط:	هذا حدیث صحیح		
المسند للاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۳۶۴۱)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۵
قال احمد محمد شاكر:	هذا الحدیث اسنادہ صحیح (بالفاظ مختلفه)		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد ترجیح ہوگی اور ایسے امور ہوں گے جو تمہیں بھلے معلوم نہ ہوں گے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! پھر آپ ہمیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا جو حق تمہارے ذمہ ہے اسے تم ادا کرو اور جو تمہارے حق دوسروں کے ذمہ ہے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

الْأَثَرَةُ اس چیز کا اکیلے حقدار بن جانا جس میں دوسرے کا بھی حق ہو۔



حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقبل کی خبر دی اور اپنی امت کو آگاہ کیا کہ تم پر اجتماعی طور پر بھی مصائب آئیوالے ہیں ان مصائب و آفات میں بھی تم نے صبر کا دامن نہیں چھوڑنا۔

المسند للاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۳۶۶۳) جلد ۳	صفحہ ۵۳۵
قال احمد محمد شاكر:	هذا حدیث اسنادہ صحیح (بالفاظ مختلفه)	
المسند للاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۴۰۶۶)	صفحہ ۱۳۲ جلد ۴
قال احمد محمد شاكر:	اسنادہ صحیح	
المسند للاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۴۱۲۷)	صفحہ ۱۵۱ جلد ۴
قال احمد محمد شاكر:	اسنادہ صحیح	
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۰۴۵)	صفحہ ۵۰ جلد ۴

سلطنت و حکومت میں جب ایسے حکمران قابض ہو جائیں جو عدل و انصاف سے عاری ہوں تو اس کا اثر پوری قوم، پورے معاشرے پر پڑتا ہے۔

ایک ہمہ گیر بے چینی اور اضطراب جنم لیتا ہے۔ اس عالم میں بھی اہل اسلام کے لئے درس ہے کہ وہ فتنہ و فساد کا سبب نہ بنیں بلکہ ایسی زیادتیوں کو صبر و تحمل سے برداشت کریں اللہ الکریم ایسی راہ بنا دے گا کہ یہ مصائب و آلام ختم ہو جائیں گی اور اس نا انصافی کا دور ختم ہو جائے گا۔

تاریخ نے وہ بھی دور دیکھا جب حکمران اپنے اعزہ اقارب کو نواز رہے تھے اور بیت المال کو اپنے ذاتی مصرف میں لا رہے تھے۔ جب اعزہ اقارب کو نوازا جائے ان کی خواہشات کو پورا کیا جائے اور انہیں اعلیٰ سے اعلیٰ نوازشات سے نوازا جائے تو ایسا عوام کے حقوق غصب کر کے ہوگا اور عوام کے حقوق غصب کر نیوالا بہت بڑا مجرم ہے۔

اور یہ بات بھی عیاں ہے کہ جب عوام کے حقوق غصب ہو رہے ہوں ان کے لئے انصاف کا دروازہ بند کر دیا جائے تو یہ چیز ان کے برداشت سے باہر ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عالم میں بھی اللہ کے در کو مضبوطی سے پکڑنے کا درس دیا ہے کہ ظاہری طور پر حکومت کی مخالفت کی بجائے دعا کا ہتھیار استعمال کرو۔ مومن دعا کے ذریعے وہ کام کر جاتا ہے جو بڑے بڑے زور آور نہیں کر سکتے۔

ہاں وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے بے شمار کمالات سے نوازا ہو اس کے اندر بے پناہ خوبیاں ہوں وہ امور سلطنت با حسن طریقہ سے چلا سکتا ہو عوام الناس بھی اسے دل و جان سے اپنا مقتدا و رہنما ماننے کے لئے تیار ہوں اسے یہ یقین کامل ہو کہ اگر میں اس ظالم حکومت کے

خلاف اٹھا، اگر میں نے اس فاسق و فاجز حکمران کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو پانسہ پلٹ دوں گا اور یہ نالائق، اسلام کے ماتھے پر بدنماداغ حکمران خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں گے تو ایسی شخصیت کے لئے لازم ہے کہ وہ وقتی مصلحتوں کو پس پشت ڈال کر میدان میں کود جائے اپنی جملہ توانائیاں امت کی ہچکولے کھاتی ہوئی ناوکو بچانے کے لئے صرف کر دے اور نتائج اللہ تعالیٰ کی ذات پر چھوڑ دے پھر اگر چہ وہ ظاہری طور پر کامیاب نہ بھی ہو سکا اس کے اثرات خیر عرصہ دراز تک محسوس ہوں گے اور اس کی جلانی ہوئی شمع بالآخر اہل اسلام کو اسلام کی حقیقی بہاروی سے آشنا کر دے گی اور وہ امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں گے اور انصاف کے پرچم تلے چین کی نیند سو سکیں گے۔

زندگی کے آخری سانس تک صبر کرو

وَعَنْ أَبِي يَحْيَى أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ
 قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فَلَانًا فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ
 سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثْرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)) . متفق عليه .
 و ((أُسَيْدُ)) بِضَمِّ الِهْمَزَةِ . ((وَحُضَيْرٌ)) : بِحَاءٍ مُهْمَلَةٍ مَضْمُومَةٍ
 وَضَادٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوحَةٍ ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ .

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۷۹۳) جلد ۳	صفحہ ۱۱۶۱
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۸۴۵)	جلد ۳ صفحہ ۲۵۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۷۲۷۶)	جلد ۱۶ صفحہ ۲۶۵
قال شعيب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم	
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۷۲۷۵)	جلد ۱۶ صفحہ ۲۶۴
قال شعيب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشيخین	
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۶۴۹۱)	جلد ۹ صفحہ ۵۷۰
قال محمد عبدالقادر:	هذا حدیث فی الصحیح	
جامع الاصول	رقم الحدیث (۶۷۲۶)	جلد ۹ صفحہ ۱۳۵
المسند احمد	رقم الحدیث (۱۸۹۹۳) جلد ۱۴	صفحہ ۳۸۱
قال حمزه احمد الزین:	اسنادہ صحیح	

ترجمة الحديث:

حضرت ابو یحییٰ اسید بن حذیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

انصار کے ایک آدمی نے عرض کی:

یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے عامل مقرر نہیں کریں گے جس طرح آپ نے فلاں کو عامل

مقرر فرمایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میرے بعد ترجیح کا عمل پاؤ گے تو (اس

وقت) صبر کرنا یہاں تک کہ تم مجھے حوض پر ملو۔ بخاری و مسلم

أسید، ہمزہ کے ضمہ سے اور حُضیر حار مجہ مضمومہ اور ضاد مجہ مفتوحہ سے واللہ اعلم

سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۳۹۸)	جلد ۸	صفحہ ۶۱۵
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۳۹۸)	جلد ۳	صفحہ ۴۳۲
قال الالبانی:	صحیح		
تحفة الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۸)	جلد ۱	صفحہ ۷۱
الجامع الکبیر	رقم الحدیث (۲۱۸۹)	جلد ۴	صفحہ ۵۷
قال الترمذی:	هذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۱۸۹)	جلد ۲	صفحہ ۴۷۱
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان (بالفاظ مفصلاً)	رقم الحدیث (۷۲۷۹)	جلد ۱۶	صفحہ ۲۶۸
فتح الباری	رقم الحدیث (۳۸۹۳)	جلد ۷	صفحہ ۱۱۷

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پاک مستقبل کے پردوں کو چیر کر بھی دیکھ لیا کرتی

ہے۔

یہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقبل میں ہونے والے واقعات کے بارے میں

ارشاد فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات حرف بحرف پورے ہوئے۔

عہدہ و منصب کے طلبگار کو عہدہ نہیں دینا چاہیے بلکہ اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے

اسلام کے یہ مناسب جلیلہ ہیں اور انہیں اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے استعمال کرنے کی ہرگز

اجازت نہیں ہے۔ ہاں حالات مخدوش ہوں اور اس منصب کا کوئی اہل نظر نہ آتا ہو اور انسان

اپنے اندر یہ صلاحیت محسوس کرتا ہو کہ وہ ان امور کو بطریق احسن سرانجام دے لے گا۔ اور اگر

اس نے اس وقت اپنے آپ کو پیش نہ کیا تو یہ ملت کا بہت بڑا نقصان ہوگا ایسی نادر صورت میں

اسے اپنا نام پیش کرنے کی اجازت ہے۔

حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے فرمایا تھا:

اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ -

مجھے زمین کے خزانوں کا منتظم مقرر کر دیجئے۔

اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے علماء حق نے اس آدمی کے لئے جو منصب

کا اہل ہو اور اسے اور کوئی دوسرا نظر نہ آتا ہو اور اس کے اپنے نام پیش نہ کرنے سے ملت کا

نقصان عظیم ہوتا ہو تو اس وقت اسے اپنا نام پیش کرنے کی اجازت ہے۔

حدثنا سفیان ، عن يحيى قيل سفیان یعنی سَمِعَ مِنْ أَنَسٍ - يَقُولُ

دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ لِيَقْطَعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ فَقَالُوا : لَا حَتَّى تَقْطَعَ لِأَخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِثْلَنَا فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثْرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي -

حضرت انس بن مالک - رضی اللہ عنہ - فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار - مدینہ منورہ کے باشندوں - کو بلایا تا کہ ان کے نام بخرین کی زمین کر دیں تو انہوں نے عرض کی (یا رسول اللہ!) صرف ہمارے لئے؟ نہیں یہاں تک کہ آپ ہمارے مہاجر بھائیوں کے لئے بھی اتنی زمین کر دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک تم میرے بعد پاؤ گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جا رہی ہے تو تم اس وقت صبر کرنا حتی کہ تم مجھ سے ملو۔

میدان جہاد میں بھی صبر

وَعَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ ، انْتَبَهَ حَتَّى إِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِيهِمْ فَقَالَ : ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ ! لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ ، وَاسْأَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا ، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ)) . ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ ، وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ ، اهْزِمْهُمْ وَانصُرْنَا عَلَيْهِمْ)) . متفق عليه۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۹۶۵-۶۶)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۳
فتح الباری	رقم الحدیث (۲۹۶۵)	جلد ۶	صفحہ ۱۲۰
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۷۴۲)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۵۱۶۱)	جلد ۴	صفحہ ۲۸۱
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۲۴۱۳)	جلد ۳	صفحہ ۹۰۸
قال الحاکم:	هذا حدیث صحیح		
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۲۶۸۹)	جلد ۱۱	صفحہ ۳۸
قال البغوی:	هذا الحدیث متفق علیہ الصحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۳۹۳۰)	جلد ۷	صفحہ ۴۳۸

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ابراہیم عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن دنوں دشمن سے جہاد فرما رہے تھے ایک دن انتظار فرمایا یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا تو آپ اپنے اصحاب میں کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا:

اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔ پس جب تم (ناچار) دشمن سے لڑو تو صبر اختیار کرو۔ اور جان لو! جنت تلو اوروں کے سایوں تلے ہے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے اللہ! اے کتاب کو نازل فرمانے والے! اے بادلوں کو چلانے والے اور اے دشمنوں کو شکست دینے والے!

ان (دشمنوں) کو شکست فاش دے دے اور اس کے مقابلہ میں ہماری مدد و نصرت فرما۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔



اسلام امن و سکون کا دین ہے جنگ و جدال کا نہیں۔ اسلام پیار و محبت کا مذہب ہے لڑائی جھگڑے کا نہیں۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو خوف و محبت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے یہ دین کل انسانیت کے لئے رحمت کا پیام لایا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اپنے دشمن کی سرگرمیوں سے کنارہ کشی کر لو اس کی اسلام کے خلاف تیاریوں کو نظر انداز کرو۔ نہیں بلکہ یہ دین حق خود بھی مکمل تیاری کا حکم دیتا ہے اور کسی بھی مقام پر بزدلی کا درس نہیں دیتا۔ ارشاد باری

تعالیٰ ہے:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ
وَعَدُوَّكُمْ وَأَخْرِيْنَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يُعَلِّمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي
سَبِيلِ اللَّهِ يُوفِّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تظَلَمُونَ ۝

اور تیار رکھوان کے لئے جتنی استطاعت رکھتے ہو قوت و طاقت۔ اور بند ہے ہوئے
گھوڑے۔ خوف زدہ کرو اپنی تیاریوں سے اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اور ان کو (بھی)
جو ان کھلے دشمنوں کے علاوہ ہیں تم انہیں نہیں جانتے اللہ تعالیٰ انہیں جانتا ہے۔ اور جو چیز اللہ کی
راہ میں خرچ کرو گے تو تمہیں اس کا پورا پورا اجر دیا جائے گا اور تم پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔

اس ارشاد خداوندی میں اہل اسلام کو دشمن کے مقابلہ میں پوری تیاری کا حکم دیا گیا
ہے۔ اور کسی بھی موقع پر سستی دکھانے سے منع کیا گیا ہے۔ اسلام کے ظاہری دشمن بھی ہیں اور
مارا آستین بھی ہیں۔ جنگی تیاری سے ان دونوں دشمنوں کو مرعوب کرنا ہے تاکہ یہ کسی غلط فہمی میں
بتلا ہو کر اسلام کو نقصان نہ پہنچائیں۔

اس ساری تیاری کے باوجود اسلام لڑائی کا خواہش مند نہیں وہ فطری طور پر جنگ
و جدال نہیں چاہتا ملاحظہ ہو زیر نظر حدیث پاک:

اہل اسلام اور دشمنانِ اسلام آمنے سامنے ہیں اور ایک دوسرے کے مقابل کھڑے
ہیں۔ دونوں طرف سے پوری تیاری ہے۔ طنبلِ جنگ بجنے کی دیر ہے فوجیں آپس میں الجھ پڑیں
گی اس عالم میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو یعنی دشمن سامنے تلواریں لیے کھڑا ہے اس صورت میں بھی اللہ ذوالجلال سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس جنگ کو ٹال دے۔ کیونکہ دین حق فطرۃ امن پسند دین ہے۔ لیکن اگر ناچار لڑائی سے واسطہ پڑ ہی جائے تو پھر صبر کا دامن نہ چھوڑو ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کرو اور سن لو جنت ان تلواروں کے سایہ تلے ہے۔ یعنی پھر اس زندگی کی پرواہ نہ کرو اپنی پوری قوت سے دشمن کا مقابلہ کرو اگر تم بچ گئے تو غازی اسلام بنو گے اور اگر شہادت مقدر میں ہے تو سن لو جنت تمہارا استقبال کرنے کے لئے تیار ہے۔

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس جنگ کے عالم میں بھی دعا کا سہارا لیتے ہیں۔ اے کتاب قرآن کریم نازل کرنے والے! اے بادلوں کو چلانے والے! اے دشمنوں کو شکست دینے والے! ان دشمنوں کو شکست دے اور ہمیں فتح و نصرت سے نواز دے۔

یہ دل سے نکلنے والے دعا تقدیر بدل دیتی ہے۔ زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے والے کلمات حق تقدیر الہی کا روپ دھار لیتے ہیں پھر اہل اسلام فتح و نصرت سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدٌ كَثِيرًا وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مِنْ بَعَثْتَهُ مُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا .

رَبِّ أَوْزَعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ
أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ
الْمُسْلِمِينَ

فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيَّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا

وَالْحَقْنِي بِالصَّالِحِينَ .

اللَّهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أُمَّتِكَ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ مَاضٍ
حُكْمُكَ عَدْلٌ " فِي قَضَائِكَ أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ
أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ أَوْ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ
عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي وَنُورَ صَدْرِي وَجِلَاءَ حُزْنِي وَذَهَابَ هَمِّي
اللَّهُمَّ شَرِّ فَنِي بِاتِّبَاعِ نَبِيِّكَ الْمُصْطَفَى وَرَسُولِكَ الْمُرْتَضَى صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ .

اللَّهُمَّ كُنْ لِي وَلِيًّا مُرْشِدًا فِي جَمِيعِ أَحْوَالِي وَاجْعَلْ سِرِّي أَحْسَنَ
وَأَزْكَى وَطَهِّرْ قَلْبِي مِنَ الْحَقْدِ وَالْحَسَدِ وَعَمَلِي مِنَ الرِّيَاءِ وَالنِّفَاقِ وَلِسَانِي مِنَ
الْكَذِبِ وَعَيْنِي مِنَ الْخِيَانَةِ إِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ .

اللَّهُمَّ اشْرَحْ صَدْرِي بِالْعُلُومِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَامْلَأْ قَلْبِي بِالْمَعَارِفِ الرَّبَّانِيَّةِ
وَأَسْعِدْنِي بِخِدْمَةِ دِينِكَ الْحَنِيفِ

أَمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ بِرُكَّةِ أَسْمَائِكَ الْحُسْنَى وَبِرُكَّةِ نَبِيِّكَ
الْمُرْتَضَى

صَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْوَجْهِ الْجَمِيلِ وَالطَّرْفِ الْكَجِيلِ
وَالْحَدِّ الْأَسِيلِ وَعَلَى آلِهِ بُدُورِ الدُّجَى وَأَصْحَابِهِ نُجُومِ الْهُدَى وَمَنْ تَبِعَهُمْ إِلَى
يَوْمِ الدِّينِ -



ذکرِ الہی



صَلَّى اللّٰهُ عَلَىٰ حَبِيبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.

منزل تک پہنچنے کے لیے کسی مرشد و راہنما کی ضرورت ہے بغیر راہبر کے منزل کی طرف گامزن ہونے والا ہمیشہ سفر میں رہتا ہے اور منزل اس سے لمحہ بہ لمحہ دور ہوتی چلی جاتی ہے۔ دنیا کا کوئی کام راہنما کے بغیر پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتا تو دین کے کام کے لیے بھی کسی منزل آشنا مرشد کی ضرورت ہے۔

زیر نظر کتاب ”ذکر الہی“ کے مطالعہ سے پہلے یہ چیز ذہن نشین رہے کہ وہی ذکر فوائد و برکات کا حامل ہے جو کسی مربی کی ہدایات کے مطابق کیا جائے۔ بیمار کو اپنا علاج کسی ماہر معالج سے کروانا اس کی بیماری کو ختم کرنے کے لیے بنیادی چیز ہے اور اسی معالج کی ہدایات کے موافق ادویہ کا استعمال سود مند ہے۔

انسانی جسم کی طرح اس کی روح بھی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ حسد، کینہ، بغض، تکبر اور ریا کاری وغیرہ اسی روح کی بیماریاں ہیں، ان کا علاج بھی کسی مربی کامل کے بغیر اور اسکے تجویز کردہ نسخہ ”ذکر الہی“ سے انحراف کے بغیر ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی لطف و کرم سے ہمیں فہم سلیم عطا فرمائے اور اس حقیقت کو دل و جان سے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس کتاب کے مطالعہ سے پہلے اس اقتباس کو انتہائی غور و فکر سے پڑھیے۔

اللّٰهُ يَجْتَبِيْ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ.

آپ کی آگاہی کے لیے اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ عارف باللہ خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا اندازِ تربیت سلف صالحین کی تربیت میں شریعت کا عنصر غالب تھا۔ جبکہ تصوف شریعت کے تابع تھا۔ کیونکہ اصل شریعت ہے جبکہ تصوف اس کی فرع ہے۔ مولانا روم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شریعت شمع ہے جو راہ دکھاتی ہے۔ شریعت پر گامزن ہونا طریقت ہے اور منزل مراد پر رسائی حقیقت ہے۔

آپ کی تربیت میں جامعیت تھی طالب علموں کی علمی اور ذہنی تربیت کے ساتھ ساتھ باطنی تربیت بھی کرتے تھے۔ باطنی تربیت کا طریق القائی اور انعکاسی ہے۔ اس کا تعلق نگاہ سے ہے اور اس کا ہدف طالب کا قلب اور نفس ہیں۔ نگاہ کی کیمیاگری سے طالب کا تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کیا جاتا ہے۔ جبکہ زبان و بیان کے ذریعے عقائد کی درستی اور تشریحی احکام کی تعلیم دی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی طالبوں کی ذہنی اور روحانی تربیت کے لیے وہی انداز اپنایا۔ علمی اور ذہنی تربیت تو علمائے ظواہر کے ہاں موجود ہے مگر باطنی تربیت کا نظام ان کے ہاں مفقود ہے۔ اس کے لیے کسی شیخ کامل کی صحبت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ظاہری کمالات کے باوجود امام غزالی، امام رازی اور مولانا روم رحمہم اللہ جیسے یکتائے روزگار علماء فضلاء اور حکماء کو حضرت بوعلی فارمدی، حضرت نجم الدین کبریٰ اور شمس الدین تبریزی رحمہم اللہ کی خدمت میں زانوئے ادب طے کرنے پڑے۔ باطنی تربیت کا عمل القائی اور انعکاسی ہے جو شیخ کامل کے سینے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام کی تکذیب زمانہ جاہلیت سے بھی زیادہ میرے سینے میں واقع ہو گئی، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا تو میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میں پسینہ پسینہ

ہو گیا، حالت یہ ہو گئی کہ گویا میں اپنے رب کو دیکھ رہا ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ سالہا سال کی مجاہدات اور ریاضات سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا جو کسی مرد کامل کی تھوڑی سے توجہ سے حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ تصوف القائی عمل ہے اور اس تربیت کا دائرہ عمل قلب سے شروع ہوتا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

إِنَّ فِي الْجَسَدِ لَمْضَغَةً إِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ إِلَّا وَهِيَ الْقَلْبُ.

انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے وہ ٹھیک ہو جائے تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے، سنو! وہ دل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”المنقذ من الضلال“ میں لکھا ہے کہ بیٹے قلب کو چمکانے کا فن سیکھو مگر یاد رکھو اس کے مدعی بہت ہیں مگر جاننے والے خال خال ہوں گے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ

لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللَّهِ.

ہر چیز کی صیقل (پالش) ہوتی ہے اور دل کی صیقل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صبح و شام اپنے رب کا ذکر کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے

انسان کو سکون ملتا ہے۔ ذکر کی تعریف میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مجھے صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا اس

سے زیادہ پسند ہے کہ میں حضرت اسمعیل علیہ السلام کی نسل کے چار غلاموں کو آزاد کر دوں۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مزید فرمایا:

میں ان کے ساتھ بیٹھوں جو عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں، مجھے اس سے زیادہ عزیز ہے کہ میں چار غلام آزاد کر دوں۔

چنانچہ ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں جب قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے عمل کو دیکھتے ہیں تو ان کے عین مطابق پاتے ہیں۔

محض ایک واقعہ ثبوت کے لیے کافی ہے۔

قاضی نادر علی جو پوٹھ بنگلش کے رہنے والے تھے، ظاہری علوم کے عالم ہونے کے علاوہ کسی آستانہ عالیہ سے باطنی نسبت بھی رکھتے تھے اور یہ نسبت کافی قوی تھی مگر کسی واقعہ سے تعلقات میں گرہ پڑ گئی اور آنا جانا متروک ہو گیا۔ آپ رحمہ اللہ کو اس محرومی کا سخت رنج تھا۔ نتیجہً آپ کھوئے کھوئے رہنے لگے اور آپ کے لیل و نہار اسی دوری مہجوری میں گزرنے لگے۔ ارادہ ازلی نے کروٹ لی، ایک رات کچھ غیبی اشارے پائے، بیدار ہوتے ہی کاغذ پر نقشہ بنا لیا اور صبح چچیاں شریف پہنچے۔ حضرت مسجد میں تھے مگر قاضی صاحب نے پہلے نقشہ کی روشنی میں ماحول کا جائزہ لیا۔ جب یقین ہو گیا کہ یہی محل وقوع ہے جس کا غیبی اشارہ پایا۔ عارف باللہ خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انشراح قلب کے لیے راہنمائی چاہی، آپ نے انہیں یہی نسخہ کیسے بتایا اور فرمایا کہ مسجد کے کواڑ کو گنڈی لگوا لو۔ نماز فجر کے بعد اشراق تک اور نماز عصر کے بعد مغرب تک دروازہ بند کر کے ذکر میں مصروف رہو۔ چنانچہ انہوں نے اس پر موافقت کی اور خاطر خواہ روحانی ارتقاء پایا۔ عوام علاقہ اس کے گواہ ہیں۔ اگرچہ مسجد اب دوبارہ تعمیر ہو چکی ہے مگر وہ کواڑ اور گنڈی اب بھی موجود ہیں اور اکثر سنگی اس کی زیارت کرتے ہیں۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص بابا فقیر محمد پوٹھیہ کے نانا جان تھے۔ یہ وہی بابا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ ہیں جن کا مزار چچیاں شریف میں قبلہ عالم کے پابنتی تھا۔

یہ جان لینے کے بعد کہ عارف باللہ خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمہ اللہ کے نزدیک ذکر کو کیا اہمیت حاصل ہے نمونے کے ایک دو واقعات آپ کی خدمت میں پیش کیے جائیں گے۔ قبلہ عالم رحمہ اللہ کی ذات میں شریعت اور طریقت کا حسین امتزاج پایا جاتا تھا اور ان کے تربیت یافتگان بھی بقدر استعداد ان ہی صفات سے متصف تھے۔ شریعت کے اوامرو نواہی پر سختی سے عمل کرتے اور شیخ کامل کی تعلیم، تربیت اور توجہ سے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس میں مصروف رہتے۔ شیخ کامل کی توجہ اور اسم ذات کی برکت سے ان کا قلب مصفا اور لطائف بیدار تھے۔

یوں تو ہر عبادت ذکر ہے مگر تصوف کی اصطلاح میں ذکر سے مراد اسم ذات "اللہ" لی جاتی ہے۔ اس کے ذکر سے شیشہ دل میں جلاء پیدا ہوتی ہے، اس کی کدورت اور کثافت دور ہوتی ہے اور وہ صیقل ہو کر انوار اور تجلیات الہیہ کا مہبط ٹھہرتا ہے اور اس میں ایسی انقلاب آفریں قوت پیدا ہوتی ہے کہ اس کی ایک ضرب سے قلعے مسمار اور پہاڑ لرزہ براندام ہو جاتے ہیں مگر یہ قوت شیخ کامل کی توجہ اور سلسلہ کی برکت و تاثیر کی مرہون منت ہے۔ قبلہ عالم رحمہ اللہ کے تربیت یافتگان میاں فتح محمد اور خواجہ محمد اکبر علی رحمہما اللہ علیہ کے واقعات جو محض بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں قبلہ عالم رحمہ اللہ کے مقام کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

حضرت میاں فتح محمد حضرت خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز تھے۔

قبلہ عالم رحمہ اللہ سے محبت اور شیفتگی کا یہ عالم تھا کہ آپ کو بجا طور پر فنا فی الشیخ کہا جاتا تھا۔ آپ

ایک رات کو جنڈروٹ تحصیل نکلیال ایک مکان کے اندر حلقہ احباب میں بیٹھے انہیں توجہ دے رہے تھے اس مکان کے دوسرے کونے میں گھوڑی بندھی تھی۔

توجہ کے دوران آپ نے ”اللہ ہو“ کی ضرب لگائی، سب سنگی وجد میں آ کر لوٹ پوٹ ہو گئے مگر حیرت انگیز بات یہ تھی کہ دوسرے کونے میں بندھی ہوئی گھوڑی بھی وجد میں آ گئی، اپنے اگلے دونوں پاؤں بار بار اٹھا کر ایک خاص ترنم کے ساتھ زمین پر مارتی اور عجیب کیف و مستی کا اظہار کرتی۔

خواجہ محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ بمقام اڑی ہرنی مقبوضہ کشمیر ایک مسجد کے اندر حلقہ احباب میں بیٹھے تھے۔

آپ نے سنگیوں کو توجہ دی اور ”اللہ ہو“ کی ضرب لگائی، سنگی تو مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ہی تھے مسجد بھی لرز اٹھی۔

ان واقعات کے عینی شاہد حاجی محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ اور حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے۔“ (عرس مبارک ۹ مئی)

اے اللہ! اے ارحم الراحمین! ہمیں اپنے ذکر کی دولت سے مالا مال فرما۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق ارزانی فرما۔ آمین

بِجَاهِ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.

محمد کریم سلطانی

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَسَلَّمَ.

اللہ رب العزت نے محض اپنی شانِ کریمی سے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا اور اس کے دشمن ابلیس کو مردودِ بارگاہ بنا دیا۔ فرشتوں کو حکم دیا کہ اس (انسان) کے سامنے اپنا سر خم کر دیں اور اس کی عظمت کا عملی اظہار کریں۔

اس بھری کائنات میں جس عظمت اور شان سے اللہ رب العزت نے انسان کو پیدا فرمایا ایسی منزلت کسی اور مخلوق کو نہ مل سکی۔ کرم در کرم یہ کہ اس بے نیاز اللہ نے انسانوں کو یہ نوید بھی سنائی:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ

ہم نے اولادِ آدم کے سر پر عزت و کرامت کا تاج سجا دیا۔

اب اس نایب الہی اور خلیفۃ اللہ پر لازم ہے کہ وہ ہر گھڑی اپنے خالق و مالک کو یاد کرے جس اللہ نے بن مانگے اتنی کرم نوازیوں سے سرفراز فرمایا اسے یاد نہ کرنا کتنی بڑی احسان فراموشی ہے۔

اللہ اولادِ آدم کو اپنی یاد پر جو انعام و اکرام عطا فرماتا ہے اس کی وسعت کا اندازہ کون لگا

سکتا ہے۔ صرف ایک مرتبہ دل کی گہرائی سے یادِ الہی کا جو اجر ایک انسان کو ملتا ہے اگر اس اجر و ثواب کے ملنے پر بطور شکرانہ قیامت تک سر بسجود ہوا جائے تو پھر بھی حق ادا نہیں ہو سکتا۔

ذکرِ الہی کے بارے میں قرآن کریم اور احادیث مقدسہ میں جو ترغیب و تحریص اور انعام و اکرام کا ذکر ہے اس میں سے کچھ چیزیں ذکر کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بِحَاجَةِ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.
ذکر کی کئی قسمیں ہیں:

ذکر لسانی

انسانی زبان ہر وقت ذکرِ الہی سے تروتازہ رہے۔ زبان ہر لمحہ اس وحدہ لا شریک کی حمد و ثنا میں مصروف رہے، کبھی کلمہ طیبہ کا ورد ہو رہا ہو، کبھی تسبیح و تحمید سے زبان معطر ہو رہی ہو، کبھی عرشِ الہی کے خزانہ کو حاصل کرنے کے لیے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کا پاکیزہ کلمہ ادا کر رہی ہو۔

الغرض اس زبان سے اللہ رب العزت کی حمد و ثنا، تقدیس و تسبیح کو کوئی لفظ بھی ادا کیا جائے تو وہ ذکرِ الہی کی فہرست میں شمار ہوگا۔

ایک مقبول بارگاہِ خداوندی نے اپنے ایک ارادتمند کو چند کلمات طیبات کا سبق دیا اور فرمایا اپنی زبان سے ہر وقت انہیں کلمات کو ادا کرتے رہو۔ وہ ارادتمند اپنے اس مقتداء کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہو گیا، کبھی کلمہ طیبہ کا ورد کرتا تو کبھی تلاوتِ قرآن کریم سے سعادت مند

ہوتا، کبھی اللہ کی تمجید و تمجید کے کلمات ادا کرتا تو کبھی اس کی ثنا گسٹری میں مصروف رہتا۔ اپنے مقتداء کے حکم کی تعمیل میں اس پر ایک عرصہ گزر گیا۔ ایک روز وہ ان سے گویا ہوا، حضرت! عرصہ دراز ہو گیا میں ہر وقت اللہ کی حمد و ثناء میں مصروف رہتا ہوں لیکن ابھی تک کچھ نظر نہیں آیا۔ انہوں نے اسکی اس بات کو سن کر ارشاد فرمایا: تم شکر کرو کہ اللہ رب العزت نے تمہارے جسم کے ایک عضو ہوا اپنی حمد و ثناء کیلئے چن لیا ہے۔ جس فرزند آدم کے کسی عضو کو اللہ تعالیٰ اپنی یاد میں مصروف کر دے وہ یقیناً بڑا خوش نصیب ہے۔

آج وظائف اس نظریہ سے کیے جاتے ہیں کہ کچھ نظر آئے۔ اے کاش! یہ نظریہ بدل جائے۔ بندے کا کام صرف وظیفہ بندگی ادا کرنا ہے اس سے آگے طمع اس کے لیے روا نہیں۔ یہ مالک کی مرضی ہے کہ کچھ عطا کرے یا نہ کرے۔ مالک کا کچھ عطا کرنا بندے کے لیے حقیقی وجہ افتخار نہیں بلکہ مالک کا راضی ہونا بندے کے لیے سب سے بڑا اعزاز ہے اور یقیناً اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو تروتازہ رکھنے والا وہ خوش نصیب ہے جس سے اللہ راضی ہوتا ہے۔

ذکر قلبی

دل بیدار ہونا اور ہر وقت اللہ رب العزت کا خیال رہنا ذکر قلبی کہلاتا ہے۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **أَصْلُ الذِّكْرِ التَّنْبُّهُ بِالْقَلْبِ لِلْمَذْكُورِ وَالتَّيَقُّظُ لَهُ وَاسْمِي الذِّكْرِ بِاللِّسَانِ ذِكْرًا لِأَنَّهُ دَلَالَةٌ عَلَى الذِّكْرِ الْقَلْبِيِّ غَيْرَ أَنَّهُ لَمَّا كَثُرَ إِطْلَاقُ الذِّكْرِ عَلَى الْقَوْلِ اللَّسَانِيِّ صَارَ هُوَ السَّابِقُ لِلْفَهْمِ!**

(۱) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی صفحہ ۱۷۱ جلد ۲

اصل ذکر تو دل سے مذکور کو واقف جاننا، سمجھنا اور اس کے لیے غفلت کا دور کرنا ہے۔ ذکر لسانی کو بھی ذکر کہہ دیتے ہیں کیونکہ یہ ذکر قلبی پر دلالت کرتا ہے۔ الا یہ کہ جب قول لسانی پر ذکر کا اطلاق بکثرت ہونے لگا تو اب وہی سابق لِفْهَمِ ٹھہرا۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الذِّكْرُ ذِكْرَانِ ذِكْرُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ بِاللِّسَانِ حَسَنٌ "وَأَفْضَلُ مِنْهُ أَنْ يَذْكُرَ اللَّهُ عِنْدَمَا يُشْرِفُ عَلَيْهِ مَعَاصِيهِ."

ذکر کی دو قسمیں ہیں، اللہ عزوجل کا ذکر زبان سے یہ حَسَن ہے اور اس سے افضل یہ ہے کہ جب اس سے کوئی معصیت سرزد ہونے لگے تو اسے اللہ یاد آ جائے۔

جس انسان کا دل بیدار ہوگا اس سے گناہ نہیں ہوگا کیونکہ گناہ کرنے سے پہلے اسے اللہ یاد آ جائے گا اور اللہ کی یاد گناہوں سے روکتی ہے۔

جس انسان کو اللہ یاد آ جائے جیسے یاد آنے کا حق ہے تو وہ اس آدمی سے افضل و برتر ہے جو غفلت سے خدا کو یاد کرتا ہے۔

حضور سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

بصرہ کا ایک رئیس اپنے باغ میں ٹہل رہا تھا اچانک اس کی نظر اپنے باغبان کی بیوی پر پڑی، اس کے حسن و جمال نے اسے فتنہ میں مبتلا کر دیا۔ اس نے اپنے باغبان کو کسی کام کی غرض سے شہر سے باہر بھیج دیا اور اس باغبان کی بیوی کے پاس آیا اور برے ارادے کا اظہار کیا اور ساتھ ہی کہا اس مکان کے سب دروازے بند کر دو۔

(۱) الحدائق فی علم الحدیث والزہد یا ت لابن الجوزی صفحہ ۳۰۸ جلد ۳

وہ عورت واپس آ کر کہنے لگی: میں نے اس مکان کے سب دروازے بند کر دیے ہیں سوائے ایک دروازے کے وہ مجھ سے بند نہیں ہوتا۔

اس رئیس نے اٹھتے ہوئے پوچھا:

وہ کونسا دروازہ ہے جو تجھ سے بند نہیں ہوتا؟ میں خود جا کر بند کرتا ہوں۔

اس عورت نے جواب دیا: وہ دروازہ جو ہمارے اور اللہ کے درمیان ہے وہ مجھ سے بند نہیں ہوتا۔

اتنا سننے کی دیر تھی کہ رئیس کو خدا یاد آ گیا اور شرمساری سے اپنے سر کو جھکا لیا۔ اس وقت خدا یاد آنے پر اس قادر و قیوم نے اسے سچی توبہ کی توفیق عطا فرمادی۔
جسے گناہ کرنے سے قبل اللہ یاد آ جائے، چاہے جیسے بھی آئے اس کی قسمت بدل جاتی ہے۔ پھر ساری زندگی بتوفیق الہی وہ گناہ کے نزدیک نہیں جاتا۔

لیکن عرفاء فرماتے ہیں کہ ذکر قلبی سے مراد فقط یاد آنا ہی نہیں بلکہ جس طرح زبان اللہ اللہ کرتی ہے اسی طرح دل بھی اللہ اللہ کرتا ہے۔ اس ذکر قلبی پر یقین وہی رکھتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کسی مرد درویش حق آگاہ کی برکت سے اس نعمت سے بہرہ ور فرما دیا ہو۔ ایسا شخص دنیاوی امور بھی سرانجام دیتا رہتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے دل کی ہر تار اللہ کا نغمہ چھیڑتی ہے۔ وہ بازار میں ہو یا گھر میں دوستوں کی محفل میں ہو یا عزیزوں میں گھرا ہوا ہو، ہر حالت میں اللہ کو یاد کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤ الدین بخاری شاہ نقشبند رحمہ اللہ رحمۃ واسعة سے

(۱) کشف المحجوب للعارف الہجوری صفحہ ۷

بادشاہ وقت نے پوچھا: کیا آپ کی درویشی موروثی ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں

جَذْبَةٌ "مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تَوَارِي عَمَلِ الثَّقَلَيْنِ."

جذبات حق میں سے ایک جذبہ جن وانس کے عمل کے برابر ہے۔

اللہ کی جانب سے ایک جذبہ پہنچا اور میں اس سعادت سے مشرف ہو گیا۔

پھر اس نے پوچھا: آپ کا طریقہ کیا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمہ اللہ کے خاندان کا قول ہے

کہ خلوت در انجمن چاہئے۔

اس نے پھر پوچھا: خلوت در انجمن کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ظاہر خلق کے ساتھ اور باطن حق کے ساتھ ہونا۔

بادشاہ کے اس سوال پر کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ اپنی کتاب حکیم میں فرماتا ہے:

رِجَالٌ "لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ" وَلَا بَيْعٌ "عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ."

اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ تجارت اور خرید و فروخت انہیں اللہ کے ذکر سے غافل

نہیں کر سکتی۔

(۱) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ از نور بخش توکلی صفحہ ۱۱۹

عارف پانی پت رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وَالْمُرَادُ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ مَنْ لَمْ يَتْرُكِ الْمُعَامَلَاتِ وَهُوَ مَعَ اشْتِغَالِهِ بِالتَّجَارَاتِ لَا يَشْتَغِلُ التِّجَارَةَ قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ فَهُوَ فِي النَّاسِ كَائِنٌ "بَائِنٌ" ظَاهِرُهُ مَعَ الْخَلْقِ وَبَاطِنُهُ مَعَ اللَّهِ غَافِلٌ "مَا سِوَاهُ".

لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ..... سے مراد وہ آدمی بھی ہے جو معاملات ترک نہیں کرتا، اس کے تجارت میں مشغول ہونے کے باوجود تجارت اس کے دل کو ذکر الہی سے ہٹا کر کسی اور طرف مشغول نہیں کر سکتی۔ پس وہ لوگوں میں کائِن بَائِن ہے، اس کا ظاہر مخلوق کے ساتھ ہے اور باطن اللہ کے ساتھ ہے اور اس کے باطن کو ما سوا اللہ کوئی خبر نہیں۔

ذکر قلبی

ذکر قلبی کو ذکر بالجوارح بھی کہتے ہیں۔ تمام اعضاء کا اطاعتِ خداوندی میں مصروف ہونا ذکر قلبی کہلاتا ہے۔

عبدالملک نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے چند مسائل دریافت کیے ان میں سے اس کا ایک سوال ذکر کے بارے میں تھا، اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: تَسْأَلُ عَنِ الذِّكْرِ فَالذِّكْرُ طَاعَةُ اللَّهِ فَمَنْ أَطَاعَ فَقَدْ ذَكَرَ اللَّهَ وَمَنْ لَمْ يُطِعه فَلَيْسَ بِذَاكِرٍ. ۲۔
تو نے ذکر کے بارے میں پوچھا ہے، من لے ذکر اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کا نام

(۱) التفسیر المنظری للقاضی پانی پتی صفحہ ۵۳۱ جلد ۶

(۲) الفتوحات الربانیہ صفحہ ۱۵ جلد ۱

ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی تو اس نے یقیناً اللہ کا ذکر کیا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کی تو وہ ذاکر نہیں ہے۔

صاحب فتوحات ربانیہ اس قول کی تائید و حمایت میں ایک فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نقل فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَطَاعَ اللَّهَ فَقَدْ ذَكَرَ اللَّهَ
وَمَنْ عَصَى اللَّهَ فَقَدْ نَسِيَ اللَّهَ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ذکر الہی کے زمرہ میں شامل ہے۔

وضو کرنا۔ مسجد کی طرف قدم اٹھانا۔

سفر حج اور جہاد پر روانہ ہونا۔ صدقہ و خیرات کرنا۔

غرباء و مساکین کی اعانت کے لیے گھر سے نکلنا۔

الغرض جملہ لِوَجْهِ اللَّهِ (اللہ کی رضا کیلئے) حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ذکر الہی میں شامل ہے۔

اسی اطاعت و فرمانبرداری کے ثمرات کے طور پر کسی شیخ کامل کی نگاہ لطف و کرم پڑ جائے تو پھر انسانی وجود کا ہر بال اور ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اور وہ خوش نصیب اسے محسوس بھی کرتا ہے۔ بزرگان دین کی اصطلاح میں اس ذکر کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

(۱) الفتوحات الربانیہ صفحہ ۱۵ جلد ۱

إِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِۦٓ

اگر کائنات کا ہر ذرہ اور ہر قطرہ ذکر الہی میں محو ہے تو کوئی مقبول بارگاہ خداوندی اپنے
ہر بال اور ہر ذرے سے ذکر الہی سن لے تو حیرانی کی کوئی وجہ ہے۔

(۱) سورۃ بنی اسرائیل آیت ۴۴

نشان بندگی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح و شام اسکی تسبیح بیان کرو۔

بندے کا کام یہی ہے کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ کے احکامات کی پیروی کرے اور اپنے مالک کے حکم و ارشاد کو بجالانا ہی بندہ کے لیے لازم و ضروری ہے۔ جو شخص اپنے آقا کے ارشادات کو دل و جان سے تسلیم کرتا ہے اور اس کی فرمانبرداری میں کسی کوتاہی کا روادار نہیں وہی حقیقی بندہ ہے اور جو غلام اپنے آقا کے احکامات پر عمل نہ کرے وہ سزا کا مستحق ہے اور عتاب اس کا مقدر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا خالق و مالک ہے، ہم اس کے بندے ہیں اور بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کے ارشادات پر صمیم قلب سے عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم اس کے احکامات کو حرز جاں بنائیں گے تو ہماری پیشانیوں پر نشانِ بندگی نمایاں ہوگا اور یہی نشانِ بندگی ہماری سب سے بڑی پہچان ہوگی۔ وہی خالق و مالک اور پروردگار ہم سے فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا

اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو۔

ہمارا اللہ تو ہمیں فرما رہا ہے کہ مجھے کثرت سے یاد کرو اور ہم اس کے بندے ہو کر خوابِ خرگوش کا مزہ لیں اسے بندگی کی علامت نہیں تصور کیا جاسکتا۔

ہر عبادت کا ایک وقت مقرر ہے اور اس کا ایک ٹائم مخصوص ہے اس وقت کی حدود سے باہر وہ عبادت نہیں ہوتی لیکن ذکر الہی ایسی عبادت ہے جس کا کوئی وقت مقرر نہیں اور اسے کسی ٹائم کے ساتھ محدود نہیں کیا گیا۔

علامہ ابن کثیر اذکر والی اللہ ذکرًا کثیراً کے تحت لکھتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمْ يَغْرِضْ عَلَى عِبَادِهِ فَرِيضَةً إِلَّا جَعَلَ لَهَا حَدًّا مَعْلُومًا ثُمَّ عَذَرَ أَهْلِهَا فِي حَالِ الْعُذْرِ غَيْرِ الذِّكْرِ فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ حَدًّا يَنْتَهِي إِلَيْهِ وَلَمْ يَعْذِرْ أَحَدًا فِي تَرْكِهِ إِلَّا مَغْلُوبًا عَلَى تَرْكِهِ ۚ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی بھی عبادت فرض نہیں کی مگر اس کی ایک معین حد مقرر کی ہے پھر حالتِ عذر میں ان کے عذر کو بھی قبول کیا ہے۔ سوائے ذکر کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ایسی کوئی حد مقرر نہیں کی کہ جس حد پر ذکر ختم ہو اور نہ ہی اس کے ترک پر کسی کا عذر قبول کیا ہے مگر جو اسکے ترک پر مغلوب ہو۔

اللہ تعالیٰ نے کثرت سے ذکر کا حکم دیا ہے۔

۱۔ کثرت کا مفہوم یہ ہے کہ ذکر الہی تعداد میں زیادہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کثیر تعداد میں اپنے

اللہ کو یاد کیا ہے کہ کوئی فرد بشر تو کیا کوئی نوری مخلوق بھی اس کا اندازہ نہیں لگا سکتی۔

(۱) ابن کثیر جلد سوم صفحہ ۸۱۷

جب سے اللہ رب العزت نے آپ کے نور مسعود کو تخلیق فرمایا اس وقت سے حقیقت محمدیہ ذکر الہی میں مشغول ہے جس کی مدت کا اندازہ ماوشما تو کیا نوریوں کے سردار جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی نہیں۔

وہ خوش قسمت افراد جنہوں نے فیضان محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وافر حصہ پایا اور جن کے باطن میں رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار کے جلوے چمکتے رہے انہوں نے بھی اس کثرت سے اپنے معبود حقیقی کو یاد کیا کہ عام آدمی تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ زبان تو زبان رہی دل کے مضراب سے بھی اس وحدۃ لا شریک کی یاد کے نغمے چھڑتے رہے، دل تو دل رہا ان کے جسم اطہر کا ہر بال بلکہ ہر ذرہ اللہ کی یاد کے مزے لیتا رہا۔

۲۔ کثرتِ ذکر کا ایک اور مفہوم ہے جسے علامہ قرطبی مفسر قرآن رحمہ اللہ کی زبانی سنئے۔

الذِّكْرُ الْكَثِيرُ مَا جَرَى عَلَى الْإِخْلَاصِ مِنَ الْقَلْبِ وَالْقَلِيلُ مَا يَقَعُ عَلَى حُكْمِ النِّفَاقِ كَالذِّكْرِ بِاللِّسَانِ ۱۔

ذکر کثیر اس قلبی ذکر کو کہتے ہیں جو اخلاص و للہیت سے جاری ہو اور ذکر قلیل اس ذکر کو کہتے ہیں جو زبان سے ہو اور نفاق سے آلودہ ہو۔

انسان اپنے دل سے اپنے اللہ کو یاد کرے اور خلوص و للہیت کی مہک سے معطر ہو اور اس نہاں خانہ دل میں معبود حقیقی جل جلالہ کے علاوہ کسی کے جلوے نہ ہوں بلکہ دل کی زبان ذکر الہی سے سرشار ہو اور اس پر انوار الہیہ کی موسلا دھار بارش ہو، یہی حقیقی ذکر ہے۔

اور وہ ذکر جو فقط زبانی ہو اور دل میں غیر خدا کی محبت ہو اگرچہ اس ذکر کی ظاہری تعداد

(۱) تفسیر قرطبی صفحہ ۷۱۱ جلد ۲

کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو اسکے ظاہر و باطن کے فرق سے اس ذکر کو منافقانہ ذکر کہیں گے اور اسے کثیر کے زمرہ میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ منافقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا.

وہ منافق اللہ تعالیٰ کا بہت کم ذکر کرتے ہیں۔ چونکہ ان کا دل محبت الہی سے خالی ہے ان کے دل کی دنیا میں منافقت کا بسیرا ہے۔ وہ ابلیس کو اپنا راہنما اور ہادی تسلیم کرتے ہیں۔ اللہ اور اللہ کے محبوب پر ان کا ایمان نہیں اس لیے اگرچہ وہ کثرت سے زبان کو حرکت دیتے رہیں لیکن بارگاہِ علیم وخبیر میں ان کا ذکر کثرت کے وصف سے متصف نہیں ہوگا بلکہ قلت کے عیب سے داغدار ہوگا۔

اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کو ذکر کثیر کا حکم دے رہا ہے۔ یعنی اس کے بندوں کو چاہئے کہ دل و جان سے اسے اس طریقے سے یاد کریں کہ ہر یاد ہر ذکر اس سے وارفتگی کا پتہ دیتا ہو اور دل میں اسی کے خلوص کا چراغ روشن ہو۔

سبقت لے جانے والا

آج ہم اس آدمی کو جو معاملہ فہم ہو، دنیاوی معاملات کی اونچ نیچ سے واقف ہو، کہتے ہیں کہ وہ سب سے آگے ہے۔

جو کاروبار میں ترقی کرتا جائے، اس کے پاس پیسے کی ریل پیل ہو، اسے کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے سبقت لے گیا ہے۔

جو شخص معاملات حکومت میں دخیل ہو اور بالآخر وہ اعلیٰ عہدہ پر فائز ہو گیا ہو، اس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ سب سے بڑھ گیا ہے۔

الغرض ہر آدمی کی اپنی سوچ اور فکر ہے اور ہر شخص اپنے معیار پر ہر ایک کو پرکھتا ہے۔ امت کے والی اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر اعتبار سے ہر فرد بشر بلکہ جملہ مخلوقات سے فائق ہیں، کل جہاں کی سیادت آپ کے پاس ہے، کاروانِ نبوت و رسالت کی قیادت آپ کے پاس ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوچ اور فکر تک کسی کی رسائی نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کا حسن و جمال ہر خوبی سے برتر ہے۔

ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلَى جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ جُمْدَانُ فَقَالَ سِيرُوا هَذَا

جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفْرَدُونَ قَالُوا وَمَا الْمُفْرَدُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الذَّاكِرُونَ اللَّهَ
كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ ۚ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں ایک پہاڑ سے گزر رہا جس کا نام جمدان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جمدان پہاڑ ہے، مفردون سبقت لے گئے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! مفردون کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے بندے اور بہت زیادہ ذکر کرنے والی بندیاں۔

-☆-

جمدان ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدنیہ منورہ سے ایک دن کی مسافت پر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوران سفر اس پہاڑ کے قریب سے گزرتے ہوئے اس پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور پھر ذکر کرنے والوں کی فضیلت بیان فرماتے ہیں۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس پہاڑ کی طرف اشارہ کرنا اس بات کی طرف لطیف اشارہ ہے کہ قدرت الہیہ سے جمادات بھی بعض چیزوں کا شعور رکھتی ہیں، جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُحد پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَحَدٍ
لَمَّا بَدَأَهُ! هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ۚ

(۱) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۷۹ جلد ۱

(۲) وفاء الوفاء صفحہ ۲۹۵ جلد ۳ / وقال اخرج البخاری

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُحد کے بارے میں ارشاد فرمایا جب وہ آپ کیلئے نمایاں ہوا، یہ پہاڑ ہے ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

-☆-

اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ سے اُحد پہاڑ میں ایسا شعور پیدا کر دیا، جس سے وہ رمز محبت سے آشنا ہوا اور اس نے محبت بھی اس ذات سے کی جس کی محبت سعادت دارین کی سند ہے۔

اسی طرح جمدان پہاڑ کی طرف جب اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توجہ فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اسی توجہ کی برکت سے اس پہاڑ میں شعور کا مادہ پیدا فرما دیا۔

اور حضور فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس پہاڑ کی طرف اشارہ کرنا حکمت سے خالی نہیں اور اس میں یہ حکمت ہو سکتی ہے کہ

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر کرنے والوں کی فضیلت پر اسے بطور گواہ پیش کر رہے ہوں اور واضح فرما رہے ہوں کہ ایمان بالغیب مومن کا وصفِ جمیل ہے اور فرما رہے ہوں کہ جب میں نے فرما دیا ہے کہ مفردون سبقت لے گئے تو اپنے اپنے معیار پر سبقت ختم کر کے میرے ارشاد کی حقانیت پر ایمان لے آؤ اور چشمِ دل سے دیکھو کہ یہ پہاڑ بھی میری اس بات کی صداقت کی گواہی دے رہا ہے۔

ذکر الہی کرنے والے اس اعتبار سے بڑے سعادت مند ہیں کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام گزرگا ہوں میں بھی ان کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے سابق ہونے پر مہرِ مثبت

فرماتے ہیں۔

کیا ذکر الہی کرنے والوں کے لیے اتنا ہی اعزاز کافی نہیں کہ اللہ کے وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی زبان اقدس سے نکلنے والا ہر جملہ وحی الہی ہوتا ہے، ان کا ذکر خیر فرماتے ہیں۔

اس حدیث پاک میں مُفسِرِ ذُوْنِ کَاذِرِ ہے جس کا واحد مُفسِرٍ ذُوْ ہے۔ مفرد کا معنی ہے اپنے آپ کو الگ اور اکیلا کر لینے والا۔

ذکر الہی کرنے والا وہ عظیم انسان ہوتا ہے جو ذکر کی بدولت اپنے باطن کو اتنا اجلا اور مصفا کر لیتا ہے کہ دل کی نگاہ رکھنے والا اسے دور سے پہچان جاتا ہے اور وہ لوگوں میں ہوتے ہوئے بھی الگ اور تنہا نظر آتا ہے۔

محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے ذکر الہی سے سرشار حضرت شاہ سکندر کبھلی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”سورج کی طرف تو نظر بھر کے دیکھا جاسکتا ہے لیکن شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی جانب نہیں دیکھا جاسکتا۔“

وہ مرد حق آگاہ جس کا دل ذکر الہی کے انوار سے یوں چمک رہا ہو جیسے آفتاب ضوفشاں ہو تو ایسا فرد لوگوں میں پھرتے ہوئے بھی ان سے بالکل تنہا اور الگ ہوتا ہے اور وہ فرید بن کر مفردوں کے زمرہ میں شامل ہوتا ہے۔

انہیں فرید لوگوں کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ان الفاظ سے مروی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَبَقَ الْمُفْرَدُونَ - قُلْتُ: مَا الْمُفْرَدُونَ؟ قَالَ: الَّذِينَ يُهْتَرُونَ فِي ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.^۱

راوی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مُفْرَدُونَ سبقت لے گئے۔ میں نے عرض کی مُفْرَدُونَ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ جل جلالہ کے ذکر میں اس درجہ حریص ہیں کہ ان پر دیوانگی کا شبہ پڑتا ہے۔

ہاں ہاں وہ فرید جو ذکر الہی کی شراب طہور سے بے خود ہو جائے اسے لوگ دیوانہ ہی کہیں گے کیونکہ دنیا اور متاع دنیا سے اس کو کوئی دلچسپی نہیں اور اس کی زندگی کا محور معبود حقیقی کو پالینا ہے۔ لیکن سید المرسلین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں، سَبَقَ الْمُفْرَدُونَ، فرید بازی جیت گئے، لوگوں سے بہت دور تھا آگے نکل گئے۔

صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کچھ اضافہ سے بھی مروی ہے:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سِيرُوا سَبَقَ الْمُفْرَدُونَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنِ الْمُفْرَدُونَ؟ قَالَ: الْمُسْتَهْتَرُونَ لِذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ أَثْقَالَهُمْ فَيَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِفَافًا.^۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جلدی چلو، مُفْرَدُونَ سب سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ مُفْرَدُونَ کون ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو

(۱) شعب الایمان صفحہ ۲۹۰ جلد ۱

(۲) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۰ جلد ۱/ الجامع للترمذی

اللہ کے ذکر میں اس درجہ حریص ہیں کہ ان پر دیوانگی کا شبہ ہوتا ہے۔ ذکر الہی نے ان سے تمام بوجھ اتار دیے ہیں پس وہ میدانِ حشر میں ہلکے پھلکے ہو کر پہنچیں گے۔

ابوالفرج عبدالرحمن ابن رجب حنبلی بغدادی لکھتے ہیں:

مِنْ هَذَا السِّيَاقِ يَظْهَرُ وَجْهُ السَّابِقِينَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَإِنَّهُ لَمَّا سَبَقَ الرَّكْبُ وَتَخَلَّفَ بَعْضُهُمْ نَبَّهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنَّ السَّابِقِينَ عَلَى الْحَقِيقَةِ هُمُ الَّذِينَ يُدْمِنُونَ ذِكْرَ اللَّهِ وَيُؤَلِّعُونَ بِهِ فَإِنَّ الْإِسْتِهْتَارَ بِالشَّيْءِ هُوَ الْوَلُوعُ بِهِ وَالشَّفَعُ حَتَّى لَا يَكَادُ يُفَارِقُ ذِكْرَهُ. ۱

اس سیاق و سباق سے اس حدیث پاک میں سابقین کی وجہ ظاہر ہے، جب قافلہ آگے بڑھا اور کچھ لوگ پیچھے رہ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متنبہ فرمایا کہ حقیقت میں سبقت لے جانے والے وہ افراد ہیں جو ہمیشہ ذکر الہی میں مصروف رہے ہیں اور ذکر الہی کے حریص ہیں کیونکہ الاستہتار بالشئیء کا معنی ہے کہ اس چیز کے ساتھ اس درجہ حرص اور مشغولیت کہ اس کے ذکر کو چھوڑ ہی نہ سکے۔

بحر العلوم حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری المفردون کی وضاحت اپنے ذوق کے مطابق اس طرح فرماتے ہیں: (سَبَقَ الْمُفْرَدُونَ) أَيِ الْمُفْرَدُونَ أَنْفُسَهُمْ عَنْ أَقْرَانِهِمُ الْمُمَيِّزُونَ أَحْوَالَهُمْ عَنْ أَحْوَالِهِمْ بِنَيْلِ الرَّفْعِ وَالْعُرُوجِ إِلَى الدَّرَجَاتِ الْعُلَى لِأَنَّهُمْ أَفْرَادٌ بِذِكْرِ اللَّهِ عَمَّنْ لَمْ يُذْكَرِ اللَّهُ أَوْ جَعَلُوا رَبَّهُمْ فَرْدًا بِالذِّكْرِ وَتَرَكَوْا ذِكْرَ مَا سِوَاهُ. ۲

(۱) جامع العلوم والحکم لابن رجب الحنبلی صفحہ ۴۱۵

(۲) المرقاۃ لعلی القاری صفحہ ۵۰ جلد ۵

مفردوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے ہمسروں سے اپنے آپ کو جدا کرنے والے اور اپنے ماحول کو اپنے بھائیوں سے الگ کرنے والے ہیں، مراتب کے پانے اور درجاتِ علیٰ کی طرف عروج کرنے سے، اور وہی لوگ اللہ کے ذکر کے سبب مفرد ہو گئے ان لوگوں سے جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے یا مفردوں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ذکر کے لیے رب کو یکتا جانا اور اسکے ماسوا کا ذکر ترک کر دیا۔

زیر نظر حدیث پاک میں مفردوں کی وضاحت زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اَلذَّاكِرُونَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ (اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والے مرد اور عورتیں) کے الفاظ سے ہوئی۔

اس ضمن میں علامہ موصوف کی وضاحت قابل توجہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

الذِّكْرُ وَالْكَثِيْرُ هُوَ اَنْ لَا يَنْسِيَ الرَّبَّ تَعَالٰى عَلٰى كُلِّ حَالٍ لَا الذِّكْرُ بِكَثْرَةِ اللُّغَاتِ وَالْمُرَادُ وَالْمُرَادِيْهِمْ : الْمُسْتَخْلِصُوْنَ لِعِبَادَةِ اللّٰهِ الْمُسْتَغْنُوْنَ بِذِكْرِهٖ الْمُؤَلِّغُوْنَ بِفِكْرِهٖ الْقَائِمُوْنَ بِوَضِيْفَةِ شُكْرِهٖ الْمُعْتَزِلُوْنَ عَنْ غَيْرِهٖ هَجْرُوْا اٰخْلَانَ وَتَرَكَوْا الْاَوْطَانَ وَقَطَعُوْا الْاَسْبَابَ وَلَا زَمُوْا الْبَابَ وَانْفَصَلُوْا عَنِ الشَّهْوَاتِ وَانْفَطَمُوْا عَنِ اللَّذَاتِ لَا لَذَّةَ لَهُمْ اِلَّا بِذِكْرِهٖ وَلَا نِعْمَةَ لَهُمْ اِلَّا بِشُكْرِهٖ ۱

ذکر کثیر سے مراد یہ ہے کہ ہر حالت میں اللہ رب العزت یاد رہے۔ ذکر کثیر سے مراد کثرت لغات سے ذکر نہیں ہے، ذکر کثیر کی نعمت سے سرفراز مفردین سے مراد وہ ہیں جو اخلاص و للہیت سے اس کی عبادت کرنے والے اس کے ذکر کے سبب کائنات سے استغناء برتنے

(۱) المرقاۃ لعلی القاری صفحہ ۵۰ جلد ۱

والے اسی ذات یکتا کی یاد کے حریص اور اسی کے شکر کے وظیفہ سے قائم اور اس وحدہ لا شریک کے غیر سے کنارہ کشی کرنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین کی راہ میں رکاوٹ بننے والے دوستوں کو چھوڑ دیا، اپنے وطن کو خیر باد کہہ دیا، شہوات سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور لذتوں سے منہ موڑ لیا۔ اب ان کے ہاں ذکر الہی کے بغیر کوئی لذت نہیں اور اس کے شکر کے علاوہ کوئی نعمت نہیں۔

جو مرد خود آگاہ درج بالا خوبیوں سے آراستہ ہو تو اس کی رفتار کو کون پہنچ سکتا ہے۔ وہ قرب الہی کی منزلیں طے کرنے میں سب سے سبقت لے جاتا ہے، جو بندہ عشق الہی کے گھوڑے پر بیٹھ کر ذکر و فکر کی مہمیز لگاتا ہے تو پھر آتش شوق اس کے ذہن سے وطن اور اہل وطن کا تصور ختم کر دیتی ہے پھر وہ محبوب حقیقی کے جلووں کی طلب میں رفتار تیز سے تیز کرتا ہے۔

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا لَذَّةَ الْحُبِّ وَالرِّضَاءِ وَنِعْمَةَ الشُّكْرِ وَالشَّاءِ بِجَاهِ نَبِيِّكَ
الْمُرْتَضَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.

چمکتے دل والا

جب کسی بھی مجلّی و مصفّی چیز کی دیکھ بھال نہ کی جائے تو اس کی جلا ماند پڑ جاتی ہے، اس کی صفائی میں نقص آ جاتا ہے، حسن بھی خدمت مانگتا ہے، جب حسن کی خدمت سے لا پرواہی برتی جائے تو حسن گہنا جاتا ہے، جمال کی رعنائی ختم ہو جاتی ہے۔ بیٹھا دولت صرف کر کے محل تعمیر کیا جائے اس پر استعمال ہونے والا سامان دنیا کے کونہ کونہ سے حاصل کیا جائے۔ جب وہ قصر رفیع تیار ہو جائے تو دنیا اس کے حسن و جمال اور نفاست کو دیکھنے کے لیے دور دور سے آتی ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی دیکھ بھال سے کوتاہی روارکھی جائے تو ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ اس کے جمال کا تذکرہ تک بھی نہ رہے گا۔ اگر کوئی دانا و بینا اس محل کی طرف خصوصی توجہ دیتا رہے، اسکے رنگ و روغن اور صفائی کا اہتمام تسلسل سے جاری رکھے تو پھر اس محل کا حسن ماند نہیں پڑتا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں مزید دلکشی اور نفاست پیدا ہوگی اور اس کی چمک دمک میں روز افزوں ترقی ہوگی اور اس کے جمال و وقار کو چار چاند لگیں گے۔

دل وہ خدائی محل ہے جو اس ذات کبریاء نے ہمیں مرحمت فرمایا اور اس نے باقی ساری نعمتیں ہمارے استعمال کے لیے دے دیں لیکن دل اپنے لیے اور صرف اپنے لیے رکھا۔ جس چیز کو اس نے اپنے لیے رکھا ہے اس کی طرف وہ دیکھتا رہتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَلَا إِلَىٰ أَجْسَامِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَىٰ قُلُوبِكُمْ. (مسلم)

اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتیں دیکھتا ہے اور نہ تمہارے جسم دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دل دیکھتا ہے۔

اور اسی نے فرمایا: اپنے دل پاک و صاف رکھو۔

اس لیے کہ وہ مالک ہے اگر دل صاف و شفاف ہوا تو ہو سکتا ہے کسی دن اس کے جلوے دل میں بسیرا کر لیں اور ہو سکتا ہے وہ ذات کسی دن اس پاک دل والے کے لیے اپنے جمال سے نقاب سرکا دے اور پھر وہ اسی کا ہو کر رہ جائے۔

دل کے محل کو پاک صاف رکھنے کے لیے اسی ذات حق نے ایک نسخہ بتایا ہے اور وہ نسخہ ہے ذکر الہی، ذکر الہی سے دل روشن اور منور ہوتا ہے، ذکر الہی سے دل ہر قسم کے خس و خاشاک سے پاک ہو جاتا ہے۔

معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ جِلَاءً وَإِنْ جِلَاءَ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ۚ

ہر چیز کی ایک جلا اور رونق ہے، دل کی جلا اور چمک دمک ذکر الہی ہے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ان الفاظ سے بھی مروی ہے: لِكُلِّ

شَيْءٍ صَقَالَةٌ وَصَقَالَةُ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللَّهِ ۚ

(۱) شعب الایمان صفحہ ۳۹۶ جلد ۱/ الوابل الصیب صفحہ ۵۲

(۲) شعب الایمان للبیہقی

خیر الاعمال

اعمال کی دو قسمیں ہیں

۱۔ خیر الاعمال

۲۔ شر الاعمال

خیر الاعمال میں ہر وہ عمل شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بنے جن اعمال کے صدور سے انسان قرب الہی کی منزلیں طے کر سکے اور سعادتِ ابدیہ کا تاج اس کے سر کی زینت بنے۔

شر الاعمال میں ہر وہ عمل شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنے جس کے صدور سے انسان غضبِ الہی کا سزاوار ٹھہرے اور سعادت مندوں کی فہرست سے اس کا نام خارج ہو کر بد نصیبوں کے زمرے میں شامل ہو جائے۔

وہ اعمال جو خیر کے وصف سے متصف ہیں ان کے پھر کئی درجات ہیں۔

دشمنِ اسلامی سلطنت پر حملہ آور ہو اور وہ اپنا لشکر جرار لے کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے تو اس وقت عمام اعمال سے افضل جہاد ہوگا۔

غربت و افلاس کے وقت جب انسانیت بھوکی پیاسی مر رہی ہو اس وقت صدقہ و خیرات بہترین عبادت ہے۔ غلہ و اناج مہیا کر کے لوگوں کی بھوک کا مداوا کرنا سب سے بہتر

عمل ہوگا۔

یہی اعمال اپنی اپنی جگہ بہتر لیکن اگر ان کے ساتھ ذکر الہی کی نعمت بھی میسر ہو تو پھر ان کی فضیلت دو چند ہو جاتی ہے۔

ایک شخص دشمن اسلام سے برس پیکار بھی ہے اور وہ ان نازک لمحات میں زبان و دل سے ذکر الہی کے مزے بھی لے رہا ہے یہی وہ شخص ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی نظر کرم ہے اور وہ اللہ کے عبد خاص کے شرف سے متصف ہے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی کتنا ایمان افروز ہے:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أَنْبِئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَرْضَاهَا لَكُمْ عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَأَرْفَعَهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِعْطَاءِ الذَّهَبِ وَالْوَرَقِ وَمَنْ أَنْ تَلْقُوا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُونَ أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُونَ أَعْنَاقَكُمْ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ذِكْرُ اللَّهِ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں ایسے عمل کی خبر نہ دوں جو خیر الاعمال کے وصف سے متصف ہو اور تمہارے خالق و مالک کے ہاں تمہارے لیے رضا کا ذریعہ ہو اور تمہارے درجات کی بلندی میں ارفع ہو اور تمہارے لیے سونا چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہو اور تمہارے لیے بہتر ہو، تمہارے اس عمل سے کہ تم اپنے دشمن اسلام سے جہاد کرو، پس تم انکی گردنیں قطع کرو اور وہ تمہاری قطع کریں۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہاں ضرور خبر دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔

(۱) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۴ جلد ۱/ شرح النبی للبعوی صفحہ ۱۶ جلد ۵/ مسند الامام احمد صفحہ ۳۲۷ جلد ۶/

الجامع الصحیح للترمذی صفحہ ۳۲۷



راہ خدا میں اپنا مال و دولت خرچ کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ اسی طرح دشمن اسلام سے اس بے جگری سے جہاد کرنا کہ نوبت جائیں قربان کرنے تک آجائے کوئی کم شرف نہیں لیکن اس مجتہد صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ میں وہ آدمی ان سے بھی افضل ہے جو ذکر الہی سے اپنی روح کو ہر وقت معطر رکھتا ہے اور جو کسی بھی لمحہ اس کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔

وہ سخی جو اپنا مال و دولت اللہ کی رضا کے لیے اسی کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور اپنی حلال کمائی کو اللہ کی مخلوق پر نچھاور کرتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کا کوئی لمحہ یاد خدا کے بغیر نہیں گزرتا یقیناً وہ آدمی اللہ کے ہاں بڑا مقبول ہے۔

اور اسی طرح وہ مجاہد اسلام جو اسلام کی سر بلندی اور عظمت کے لیے اپنے سر دھڑ کی بازی لگا دیتا ہے، اپنے نرم و نازک جسم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دشمن کی توپوں سے ٹکرا جاتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا دل ذکر الہی کے انوار سے چمک رہا ہوتا ہے وہ یقینی طور پر اللہ کے ہاں بڑا مقبول ہے۔

اس حدیث پاک میں ایمان والوں کو ذکر الہی کی عظمت و بزرگی سے آگاہ کیا گیا ہے اور انہیں اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ اگر حالت جہاد بھی ہو تو ذکر الہی سے غافل نہ ہو جاؤ، بلکہ حقیقت میں ذکر الہی کا صحیح لطف و لذت تو تلواروں کے چھاؤں میں آتا ہے جبکہ بندہ مومن ذکر الہی کی مے پی کر اپنے معبود سے وصال کی خواہش لے کر دشمن سے نبرد آزما ہو جاتا ہے۔

یہ حدیث پاک درج ذیل الفاظ سے بھی مروی ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَرْقَاهَا وَأَرْفَعُهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٍ لَكُمْ مِمَّنْ أَعْطَى الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَخَيْرٌ " مِنْ أَنْ لَوْ غَدَوْتُمْ إِلَى عَدُوِّكُمْ فَضَرَبْتُمْ رِقَابَهُمْ وَضَرَبُوا رِقَابَكُمْ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ فَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا ۝

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں خیر نہ دوں تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل کی اور تمہارے درجات میں سب سے زیادہ ترقی اور رفعتیں دینے والا ہو اور تمہارے لیے بہتر ہو اس آدمی کے عمل سے جو سونا اور چاندی راہِ حق میں دیتا ہے اور تمہارے اس عمل سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمن اسلام پر ٹوٹ پڑو تم انہیں تہ تیغ کرو وہ تمہیں شہید کریں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ضروری خبر دیجئے پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرو۔

-☆-

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور حدیث پاک روایت کرتے ہیں :
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَذِكْرِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ أَفْضَلُ مِنْ حَطْمِ السُّيُوفِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمِنْ إِعْطَاءِ الْمَالِ سَجًّا ۝
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبح و شام اللہ عزوجل کا ذکر کرنا اس جہاد

(۱) الجامع للترمذی صفحہ ۳۷۷/ السنن لابن ماجہ صفحہ ۳۷۹/ شعیب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۴ جلد ۱

(۲) احیاء العلوم الدین للغزالی صفحہ ۲۹۵ جلد ۱

فی سبیل اللہ سے افضل ہے جس میں مجاہد اس بے جگری سے لڑیں کہ اپنی تلواریں تک توڑ ڈالیں اور اس سخاوت سے بہتر ہے جس میں راہ خدا میں بے دریغ مال خرچ کیا جائے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

الذِّكْرُ خَيْرٌ مِنَ الصَّدَقَةِ ۚ

ذکر صدقہ سے بہتر ہے۔

یہ ارشاد گرامی بھی ملاحظہ ہو:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ؟ وَارْفَعُ دَرَجَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ الذَّاكِرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا. قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمِنَ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهِ وَبِالْكَفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ حَتَّى يَكْسِرَ يَخْتَضِبَ دَمًا لَكَانَ الذَّاكِرُ لِلَّهِ تَعَالَى أَفْضَلَ مِنْهُ دَرَجَةً ۚ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ بندوں میں افضل کون ہے؟ اور قیامت کے دن ارفع درجات کون ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: وہ خوش قسمت افراد جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! کیا وہ مجاہد فی سبیل اللہ سے بھی افضل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجاہد اسلام نے اپنی تلوار سے کفار و مشرکین پر حملے کیے یہاں تک کہ تلوار ٹوٹ گئی اور خون سے رنگین ہو گئی تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا اس مجاہد سے درجے کے اعتبار سے افضل و برتر ہے۔

(۱) کنز الاعمال صفحہ ۴۴۲ جلد ۱، وقال اخرجہ للطبرانی فی الاوسط

(۲) الوابل الصیب لابن قیم الجوزیہ صفحہ ۵۰ / المسند لاجم بن حنبل صفحہ ۷۵ جلد ۳

جہاد فی سبیل اللہ ان اعمال صالحہ میں سے ہے جس کی توفیق کسی کسی کو ملا کرتی ہے۔ یہ سعادتیں اللہ تعالیٰ ان بندوں کو عنایت فرمایا کرتا ہے جن پر اس کی خصوصی نظر کرم ہو، لیکن ذکر الہی کی شان جداگانہ ہے۔ ذکر الہی سے انسان اللہ تعالیٰ کی ایسی خوشنودی حاصل کر لیتا ہے کہ وہ مجاہد اور سخی سے بھی درجے میں بڑھ جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا فِي حَجْرِهِ دَرَاهِمٌ يَقْسِمُهَا وَآخِرُ يَذْكُرُ اللَّهَ لَكَانَ الذَّاكِرُ لِلَّهِ أَفْضَلَ.

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کسی آدمی کی جھولی میں دراہم ہوں اور وہ انہیں راہِ خدا میں بانٹنا شروع کرے اور دوسرا آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا یقیناً اس سے افضل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد گرامی سنئے :

لَوْ أَنَّ رَجُلَيْنِ أَقْبَلَ أَحَدُهُمَا مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْآخَرُ مِنَ الْمَغْرِبِ مَعَ أَحَدِهِمَا ذَهَبٌ لَا يَضَعُ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا فِي حَقِّهِ وَالْآخَرُ يَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى يَلْتَقِيَا فِي طَرِيقٍ كَانَ الَّذِي يَذْكُرُ اللَّهَ أَفْضَلَهُمَا. ۲

دو آدمی ایک مشرق سے روانہ ہو اور دوسرا مغرب سے ان میں سے ایک کے پاس سونا ہے وہ سونے کو سارا راستہ صحیح مقام پر خرچ کرتا رہتا ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگن رہتا

(۱) المرقاة للقاری/ مجمع الزوائد للہیثمی صفحہ ۷۷ جلد ۱۰، وقال اخرج الطبرانی فی بسند صحیح

(۲) الحاوی للفتاویٰ للمحافظ السیوطی رحمہ اللہ صفحہ ۲۸۹ جلد ۱

ہے۔ یہاں تک کہ وہ دونوں افراد ایک مقام پر آ کر اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ان میں سے ذکر الہی کرنے والا سونا خرچ کرنے والے سے افضل و برتر ہے۔

راہِ خدا میں اپنا مال و دولت خرچ کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ کہنے کو تو شاید ہر شخص کہہ دے کہ میں بھی راہِ خدا میں مال و دولت خرچ کروں گا لیکن ایسا کرنا بہت مشکل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق و اعانت سے ہی مشروط ہے۔ پھر حالتِ سفر میں ہر مقام پر غرباء و مساکین میں دولت بانٹنا بہت بڑی نیکی ہے۔ لیکن مراد رسول امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نورِ نظر حضرت عبداللہ کی نگاہ میں وہ آدمی اس شخص سے برتر و بالا ہے جس کی زبان قلب و قالب ذکر الہی سے تروتازہ رہتی ہے۔

صحابی رسول حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا نُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِمِائَةِ دِينَارٍ عَلَى الْمَسَاكِينِ ۱

مساکین پر سو دینار صدقہ کرنے سے مجھے یہ محبوب ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی سو مرتبہ تسبیح بیان کروں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لَا نُسَبِّحُ تَسْبِيْحَاتٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَنْفِقَ بَعْدَ دِهْنٍ دَنَانِيرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۲

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امت کے والی حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۱) الحاوی للفتاویٰ للحافظ السیوطی صفحہ ۳۸۸ جلد ۱

(۲) الحاوی للفتاویٰ للحافظ السیوطی صفحہ ۳۸۸ جلد ۱/ وقال اخرجہ ابن ابی شیبہ فی المصنف

لَا نَقْعُدَمَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ مُنْذُ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ
أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ ۚ

میں لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر ذکر الہی میں مصروف رہوں، نماز فجر سے لے کر طلوع
آفتاب تک یہ عمل مجھے محبوب ہے اس سے کہ میں چار غلام نسل اسمعیل سے آزاد کروں۔
سبحان اللہ! ذکر الہی کی یہ فضیلتیں!

اے پروردگار اپنے خصوصی لطف و کرم سے ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! اپنے محبوب حجازی کی دعاہائے نیم شبی کے صدقے ہمیں بھی اپنے ذکر کی
مے سے مخمور فرما۔

اے اللہ! ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیام قیامت تک جو تیرے مقبول
بندے تجھے یاد کرتے رہے یا یاد کرتے رہیں گے ان کے ذکر و فکر کا صدقہ ہمارے دل بھی اپنے
ذکر کے انوار سے معمور فرما۔ آمین

بِحَاہِ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.

(۱) الحاوی للفتاویٰ للسیوطی صفحہ ۳۸۸ جلد ۱/ وقال اخرجہ للبیہقی فی شعب الایمان

احب الاعمال

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُوا ذِكْرَ اللَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ فَلَيْسَ عَمَلٌ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ وَلَا أَنْجَى لِعَبْدِهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر حالت میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی عمل اللہ کو پیارا نہیں اور نہ ہی اس ذکر سے بڑھ کر کوئی عمل بندے کو دنیا و آخرت میں نجات دلانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ہر نیک عمل پسند ہے اور ہر وہ عمل جس کے ذریعے اس کی رضا کو طلب کیا جائے وہ اسے بڑا محبوب ہے لیکن ان جملہ اعمال میں سے سب سے پسندیدہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا ذکر ہے۔

یہ ذکر اللہ تعالیٰ کے ہاں احب الاعمال اس وقت ہوگا جب اسے دلجمعی سے کیا جائے اور غفلت نام کی کوئی چیز نہ ہو اور یہ صرف زبان سے ذکر کر دینا ہی کافی نہ ہوگا بلکہ دل سے بھی ذکر الہی کے سوتے پھوٹنے چاہیں۔

علامہ بیہقی اس حدیث پاک کے ضمن میں لکھتے ہیں:

(۱) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۵ جلد ۱

قَالَ الْحَلِيمِيُّ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ الْمُرَادَ بِالذِّكْرِ
لَيْسَ هُوَ الذِّكْرُ بِاللِّسَانِ وَحْدَهُ وَلَكِنَّهُ جَامِعُ اللِّسَانِ وَالْقَلْبِ وَالذِّكْرُ بِالْقَلْبِ
أَفْضَلُ لِأَنَّ الذِّكْرَ بِاللِّسَانِ لَا يَرُدُّ عَنْ شَيْءٍ وَالذِّكْرُ بِالْقَلْبِ يَرُدُّ عَنْ
التَّقْصِيرِ فِي الطَّاعَاتِ وَالتَّهَافُتِ فِي الْمَعَاصِي وَالسَّيِّئَاتِ ۱

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس حدیث پاک میں ذکر سے مراد وہ ذکر نہیں جو صرف زبان
سے ہو بلکہ وہ ذکر مراد ہے جو زبان و دل دونوں سے ہو، ذکر بالقلب ذکر باللسان سے افضل ہے
کیونکہ وہ ذکر جو صرف زبان سے ہو وہ کسی برائی سے نہیں روکتا اور وہ ذکر جو دل کی گہرائی سے کیا
جائے وہ طاعات میں تقصیر سے روکتا ہے اور معاصی و سیئات میں گرنے سے منع کرتا ہے۔

وہ ذکر جو غفلت سے کیا جائے ان فوائد کا حامل نہیں ہوگا جو فوائد ایسے ذکر سے وابستہ
ہیں جو غفلت سے دور کوسوں دور رہ کر کیا جائے۔ واقعی دل غافل سے ذکر برائی سے کس طرح
روک سکتا ہے؟ کیونکہ دل خود غفلت کے داغ سے داغدار ہے۔ حقیقی ذکر وہی ہے جس میں غفلت
و نسیان نہ ہو، یہی ذکر بے ریا انسان کو گناہوں کی دلدل سے نکال دیتا ہے اور نافرمانی و معصیت
کی آلودگی سے اسے پاک و صاف کر دیتا ہے۔ یہی ذکر اللہ کے ہاں بڑا محبوب ہے۔

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ أَنْ تَمُوتَ وَلِسَانُكَ رَطْبًا
مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۲

(۱) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۵ جلد ۱

(۲) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۵ جلد ۱/موارد الطمان صفحہ ۵۷۶

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کونسا عمل اللہ عزوجل کو سب سے محبوب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو دنیا کو اسی حالت میں خیر باد کہے کہ تیری زبان ذکر الہی سے تروتازہ ہو۔

فرشتوں کے جھرمٹ میں

اللہ رب العزت بے نیاز ہے، ساری کائنات اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔ مخلوقات کا جملہ نظام اسی کی مرضی اور مشیت سے چل رہا ہے، ارض و سما کا وسیع و عریض سلسلہ اس کے ارادہ اور منشا سے رواں دواں ہے۔ اس ذات یکتا کو کسی واسطہ اور وسیلہ کا احتیاج نہیں لیکن اس نے اپنی حکمت کاملہ سے یہ نظام ایک لطیف مخلوق کے ذریعے چلایا ہے اور اس مخلوق کی تخلیق نور سے ہے اور انہیں ملائکہ، فرشتے کہا جاتا ہے۔

فرشتے وسیع و عریض کائنات میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی ڈیوٹی مختلف ہے۔ اسی نوری مخلوق میں سے کچھ فرشتے صرف اسی غرض سے دنیا میں گھومتے رہتے ہیں کہ جہاں سے ذکر الہی کے انوار اٹھ رہے ہوں وہاں وہ بھی شریک محفل ہو جائیں۔

كُلُّ مَجْلِسٍ يُذَكَّرُ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ تَحْفُّ بِهٖ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى اَنَّ الْمَلَائِكَةَ يَقُوْلُوْنَ زَيْدُوْا زَادَكُمْ اللّٰهُ وَالذِّكْرُ يَصْعَدُ بَيْنَهُمْ وَهُمْ نَاشِرُوْا اَجْنِحَتَهُمْ ۗ

ہر وہ مجلس جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے فرشتے اس مجلس کو اپنے نورانی وجود سے گھیر لیتے ہیں یہاں تک کہ فرشتے ان ذاکرین سے کہتے ہیں ذکر الہی مزید کثرت سے کرو اللہ تمہیں اپنی کرم نوازیوں سے مزید سرفراز فرمائے گا۔ ذکر ان فرشتوں کے درمیان بارگاہ

(کنز العمال للمتقی صفحہ ۴۳۴ جلد ۱)

خداوندی میں حاضری کے لیے بلند ہوتا رہتا ہے اور وہ اپنے پروں کو پھیلائے رکھتے ہیں۔ فرشتوں کا وجود نور سے ہے اور ذکر الہی بھی نور ہے جب نور نور کو دیکھتا ہے تو اس میں خوشی کی لہر دوڑتی ہے تو اظہار مسرت کے طور پر فرشتے اپنے پروں کو پھیلا دیتے ہیں یا پھر وہ اپنے پروں کو پھیلا کر بارگاہِ خداوندی میں یہ کہہ رہے ہوتے ہیں الہی اپنی نظر رحمت سے دیکھ لے ہم تیرے ذاکرین کی محفل میں حاضر ہیں اور ہماری اس حاضری کو شرف قبولیت عطا فرما۔

محفل ذکر میں فرشتے کے نزول سے متعلق بخاری و مسلم کی روایت اختلافِ الفاظ کے ساتھ ملاحظہ ہو: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَنَادَوْا أَهْلُمُوا إِلَى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيُحْفُونَ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو اہل ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں اور جب وہ کسی قوم کو ذکر الہی میں مصروف پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو ندادیتے ہیں اور کہتے ہیں آ جاؤ اپنے مقصود کی طرف اور وہ ان ذاکرین کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں آسمان دنیا تک۔

روایت مسلم کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فَضُلًا يَبْتَغُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَإِذَا جَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى لَمَلُّوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدُوا إِلَى السَّمَاءِ ۲

(۱) صحیح البخاری

(۲) صحیح مسلم

اللہ تعالیٰ کے کچھ فضیلت والے فرشتے ہیں جو محافل ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں پس جب وہ کوئی ایسی محفل دیکھیں جس میں ذکر الہی ہو تو وہ اس محفل میں بیٹھ جاتے ہیں اور ان میں سے بعض بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں یہاں تک کہ فرشتے ذکر کرنیوالوں سے لیکر آسمان تک سب جگہ کو بھر دیتے ہیں اور جب اہل ذکر ذکر سے فارغ ہو کر منتشر ہو جاتے ہیں تو فرشتے پرواز کرتے ہیں اور آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔

ذکر الہی کرنے والے کتنے عظیم لوگ ہیں کہ وہ رفیع الشان فرشتوں کا مقصود ہیں۔ فرشتے ان کی محفل میں حاضری کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اگر دنیا اور اہل دنیا ان کی محافل کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تو کوئی بات نہیں احکم الحاکمین جل شانہ کے فرشتے تو ان کی درباری کے لیے بے قرار رہتے ہیں۔

يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ أَيُّ يَطْلُبُونَهُمْ لِيَزُودَهُمْ وَيَسْتَمِعُوا ذِكْرَهُمْ ۗ

فرشتے اہل ذکر کو تلاش کرتے ہیں کہ وہ ان کی زیارت سے شاد کام ہوں اور ان کے ذکر الہی کو توجہ سے سنیں۔

اپنی زبان کو ذکر الہی سے تروتازہ رکھنے والے خوش نصیب!

دیکھ فرشتے تیری زیارت کے لیے دور دراز سے آتے ہیں تو جلوہ گاہ قدسیاں ہے تجھے دنیا داروں سے کیا غرض۔ تو اپنی آتش شوق کو ذکر الہی کی ہوا سے اور بھڑکا دے دیکھنا پھر نوریوں کی نہ ختم ہونے والی قطاریں تیرے در پر موجود رہیں گی۔

بخاری و مسلم کی دونوں روایتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ

(مرقاۃ المفاتیح، علی القاری صفحہ ۵۶ جلد ۵)

فرشتے اہل ذکر کو اپنے پھیلے ہوئے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور وہ ایک دوسرے پر کھڑے آسمانوں تک پہنچ جاتے ہیں۔

سبحان اللہ! خاک کے پتلے کی یہ شان! نوری مخلوق اس کی جلالت شان کے سامنے خدام کی حیثیت رکھتی ہے۔

خاک کا پتلا جب ذکر الہی کرتا ہے تو اس کی روح مبارک طاقت ور ہو جاتی ہے پھر وہ ظاہری طور پر ایک عام سا وجود نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں اس کے جسم کی کثافت ختم ہو چکی ہوتی ہے پھر وہ جسم اس کی روح کے تابع ٹھہرتا ہے۔

روایت مسلم میں ہے: إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً..... الخ

اللہ رب العزت کے سریع السیر فرشتے محافل ذکر میں حاضر ہوتے ہیں تو غور کیجئے جس کی محفل میں اتنی شان والے فرشتے حاضری دیتے ہوں وہ محفل اور جس کے دم قدم سے وہ محفل برپا ہے یقیناً ان سے افضل و برتر ہے۔ اگر خادم سریع السیر ہے تو مخدوم کی سرعت سیر کا اندازہ کون کر سکتا ہے اور جب کوئی مخدوم و مقصود ملائکہ اپنی سرعت سیر کا ذکر کر دے تو اس کی بات کو تسلیم نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا وہ بندہ جس کا ہر کام رضائے الہی کے لیے ہو اور اس نے اپنی حیاۃ مستعار کے چند روز اسی کی یاد کے لیے وقف کر دیے ہوں اور اللہ رب العزت محض اپنی کرم نوازیوں سے اسے یہ توفیق ارزانی فرمائے کہ اس کے جسم کا ہر بال ذکر الہی کے نشہ سے سرشار ہو۔ اس کے وجود کے ہر ذرہ کی زبان ذکر پروردگار سے تروتازہ ہو تو اس کی تنہا ذات پوری محفل ذکر کا روپ دھار لیتی ہے وہ جہاں اکیلا بیٹھا ہوا ہو وہیں اللہ کے فرشتے حاضر ہو جاتے ہیں اور اس

کے ارد گرد اپنے پروں کو پھیلا کر اپنے خادم ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ ذکر الہی کی مستی سے مست جسم جہاں جہاں سے گزرتا جائے فرشتے بھی ساتھ ساتھ روانہ ہوتے ہیں۔

عارف باللہ منبع ولایت حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ مسجد شریف میں بیٹھے ارادتمندوں کے ظروف کو معرفت الہیہ کی شراب طہور سے بھر رہے ہوتے۔ نظروں نظروں سے ہی انہیں عشق الہی کی نعمت سے بہرہ ور فرما رہے ہوتے کہ دورانِ محفل اچانک فرمادیتے:

جگہ کشادہ کرو حضرت ثناء اللہ پانی پتی تشریف لارہے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت قاضی صاحب اپنے شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے۔ ایک دن ارادتمندوں میں سے ایک نے ہمت کر کے سوال کر ہی لیا:

حضور! قاضی صاحب ابھی مسجد سے باہر ہوتے ہیں، آپ کو ان کی آمد کی اطلاع کیسے ہو جاتی ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

میں جب دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے قطار اندر قطار کھڑے ہو چکے ہیں تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت قاضی صاحب تشریف لارہے ہیں۔ (حالات مشائخ نقشبندیہ)

کنز العمال میں روایت شدہ حدیث پاک میں فرشتوں کا آسمانوں تک بلند ہونے کی بجائے عرش الہی تک بلند ہونا مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو:

إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً فَضُلًا يَتَّبِعُونَ الذِّكْرَ يَحْتَمِعُونَ عِنْدَ الذِّكْرِ فَإِذَا مَرُّوا
بِمَجْلِسٍ غَلَابَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ حَتَّى يَبْلُغُوا الْعَرْشَ ۚ

(۱) کنز العمال للمتقی صفحہ ۴۳۵ جلد ۱/ وقال رواہ ابن شامین، ہذا الحدیث من احسن حدیث فی الذکر واصلی سنداً

اللہ تعالیٰ کے کچھ مکرم فرشتے ہیں جو ذکر کی تلاش میں رہتے ہیں اور جہاں ذکر الہی ہو رہا ہو وہاں جمع ہو جاتے ہیں جب کسی ایسی مجلس میں پہنچیں تو ان میں سے بعض بعض پر بلند ہوتے ہیں یہاں تک کہ عرش الہی تک پہنچ جاتے ہیں۔

ذکر الہی کرنے والا کتنا خوش نصیب ہے کہ فرشتے اسے اپنے نور بھرے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور پھر بلند تر ہوتے جاتے ہیں اور وہ فرشتے اس کثرت سے اس محفل میں شریک ہوتے ہیں کہ ان کی قطار کا پہلا فرشتہ ذاکر کے پاس ہوتا ہے اور آخری بروایت شیخین آسمان دنیا تک اور بروایت کنز العمال عرش اعظم تک ہوتا ہے۔

وہ پروردگار جو اس کثیر تعداد میں اپنی نوری مخلوق کو ذکر کرنے والوں کے پاس بھیجتا ہے اس کی نگاہ لطف و عطا میں خود ذکر کرنے والوں کا کیا مقام ہوگا۔

ذکر الہی کی محفل میں شریک ہونے والے یہ فرشتے کراماً کاتبین کے علاوہ ہوتے ہیں۔

رشک قدسیاں

اللہ کی ایک عظیم مخلوق جسے فرشتے کہا جاتا ہے ان کی تخلیق نور سے ہے اور ان کے اندر معصیت کا مادہ ہی نہیں ہے۔

لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ. (القرآن)

اللہ تعالیٰ جس چیز کا انہیں حکم دے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ وہی کچھ کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

انسان جب ذکر الہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناتا ہے تو یہی خاک کا پتلا اس نوری مخلوق سے مرتبہ میں بڑھ جاتا ہے۔ یہ مخلوق اپنے کمالات کے باوجود اس انسان کی گریہ کو نہیں پاسکتی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

چند صحابہ حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے اچانک اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں

تشریف لے آئے اور بیٹھے ہی ارشاد فرمایا:

تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟

ان پروردگانِ بارگاہِ نبوی علیہ من الصلوٰۃ الطیبہا ومن التسلیمات از کھانے عرض کی:

یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم یہاں بیٹھے اپنے معبود حقیقی اللہ جل شانہ کا

ذکر کر رہے ہیں اور اس اللہ نے ہمارے دلوں میں جو شمع ایمان جلا کر احسان عظیم فرمایا اس پر اس

ذات کبریا کا شکر ادا کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دوبارہ سوال کیا: کیا تم اللہ کی قسم کے ساتھ اس طرح بیٹھنے کا اقرار کر سکتے ہو؟
اس پر انہوں نے عرض کی:

یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! ہم وہی کچھ کر رہے تھے جس کا ذکر آپ سے کر دیا ہے۔

اس پر زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الفاظ مبارکہ کے ساتھ واہوئی:

أَمَانِي لَمْ أَسْخَلْفُكُمْ تَهْمَةً لَكُمْ لَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ يُبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ.

سن لیجئے! میں نے تم سے قسم اس لیے نہیں لی کہ میں تم پر جھوٹا ہونے کی تہمت لگا رہا تھا بلکہ قسم اس لیے لی کہ ابھی جبریل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں سے فخر و مباہات فرما رہا ہے۔

اے فرزند آدم! تیرے ان بختوں پر ہزار نعمتیں قربان کر دی جائیں تو فقط اس دنیا میں بیٹھ کر زبان کو حرکت دیتا ہے ادھر خالق ارض و سما فرشتوں کی مجلس سجا کر تیرا ذکر فخر و مباہات سے فرماتا ہے۔

بے حد و بے حساب سلام ہو اس دریتیم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جس نے اغیار کے دروں سے ہٹا کر ایک خدا کے در پر جھکا دیا۔ جھوٹی یادوں کے چراغ بجھا کر اللہ کی سچی یاد کا چراغ فروزاں کر دیا۔

خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی عادت کریمہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے جسے ملتے سے کہتے آؤ کچھ وقت اپنے پروردگار پر ایمان کو جلا بخشیں۔ (پھر اس آدمی کو لے کر ذکر الہی میں مشغول ہو جاتے) اپنی اس عادت مبارکہ کے پیش نظر ایک دن آپ نے ایک آدمی سے مل بیٹھنے کی درخواست کر دی وہ آدمی آپ کی زبان مبارک سے ان کلمات کو سن کر غضب ناک ہو گیا اور سیدھا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ مشاہدہ نہیں فرماتے کہ عبداللہ ابن رواحہ آپ کے ایمان سے اعراض کر کے کچھ وقت کے ایمان کی ترغیب دیتا ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَرْحَمُ اللَّهُ ابْنَ رَوَاحَةَ إِنَّهُ يُحِبُّ الْمَجَالِسَ الَّتِي تُتَبَاهَى بِهَا الْمَلَائِكَةُ.

اللہ تعالیٰ عبداللہ ابن رواحہ کو اپنی مزید رحمتوں سے سرفراز فرمائے وہ ایسی مجلسوں کو پسند کرتا ہے کہ اللہ جن کا ذکر فرشتوں سے بطور فخر و مباہات فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ صمد ہے، نہ وہ کسی کا محتاج ہے اور نہ اسے کسی کی ضرورت ہے بلکہ تمام مخلوق اس کی محتاج ہے، کوئی اس کی تعریف کرے یا نہ کرے اسے اس چیز کی کوئی ضرورت نہیں لیکن اس بے نیاز اللہ کو اپنے حبیب سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے کتنا پیار ہے کہ جب بھی اس کے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ذکر الہی میں اپنے قلب و قالب کی زبان کھولتا ہے تو اللہ رب العزت اس کا اپنے مقدس فرشتوں سے بطور فخر و مباہات تذکرہ فرماتا ہے۔

ہاں ہاں خدا تعالیٰ رحمن ہے اس کی رحمت جب برستی ہے تو اسی کی یاد سے سرشار رہنے

(مجمع الزوائد صفحہ ۷۹ جلد ۱۰/ مسند امام احمد)

والے اپنے دامن طلب کو بھر بھر کر پلٹتے ہیں۔

ہاں ہاں اللہ تعالیٰ کریم ہے اس کے لطف و کرم کا کوئی کنارہ نہیں۔ انسان، خاک کا پتلا جب اسے یاد کرتا ہے تو وہ فرشتوں میں محفل سجا کر ان قدسیوں سے اس کا ذکر مباحثات کے طور پر فرماتا ہے۔

آئیے ایک اور روح ارجمند کا تذکرہ ملاحظہ فرمائیں جسے رشک صد قدسیاں کہیں تو مبالغہ نہ ہوگا۔

مکہ مکرمہ کے متمول گھرانے میں آنکھ کھولنے والا عبداللہ اپنی زندگی کی منزلیں طے کرتا جا رہا ہے۔ باپ داغ مفارقت دے گیا چچا نے باپ سے بڑھ کر دیکھ بھال کی۔ آفتاب نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بطحا کی سرزمین سے طلوع ہوا تو اس کی فیض بھری کرنیں اس عبداللہ کے دل پر پڑیں تو یہ دل رشک ماہتاب بن گیا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات بخش تعلیمات نے اس کے دل سے کفر و شرک کی آلودگیاں ختم کر دیں اور اسے اللہ کی وحدانیت کے انوار سے مزین کر دیا لیکن اس عبداللہ نے اپنے چچا کے خوف سے اپنی باطنی کیفیت کا اظہار نہ کیا۔

وقت نے کروٹ کی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مکہ مکرمہ سے کوچ کر گئے اور مدینہ منورہ کو اپنے قدم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ ادھر یہی عبداللہ مکہ میں اپنے آپ کو تنہا محسوس کرنے لگا۔ اب اسے مکہ کے درود یوار سے وحشت محسوس ہونے لگی۔ وہ ذات اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی برکت سے مکہ مکرمہ میں بہاریں تھیں ان کے جانے سے جملہ بہاریں بھی ساتھ ہی روانہ ہو گئیں۔ رفتہ رفتہ عبداللہ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔

ایک دن اپنے چچا کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا:

اے میرے چچا! میں عرصہ دراز سے اس امید پر تھا کہ تم ایک دن اس کفر کی دلدل سے نکل کر اسلام کے گلستان میں آ جاؤ گے، شرک کا طوق گلے سے اتار کر ایمان کا گلہ زیبازینت دستار کرو گے لیکن مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سعادت تیرے مقدر میں نہیں ہے لیکن میں اس کفر و ضلالت کی تاریکی میں زیادہ دیر نہیں رہ سکتا، میں آفتاب نبوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں پہنچ کر فیروز بختی کی خیرات لینا چاہتا ہوں، یہ میرا عزم مصمم ہے۔ اب میں راہ حق سے پھرنے والا نہیں ہوں۔

چچا کی نگاہوں میں خون اتر آیا اور اس نے غضب نکالے میں کہا میں نے جو کچھ تمہیں دیا ہے واپس کر دو حتیٰ کہ تن کے کپڑے بھی اُتار دو، اس اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق صادق نے ایک لمحہ سے پہلے اپنے کپڑے اتار کر دے دیے صرف ایک لنگوٹ رہ گیا۔

اسی عالم برہنگی میں عبد اللہ اپنی ماں سے اوٹ میں ہو کر ملا، ماں یہ منظر دیکھ کر بے تاب ہو گئی اور ایک چادر اپنے بیٹے کی طرف پھینکی، بیٹے نے اس چادر کے دو حصے کیے، ایک بطور تہبند استعمال کی اور دوسری اپنے کندھوں پر ڈال لی۔

یہ مسافر راہ حق عالم وارفتگی میں عازم مدینہ منورہ ہوا۔ دنیا نے یہ منظر بھی دیکھا کہ ناز و نعم میں پلا ہوا اور عیش و عشرت کی زندگی گزارنے والا جوان برہنہ پا دو چادروں میں ملبوس رحمتہ للعالمین کی بارگاہ میں حاضر ہے۔

اس قاسم انعامات الہیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عبد اللہ کو کلمہ پڑھا کر اپنے قرب

میں رکھ کر ازیلی سعادت مندوں کی فہرست میں شامل فرمالیا۔ اب اس کے روز و شب اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر میں گزرنے لگے۔ ذکرِ الہی اس کے رگ و پے میں سرایت کر گیا اور اس کے انگ سے اللہ کی یاد کے سوتے پھوٹتے تھے۔ کبھی قرآن پاک کی تلاوت کرتا اور کبھی تسبیح و تقدیس کا لطف اٹھاتا گویا اللہ کی حمد و ثنا اس کی غذا بن گئی اسے قرار آتا تو خدا کی یاد میں اور چین نصیب ہوتا تو اسی کے ذکر میں، وہ ذکر بھی کرتا اور ذکر کا سبق دینے والے مرہبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا دیدار بھی کرتا، وہ خدا کو یاد بھی کرتا اور خدا کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جمال کے مشاہدہ سے شاد کام بھی ہوتا۔

اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۹ ہجری میں مقام تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ یہی عبد اللہ آپ کے ہمراہ تھا۔ عشقِ الہی کی آگ میں جلا ہوا وجود حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جہاد کی غرض سے ہم مدینہ منورہ سے نکلے ہیں میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت سے سرفراز فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک درخت کی چھال منگوا کر اس عبد اللہ کے بازو پر باندھ دی اور فرمایا:

میں عبد اللہ کا خون کافروں پر حرام کرتا ہوں۔

عبد اللہ اتنا سن کر مرغِ بسمل کی طرح تڑپنے لگے اور عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! میں تو شہادت کا طلبگار ہوں میری دلی تمنا تو یہ ہے کہ میرے جسم کا خون راہِ حق میں بہہ جائے اور آپ میرا خون کافروں پر حرام کر رہے ہیں۔

اس پر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک نظر شفقت اس عبد اللہ پر ڈالی اور

محبت بھرے انداز سے فرمایا:

جب تم جہاد کی نیت سے نکل آئے اگر تمہیں معرکہ سے پہلے بخارا آ جائے اور تم راہی ملک بقاء ہو جاؤ تو پھر بھی تم شہید ہو۔

لشکرِ اسلام جب تبوک پہنچا اسی ذکر الہی سے سرشار عبد اللہ کو بخارا آیا اور اسی حالت بخار میں وہ واصل باللہ ہو گئے۔ رات کے وقت آپ کو دفن کرنے کا مرحلہ آیا، کائنات نے عجب منظر دیکھا۔

مؤذن رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں میں مشعل لیے ہوئے اس کی قبر پر روشنی کر رہے ہیں۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما اس کی قبر کھود رہے ہیں۔ کبھی کبھی چشمِ فلک یہ نظارہ بھی دیکھتی کہ نبیوں کے امام مقصود کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہاتھوں میں کدال لے کر اس کی قبر کھودنے میں خود شریک ہو جاتے۔

جب قبر میں رکھنے کا مرحلہ آیا تو شیخین کریمین رضی اللہ عنہما نے آپ نے جسدِ خاکی کو اٹھایا، ادھر جسم اٹھا ادھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے ابو بکر و عمر! اپنے بھائی کا ادب ملحوظ رکھو۔

پھر رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اسے لحد میں اتار دیا۔ جب قبر پر مٹی ڈال دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

اے میرے اللہ! میں آج شام تک اس سے راضی تھا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔
اے قدسیو! تمہارا مرتبہ بہت بلند ہے لیکن اس عبد اللہ کو دیکھ کر یقیناً تمہیں رشک آیا

ہوگا۔

اے ملائکہ! ہمیں تسلیم ہے کہ تم نور سے پیدا ہو لیکن ابوالبشر علیہ السلام کے اس فرزند عبداللہ کے جسم کو جس خاک سے بنایا گیا وہ بلاشبہ تمہارے نور سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

ارے فرشتو! وہ فرزند آدم جس کی قبر پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ چراغ روشن کریں، رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی معیت میں اس کی قبر کھودیں اور اپنے ہاتھوں سے اسے قبر میں اتاریں اور اسے راضی ہونے کی تصدیق اپنی زبان حق ترجمان سے فرمادیں، بھلا تم اس کی پرواز تک کہاں پہنچ سکتے ہو۔

اے اللہ! تیرے اس عاشق صادق کے عشق و مستی کا صدقہ ہمیں بھی اپنی محبت کا ایک چھینٹا نصیب فرما۔

اے پروردگار! تیرے اس ذاکر کے ذکر و فکر اور تسبیح و مناجات کا صدقہ ہمیں بھی اپنی یاد کا ذوق و شوق نصیب فرما۔ ہمیں حیاتِ ناپائیدار کے چند بقیہ لمحے اپنی یاد میں بسر کرنے کی سعادت ارزانی فرما۔ آمین

محبت الہی

تَعَصِي الْإِلَهِ وَأَنْتَ تَظْهَرُ حُبَّهُ
هَذَا لِعُمُرِي فِي الْقِيَّاسِ بَدِيعُ
لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ
إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعُ

تو اللہ تعالیٰ سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے اور اس کے ساتھ تو اس کی نافرمانی بھی کرتا ہے۔ مجھے اپنی حیات مستعار کی قسم! یہ ایک انوکھا قیاس ہے۔

اگر تو اپنی محبت میں صادق ہوتا تو اس ذات یکتا کی اطاعت کرتا، کیوں کہ محبت اپنے محبوب کی اطاعت و فرمانبرداری کیا کرتا ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو حکم دیا مجھے یاد کرو، مجھے یاد کرو۔ اب بندہ اگر اللہ سے محبت کرتا ہے اور اپنی محبت میں سچا ہے تو پھر وہ ضرور اللہ کو یاد کریگا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد گرامی پیش نظر ہے:

قال اخبرني اهل الكتب ان هذا الامة تحب الذكر كما تحب الحمامة
وكرها وهم اسرع الى ذكر الله من الابل الى وردها يوم ظمئها.

(جامع العلوم والحکم لابن رجب حنبلی صفحہ ۴۱۹)

آپ نے فرمایا مجھے اہل کتاب نے خبر دی ہے یہ امت امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) ذکر سے اس طرح محبت کرے گی جس طرح کبوتری اپنے گھونسلے سے محبت کرتی ہے اور ذکر الہی کی جانب سے اشتیاق اور تیزی سے جائے گا جیسے اونٹ پیاس کے روز اپنے گھاٹ کی طرف جاتا ہے۔

پرندے جنگلات میں دانہ چننے میں مصروف ہوتے ہیں اور ان کی توجہ ہر وقت اپنے گھر کی طرف ہوتی ہے جب بھی وہ فارغ ہوتے ہیں سیدھے اپنے گھر پلٹتے ہیں، اسی طرح وہ آدمی جس کے رگ و ریشہ میں ذکر الہی کا کیف سما جائے وہ اور جتنے بھی کام کرتا رہے اس کی توجہ اپنے خالق و مالک کی طرف ہوتی ہے اور وہ ان لمحات میں بھی معبودِ حقیقی کے ذکر کو فراموش نہیں کرتا اور وہ

”ہتھ کارول، دل یارول“

کا صحیح مصداق بنتا ہے۔

اور پھر جیسے ہی وہ ان کاموں سے فارغ ہوتا ہے اپنی زبان کو بھی ذکر الہی سے تروتازہ کر لیتا ہے، بلکہ اس کام کے سرانجام دیتے ہوئے اسے جو لمحہ دو لمحے ملتے ہیں ان میں بھی وہ ذکر لسانی کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا حالانکہ دورانِ کام اس کا دل ایک لمحہ کے لیے بھی یادِ حق سے غافل نہیں ہوتا۔

تنہائی کی گھڑیاں جہاں دُجمعی سے اللہ کو یاد کیا جاتا ہے، ان گھڑیوں کی یاد اس طرح دل میں سما جاتی ہے جس طرح پیاس سے دل میں پانی کی یاد سہا جاتی ہے۔ پیاس سے جانور کو پانی کے بغیر چین نہیں، اسی طرح اس اللہ کے بندے کو ذکرِ حق کے بغیر سکون نہیں۔

قَالَ الرَّبِيعُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَلامَةٌ حُبِّ اللَّهِ كَثْرَةُ ذِكْرِهِ
فَإِنَّكَ لَنْ تُحِبَّ شَيْئًا إِلَّا أَكْثَرْتَ ذِكْرَهُ.

ربیع بن انس بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت اس
کا کثرت سے ذکر کرنا ہے کیونکہ تو جس بھی چیز سے محبت کرے گا اس کا کثرت سے ذکر کریگا۔

(۱) جامع العلوم والحکم لابن رجب حنبلی صفحہ ۳۱۷

محبوب الہی

کامیاب انسان وہی ہے جو اللہ کی محبت کو جیت لیتا ہے۔ واقعی وہ فرزند آدم سعادتوں کا امین ہے جس سے اس کا پروردگار محبت کرے۔ یہ سعادت فارغ بیٹھے ہی نہیں مل جاتی اس کے حصول کے لیے محنت چاہیے وہ جذبہ درکار ہے جو اللہ کی رضا کے حصول کے بغیر چین سے نہ بیٹھے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ أَكْثَرَ ذِكْرَ اللَّهِ أَحَبَّهُ اللَّهُ ۱

جو شخص اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

کثرت سے ذکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔

قرآن کریم میں کثرت سے ذکر کرنے والوں کا تذکرہ بڑی محبت سے کیا گیا ہے۔

وَالَّذَاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالَّذَاكِرَاتِ ۲

(۱) کنز العمال للمتقی صفحہ ۳۲۵ جلد ۱

(۲) قرآن کریم سورہ احزاب آیت ۳۵

مذکور الہی

جو شخص اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ اسے بھی یاد کرتا ہے۔ انسان کی مجبوری ہے کہ وہ اسے یاد کرے۔ انسان اللہ کا بندہ ہے۔ بندے کا کام اپنے آقا کو یاد کرنا ہے لیکن اس آقا کی کرم نوازیاں معلوم ہوں کہ وہ صمد (بے نیاز) ہو کر اپنے بندوں کو یاد کرتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

فَاذْكُرُونِي اذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ.

پس تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا اور تم میرا شکر ادا کرو اور میری نافرمانی نہ کرو۔ میں نے اپنے بندے کو وہ چیز عنایت کی ہے اگر جبریل و میکائیل (علیہما السلام) کو بھی عطا کرتا تو ایک بڑی نعمت ان پر تمام کر دیتا وہ یہ ہے:

فَاذْكُرُونِي اذْكُرْكُمْ

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

اللہ رب العزت نے محض اپنے لطف و کرم سے فرزند آدمی کو یہ سعادت عطا فرمائی کہ وہ خالق و مالک ہو کر اپنے بندے کو یاد کرتا ہے، جب بندہ اس کے ذکر میں رطب اللسان ہوتا ہے اور یہ سعادت اس نے کسی اور مخلوق کے مقدر میں نہیں فرمائی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي اَنَامَعَهُ حِينَ يَذْكُرُنِي فَاِنْ ذَكَرَنِي فِي

نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُ وَإِنْ
تَقَرَّبَ إِلَيَّ شَبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ
أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں جیسا وہ
میرے بارے میں کرے اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے اور اگر وہ مجھے اپنے
نفس میں یاد کرے تو میں اسے اپنے نفس میں یاد کروں گا اور اگر وہ مجھے کسی مجمع میں یاد کرے
تو میں اسے اس سے بہتر مجمع میں یاد کروں گا اور اگر وہ میری طرف ایک بالشت آئے تو میں اس
کے ایک گز نزدیک آؤں گا اور اگر وہ میری طرف ایک گز آئے تو میں اس کی طرف چار گز آؤں
گا اور اگر وہ میری طرف چلتا ہوا آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آؤں گا۔

بندہ جیسا اللہ کے بارے میں گمان کرے گا اللہ تعالیٰ کا ویسے ہی پائے گا۔ اگر بندے کا
اللہ کے بارے میں یہ گمان ہے کہ وہ بڑا رحیم و کریم ہے تو انشاء اللہ اس کی رحمتوں اور کرم نوازیوں
کی برسات ہوگی۔ اگر بندے کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے تو وہ اس ذات کبریا کی
طرف سے مغفرت و بخشش کی نوید سنے گا۔ اگر بندے کا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ستار و غفار ہے تو
پروردگار عالم اپنی نظر رحمت سے اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا۔ اگر یہ ایمان پختہ ہوا تو
روز قیامت اس کے گناہوں اور معصیتوں کی خبر کراماً کاتبین بلکہ اس کے جوارح کو بھی نہ ہوگی۔

(۱) صحیح مسلم صفحہ ۲۰۶۸-۲۰۶۹ جلد ۴

شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۲۰۶ جلد ۱/ مشکوٰۃ و قال متفق علیہ

بندہ جب اللہ وحدہ لا شریک کو یاد کرتا ہے تو یہ یقین رکھے کہ اس کا اللہ بھی اسے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے پروردگار کو خلوتوں میں یاد کرے گا تو اللہ رب العزت بھی اسے اس شان سے یاد کرے گا کہ کسی اور کو اس کی خبر تک نہ ہوگی۔

خلوت کا یہ ذکر ذکر قلبی سے عبارت ہے کیونکہ جو تنہائی میں بیٹھ کر زبان سے ذکر کیا جائے اس سے تو فرشتے واقف ہو جاتے ہیں۔ وہ ذکر خلوت نہ ہوگا بلکہ ذکر جلوت کہلائے گا۔

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي رَزِينٍ يَا أَبَجَارِزِينَ إِذْ خَلَوْتَ فَأَكْثِرْ ذِكْرَ اللَّهِ ۖ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابورزین سے ارشاد فرمایا اے ابورزین جب تم خلوت میں ہو تو اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔

امام بیہقی اس حدیث کی روایت کے بعد فرماتے ہیں:

الْأَغْلَبُ إِنَّ الْمُرَادِيَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ ذِكْرُ الْقَلْبِ لِثَلَايَكُونَ مِنْهُ فِي الْخَلْوَةِ ذَنْبٌ لَا يُسْتَطَاعُ فِي الْمَلَأِ ۚ

اغلباً اس حدیث پاک میں اس ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے تاکہ اس سے خلوت میں بھی وہ گناہ سرزد نہ ہو جو مجمع میں نہیں کیا جاسکتا۔

وہ ذکر الہی جس سے اللہ کے علاوہ اور کوئی واقف نہ ہو وہ بہت بہتر ذکر ہے۔

(۱) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۰۵ جلد ۱

(۲) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۰۵ جلد ۱

عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ وَخَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِي بَا.

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بہتر ذکر ذکر خفی ہے اور بہتر رزق وہ ہے جو کفایت کرے۔

انسان کے لیے یہ ذکر اس لیے بھی بہتر ہے کہ اس میں ریاکاری کا شائبہ تک نہیں۔ یہ ذکر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اس کا اجر اس ذات وحدۃ لا شریک سے اس طرح ہے کہ وہ بھی اسے یاد فرماتا ہی کہ کسی اور کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی۔

میان طالب و مطلوب رمزیت

کراماً کاتبین راہم خبر نیست

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى عَبْدِي إِذَا ذَكَرْتَنِي خَالِيًا ذَكَرْتُكَ خَالِيًا وَإِنْ ذَكَرْتَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُكَ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ وَأَكْثَرُ ۲.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندے جب تو میرا خلوت میں ذکر کرے گا تو میں تجھے خلوت میں یاد کروں گا اور اگر تو مجھے کسی مجمع میں یاد کرے گا تو میں تجھے اس سے بہتر اور زیادہ مجمع میں یاد کروں گا۔

(۱) موارد الطمان لزوائد ابن حبان صفحہ ۵۷۷

مسند الامام احمد صفحہ ۱۸۰-۱۸۷ جلد ۱/ شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۲۰۶ جلد ۱

(۲) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۲۰۶ جلد ۱

وہ ذکر جو خلوت میں ہو اس میں ریا کاری کا شائبہ تک نہیں ہوتا اور جو ذکر صرف پروردگار کے لیے ہو اس میں غفلت کا دخل کہاں۔

بیہقی وقت عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَاعْلَمْ أَيُّهَا الْأَخُ السَّعِيدُ أَنَّ الذِّكْرَ عِبَارَةٌ "عَنْ طَرْدِ الْغَفْلَةِ وَالْغَفْلَةُ هِيَ الْمَوْجِبَةُ لِلْقَسَاوَةِ فَكُلُّ أَمْرٍ مَشْرُوعٍ مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ تَفَكُّرٍ أُرِيدَ بِهِ وَجْهُ اللَّهِ تَعَالَى بِالْإِخْلَاصِ وَالْحَضُورِ فَهُوَ ذِكْرٌ" وَمَا كَانَ بِإِخْلَاصٍ فَهُوَ شِرْكٌ " وَمَا كَانَ بِغَفْلَةٍ فَغَيْرٌ مُعْتَدِبٍ ۱

اے میرے سعادت سے بہرہ ور بھائی اس بات کو خوب ذہن نشین کر لے کہ ذکر غفلت دور کرنے کا نام ہے اور غفلت قسادت قلبی کا موجب ہے۔ پس ہر کام جس کی شریعت مطہرہ میں اجازت ہے وہ قول ہو، فعل ہو یا تفکر اگر اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا کا اخلاص و حضور کیساتھ ارادہ کیا جائے تو وہ ذکر ہے اور جو قول و فعل یا تفکر بغیر اخلاص کے ہو وہ شرک ہے اور جو غفلت سے ہو وہ کسی گنتی و شمار میں نہیں۔

جو کام بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کیا جائے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں وہ بھی بڑا مقبول ہے۔ اگر عام لوگ مجمع لگا کر یا وہ گوئی اور قصہ خوانی میں مصروف ہو سکتے ہیں۔ غیبت اور طعنہ زنی کے ذریعے اپنی نیکیاں ضائع کر سکتے ہیں تو ایک مرد مومن لوگوں کے اجتماع میں ذکر الہی کیوں نہیں کر سکتا؟ ہو سکتا ہے اس ذکر کی بدولت اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے لوگوں کی تقدیریں بدل دے۔ کیونکہ اگر برائی اپنے اثرات بدرکھتی ہے تو نیکی بھی اثرات خیر سے مالا مال ہے۔

(۱) تفسیر مظہری للقاضی پانی پتی صفحہ ۱۵۱ جلد ۱

امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَاعْمَل رَجُلٍ عَمَلًا إِلَّا أَلْبَسَهُ اللَّهُ تَعَالَى رِدَاوَهُ إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ ۚ

آدمی جو بھی عمل کرے اللہ رب العزت اس کے بدلے اسے ایک چادر پہنا دیتے ہیں اگر عمل اچھا کیا تو خیر کی چادر اور اگر عمل برا کیا تو شر کی چادر پہنائی جاتی ہے۔
مجمع عام میں اخلاص و للہیت کے ساتھ ذکر الہی کرنے والے کو ہو سکتا ہے اللہ رب العزت وہ خیر بھری چادر پہنا دے جس کے اثرات تمام مجمع پر مرتب ہوں اور وہ امور فانیہ سے روگرداں ہو کر امور یقینیہ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

اللہ رب العزت اپنے وعدہ کے مطابق ایسے شخص کا ذکر اس سے بہتر اور بڑے مجمع میں فرماتا ہے۔ وہ انسان بڑا خوش قسمت ہے جسے خود خالق کائنات قدسیوں کے مجمع میں یاد فرمائے۔

ذکر الہی سے بندہ قرب الہی کی منزلیں طے کرتا ہے۔ اس حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ نے کس محبت بھرے انداز سے فرمایا میرا بندہ میرے ایک بالشت قریب ہوگا تو میں اس کے ایک گز قریب ہوں گا۔

اللہ رب العزت چلنے پھرنے اور دوڑنے سے پاک ہے جو چلے پھرے یا دوڑے وہ اور تو سب کچھ ہو سکتا ہے الہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کے بندے کی طرف متوجہ ہونے کو کس انداز سے بیان فرمایا یہ اس کی بندے سے کمال محبت کی دلیل ہے۔

(۱) الواہل الصیب لابن قیم صفحہ ۴۰

صاحب مشکوٰۃ رحمۃ اللہ علیہ نے باب ”ذِکْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالتَّقَرُّبُ اِلَيْهِ“ میں درج بالا حدیث پاک سے متصل ایک اور حدیث پاک ذکر کی ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیے:

وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى اَحْبَبْتُهُ فَاِذَا اَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِي لِاَعْطِيَنَّهُ وَلَئِنْ اَسْتَعَاذَنِي لِاَعِيذَنَّهُ ۚ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے رجل ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ کسی وقت میری بارگاہ میں دست سوال دراز کرے تو میں اسے ضرور عطا فرماتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ و حفاظت میں آنا چاہے تو میں ضرور اسے اپنی پناہ و حفاظت میں لیتا ہوں۔

صاحب مشکوٰۃ کا اس حدیث پاک کو باب الذکر میں تحریر فرمانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نوافل کی فہرست میں ذکر الہی بھی شامل ہے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ نوافل کی فہرست میں ذکر الہی سرفہرست ہے تو بات بالکل حقیقت کے مطابق نظر آتی ہے۔ کیونکہ تمام عبادات کا حسن ذکر الہی سے وابستہ ہے بلکہ تمام عبادات الہیہ کی روح رواں ذکر الہی ہے۔

(۱) المشکوٰۃ المصابیح وقال اخرجہ البخاری

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ فَقَالَ أَيُّ
الْجِهَادِ أَكْبَرُ أَجْرًا قَالَ: أَكْثَرُهُمْ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرًا قَالَ: فَأَيُّ الصَّالِحِينَ
أَكْبَرُ أَجْرًا قَالَ: أَكْثَرُهُمْ لِلَّهِ تَعَالَى ذِكْرًا ثُمَّ ذَكَرَ الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالْحَجَّ
وَالصَّدَقَةَ كُلَّ ذَلِكَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَكْثَرُهُمْ لِلَّهِ
تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرًا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمْرِيَا أَبَا حَفْصٍ! ذَهَبَ الذَّاكِرُونَ بِكُلِّ خَيْرٍ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَجَلٌ!

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک آدمی نے سوال کیا یا رسول اللہ! کونسا
جہاد اجر عظیم والا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا
ذکر کثرت سے کیا جائے۔ پھر اس نے پوچھا صالحین میں اعظم اجر والا کون ہے؟ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان میں سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنے والا، پھر اس نے نماز
زکوٰۃ حج اور صدقہ ہر ایک کے بارے میں سوال کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک
سوال پر یہی فرمایا ان میں سے اعظم اجر والا وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے ہو۔
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر سے فرمایا اے ابو حفص! اے عمر! ذکر الہی کرنے
والوں نے ہر خیر کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
فرمایا: (اے ابو بکر و عمر) ایسا ہی ہے۔

اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات عیاں ہوئی کہ تمام عبادات کا حسن
اور نکھار ذکر الہی میں ہے۔ اگر دیگر نوافل قرب الہی کی سعادت سے بہرور کرتے ہیں تو ذکر الہی

(۱) جمع الزوائد صفحہ ۷۷ جلد ۱۰

بطریق اولیٰ قرب الہی کی سعادت سے سرفراز کرتا ہے۔

ذکر الہی سے محبت الہی کو حاصل کیا جاتا ہے اور اللہ رب العزت جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کا فرمان ہے میں اس کے کان بنتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھیں بنتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔

اللہ رب العزت جسے اس سعادت سے لبریز فرماتا ہے وہ اپنے کانوں سے اسی وحدہ لا شریک کا کلام سنتا ہے اور اپنی آنکھوں سے اسی کے جمال و جلال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس مردِ حق آگاہ کے قریب بیٹھنے والا آدمی تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ مجھے دیکھ رہا ہے اور میری بات سن رہا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ وہ اس آدمی کے پردے میں کلام الہی کی ساعت سے مسحور ہو رہا ہے اور اسی کے پردے میں جمال الہی سے شاد کام ہو رہا ہے۔ اس شخص کا چلنا پھرنا، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، کلام کرنا اور بات سننا غیر حق کے لیے نہیں بلکہ غیر حق کا تو وہاں گزر تک نہیں، اس کا تو سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اس عنایت خداوندی سے سرشار بندہ مومن لوگوں میں ہوتے ہوئے بھی ان میں سے نہیں ہے۔ اس کے وجود کے ہر ذرے سے انوار الہیہ کی لہریں نکلتی ہیں اور وہ آیت الہی ٹھہرتا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ کی آیتیں تقدیریں بدل دیتی ہیں۔

قرب الہی کی سعادتوں سے مالا مال، جمال الہی کے مشاہدہ میں مستغرق عارف باللہ سلطان الاولیاء حضرت قاضی محمد سلطان عالم صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ ورضی عنہ چچیاں شریف کی مسجد میں تشریف فرما تھے، آپ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اور قریب ہی بیٹھے ہوئے ایک ارادتمند سے فرما رہے تھے اے دیکھو اور اسے قریب ہونے کا اشارہ بھی فرما رہے تھے۔ وہ آپ کے قریب ہوتا گیا اتنا قریب ہوا کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ آپ کے جسم سے مس کر گیا۔

اس نور بھری محفل نے یہ منظر دیکھا اور سنا کہ اس کے جسم کا وہ حصہ ہو حضور قبلہ عالم سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جسم اطہر سے مس کر گیا تھا اس سے اللہ اللہ کی آواز آنا شروع ہو گئی۔

سُبْحَانَ مَنْ شَرَّفَ بِهَذِهِ السَّعَادَةِ عِبَادَةَ الصَّالِحِينَ الْمُقَرَّبِينَ.

امام فخر الدین رازی اسی حدیث پاک کی توضیح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَهَذَا الْخَبْرُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ فِي سَمْعِهِمْ نَصِيبٌ لِغَيْرِ اللَّهِ لَا فِي بَصَرِهِمْ وَلَا فِي سَائِرِ أَعْضَائِهِمْ أَذْ لَوْ بَقِيَ هُنَاكَ نَصِيبٌ لِغَيْرِ اللَّهِ لَمَا قَالَ أَنَا سَمِعُهُ وَبَصَرُهُ ۚ

یہ حدیث پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مقربین بارگاہ الہی کی سمع میں غیر اللہ کا کوئی حصہ نہیں رہتا اور نہ ہی ان آنکھوں میں غیر خدا کا کوئی حصہ رہتا ہے اور نہ ہی ان کے تمام اعضاء میں۔

اگر ان کے اعضاء میں غیر خدا کا کچھ بھی دخل رہتا تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ میں ان کے کان اور آنکھیں ہوں۔

ذکر الہی وہ ہے کہ جو اس کے نشہ سے مخمور ہوتا ہے اسے دنیا اور اصحاب دنیا سے کوئی سروکار نہیں رہتا وہ تجلیات الہیہ کے مشاہدہ میں اس درجہ مستغرق ہوتا ہے کہ اسے دنیا و مافیہا کی فکر نہیں رہتی۔

اس کا اپنا وجود فنا ہو جاتا ہے اور وہ اللہ الباقی کے انوار سے بقا حاصل کر لیتا ہے۔

(۱) التفسیر الکبیر للامام الرازی صفحہ ۱۰ جلد ۲۱

یہی امام موصوف رقمطراز ہیں:

وَكَذَلِكَ الْعَبْدُ إِذَا وَاطَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ إِلَى الْمَقَامِ الَّذِي يَقُولُ
اللَّهُ كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا فَإِذَا صَارَ نُورٌ جَلالِ اللَّهِ سَمْعًا لَهُ سَمِعَ الْقَرِيبَ
وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ النُّورُ بَصْرًا لَهُ رَأَى الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ
النُّورُ يَدًا لَهُ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِيدِ وَالْقَرِيبِ ۚ

اور ایسے ہی بندہ خدا جب اطاعات الہیہ پر مواظبت اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ جس کے بارے میں اللہ فرماتا ہے میں اس کے کان اور آنکھیں بن جاتا ہوں۔ پس جب اللہ کے جلال کا نور اس کے کانوں میں سرایت کرتا ہے تو وہ قریب و بعید کو سنتا ہے اور جب یہی نور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے تو وہ ہر قریب و بعید کو دیکھتا ہے اور جب یہی نور اس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ صعب و سہل اور قریب و بعید ہر چیز میں تصرف پر قادر ہو جاتا ہے۔

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ شاید اسی مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود ۲

ذکر الہی سے قرب الہی کی منزلیں طے ہوتی ہیں اور قرب الہی کے ثمرات سے ہے کہ جلال و جمال الہی کا نور اس کے اعضاء و وجود میں سرایت کر جاتا ہے پھر اس کا حکم خدائی حکم کہلاتا ہے۔

(۱) التفسیر الکبیر للفقہ الرازی صفحہ ۹۱ جلد ۲۱

(۲) مثنوی مولوی معنوی از عارف باللہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ

غالب و کار آفریں کار کشا کار ساز

(بال جبریل صفحہ ۹۶ از ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ کا یہ ازلی وعدہ ہے:

فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ.

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر ادا کرو اور میری نافرمانی نہ کرو۔

انسان اللہ رب العزت کو یاد کرتا ہے تو اللہ بھی اسے یاد کرتا ہے۔ انسان کے یاد کرنے

کے طریقے مختلف ہیں تو اللہ تعالیٰ کے یاد کے طریقے بھی مختلف ہیں۔ وہ جس رنگ میں اللہ کو یاد کرے اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر رنگ میں یاد فرماتا ہے۔

فخر العلماء الوارثین امام فخر الدین رازی، مفسر قرآن امام نظام الدین حسن بن محمد

نیشاپوری اور علامہ ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی غرناطی رحمہم اللہ تعالیٰ رحمہ واسعہ ”فَاذْكُرُونِي

اَذْكُرْكُمْ“ کے ضمن میں جو کچھ تحریر فرماتے ہیں اہل ذوق کے لیے یہاں ذکر کرتا ہوں:

اَذْكُرُونِي بِطَاعَتِي اَذْكُرْكُمْ بِرَحْمَتِي

اَذْكُرُونِي بِالِدُّعَاءِ اَذْكُرْكُمْ بِالْاِجَابَةِ وَالْاِحْسَانِ

اَذْكُرُونِي بِالشَّانِ وَالطَّاعَةِ اَذْكُرْكُمْ بِالشَّانِ وَالنِّعْمَةِ

اَذْكُرُونِي فِي الدُّنْيَا اَذْكُرْكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

اَذْكُرُونِي فِي الْخَلْوَاتِ اَذْكُرْكُمْ فِي الْقُلُوبِ

اَذْكُرُونِي فِي الرَّخَاءِ اَذْكُرْكُمْ فِي الْبَلَاءِ

أَذْكُرُونِي بِمُجَاهِدَتِي أَذْكُرْكُمْ بِهِدَايَتِي

أَذْكُرُونِي بِالصِّدْقِ وَالْإِحْلَاصِ أَذْكُرْكُمْ بِالْخَلَاصِ وَمَزِيدِ الْإِحْتِصَاصِ

أَذْكُرُونِي بِالرَّبُوبِيَّةِ فِي الْفَاتِحَةِ أَذْكُرْكُمْ بِالرَّحْمَةِ وَالْعَبُودِيَّةِ فِي الْخَاتِمَةِ ۱

اطاعت خداوندی میں صبح و شام بسر کرنے والے خوش نصیب کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے یاد کرتا ہے۔ اطاعت خداوندی میں جتنی گہرائی آتی جائے گی رحمت خداوندی بھی اتنی ہی جو بن پر آئے گی، وہ جہاں جہاں سے گزرے گا اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اسے اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہوں گی۔ وہ جہاں بیٹھے گا تو اس پر اللہ کی کرم نوازیوں کی بارشیں مسلسل برستی رہیں گی جس سے وہ خود ہی نہیں بلکہ وہ افراد بھی جو اس کے پاس بیٹھے ہوں گے بلکہ زمین کا وہ خطہ بھی سیراب ہوگا۔ خشک اور پتھر دل اس کی برکت سے تروتازہ اور نرم دل بن جائیں گے، مردہ دل اس کی برکت سے حیات نو پائیں گے۔

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا.

اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو وہ یقیناً عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے۔

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ. ۲

(۱) التفسیر الکبیر لفخر الدین الرازی صفحہ ۱۶۲ جلد ۴

البحر المحیط لابن حیان اندلسی صفحہ ۴۳۶ جلد ۱ (کچھ حصہ)

غرائب القرآن لنظام الدین صفحہ ۴۹ جلد ۲

(۱) سورہ النور آیت ۵۲

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس سے تقویٰ اختیار کرتا ہے پس یہی وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو کامیاب و کامران ہیں۔

اطاعت خداوندی سے اللہ کو یاد کرنے والا کتنے بختوں والا ہے ملاحظہ ہو:

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ
وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۚ

اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں تو یہ خوش نصیب ان لوگوں کیساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء صدیقین شہد اور صالحین اور کتنے اچھے ساتھی ہیں۔

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۚ

اور جو آدمی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے تو اللہ سے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہوں گی ہمیشہ رہیں گے ان جنتوں میں اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

بندہ دعا کے ذریعے اپنے خالق و مالک کو یاد کرے تو وہ رحمن و رحیم جل جلالہ قبولیت کی صورت میں اسے یاد کرتا ہے۔ دعا کو صرف قبول ہی نہیں کرتا بلکہ اس پر احسان بھی فرماتا ہے۔ وہ ذات کریم ہے اس کے در اقدس پر جو بھی اپنے ہاتھوں کو پھیلاتا ہے محروم نہیں رہتا۔

(۱) سورہ النساء آیت ۶۹

(۲) سورہ النساء آیت ۱۲

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبَّكُمْ حَيٌّ "كَرِيمٌ" يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا ۱

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً تمہارے رب میں بدرجہ اتم حیا و کرم کا وصف ہے۔ جب بندہ اس کی بارگاہ میں مانگنے کے لیے اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو اس کو شرم آتی ہے کہ انہیں خالی لوٹائے۔

بندہ جھولی پھیلا کر اسے یاد کرتا ہے تو وہ کریم جھولی بھر کر اسے یاد کرتا ہے۔ بندہ اپنے طرف کے مطابق مانگ کر اسے یاد کرتا ہے تو وہ اس کے تخیل سے بڑھ کر اسے نواز کر یاد کرتا ہے۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ "أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَا" ۲

جب پوچھیں آپ سے (اے میرے حبیب) میرے بندے میرے متعلق تو (انہیں

بتاؤ) میں ان کے بالکل نزدیک ہوں، قبول کرتا ہوں دعا، دعا کرنے والے کی جب وہ دعا مانگتا ہے مجھ سے۔

کشت ایمان کی تازگی کیلئے مفسر قرآن حضور ضیاء الامۃ دامت برکاتہم و فیوضاتہم کی تحریر فرمودہ تشریح ملاحظہ ہو:

کتنی پیاری آیت ہے، ہجوم بلا میں، طوفانِ مصائب میں، گردابِ ہلاکت میں گھرے ہوئے شکستہ دل اور پریشاں حال انسان کے لیے ان چند لفظوں میں اطمینان و سکون کا کیا روح پرور پیغام ہے۔

(۱) الجامع الترمذی - السنن لابی داؤد

(۲) سورہ البقرہ آیت ۱۸۶

آپ غور فرمائیے! اِنِّی قَرِیْبُ کے دو لفظوں میں راحت و اطمینان کی ایک دنیا سمیٹ کر رکھ دی گئی ہے، کسی فصل بہار کی نسیم سحر میں کسی ابر نیساں کے حیات بخش قطروں میں وہ اثر کہاں جو اثر ان دو لفظوں میں ہے۔ دکھ درد کا مارا جب یہ سنتا ہے میرا مالک! میرا خالق مجھ سے الگ تھلگ کہیں دور نہیں کہ اسے میرے حال کا علم نہ ہو، رنج و الم کی خبر نہ وہ بلکہ وہ قریب ہے، بالکل قریب رگِ جاں سے بھی زیادہ نزدیک تو اسے کتنا قرار آ جاتا ہے۔

تمہاری زبان پر آئی ہو بات تو کیا تمہارے دل میں منہ چھپائے ہوئے اسرار جو قوت گویائی کو اپنا چہرہ دکھانے سے شرماتے ہیں افکار اور اندیشوں کے وہ نازک و لطیف آگینے جو ہوائی صوتی لہروں کو بھی برداشت نہیں کر سکتے، ان سب کو وہ جانتا ہے۔ وہ قادر بھی ہے رحمن و رحیم بھی، تم دست سوال دراز تو کرو، تم دامن طلب پھیلا کر تو دیکھو، تم دل کے ہاتھوں سے اس کے در رحمت پر دستک تو دو وہ سنے گا، تمہاری فریاد وہ قبول کرے گا تمہاری دعا وہ بدل دے گا تمہاری بگڑی ہوئی قسمت۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا انسان پر فرض ہے۔ جس اللہ نے ہر قسم کی نعمتیں انسان کے لیے پیدا کیں اس ذات کبریا کی تعریف و توصیف کرنا ہر فرد بشر پر لازم ہے۔ بندہ حمد و ثناء کے کلمات ادا کر کے اس کی تعریف کر سکتا ہے۔

اس کے پاک کلام کی تلاوت اسی کی تعریف کے زمرہ میں آتی ہے۔

اس کے محبوب حجازی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاکیزہ کلام کو حرز جاں بنایا بھی درحقیقت اسی اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔

(۱) ضیاء القرآن لفضیاء الامۃ صفحہ ۱۲۶ جلد ۱

اس کی تخلیقات میں غور و فکر کر کے اس کی ربوبیت کا اقرار اس کی عمدہ تعریف ہے۔ صبح و شام اسی کی تسبیح و تقدیس کے ترانے گانا اور اسی کی تمہید و تمجید کا ورد کرنا اسی کی تعریف ہے۔
الغرض کسی رنگ میں بھی اس کی ثنا گسٹری کی جائے اسی کی حمد و ثنا کے زمرے میں آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مصروف رہنے والے کو اللہ بھی اچھے ناموں سے یاد فرماتا ہے اور
فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ کا وعدہ پورا فرماتا ہے۔

اللہ رب العزت کبھی اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لیے مخلوق کی زبان استعمال فرماتا ہے۔ یعنی جو سعید روح ہر وقت ذکر الہی میں مگن رہتی ہے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اس کی غذا بن جاتی ہے، رب کی تعریف و توصیف کے بغیر اسے چین و سکون نہیں آتا تو مخلوق خدا بحکم خداوندی اس کی تعریف و توصیف میں مگن ہو جاتی ہے۔

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف کے جو ترانے چار دانگ عالم میں بج رہے ہیں اور آپ کے ذکر پاک کا پھریرا عرش اعلیٰ پر لہرا دیا ہے قدسیوں کی زبانیں اور اشرف المخلوقات کے دل آپ کے ذکر کی مہک سے معطر ہیں یہ خدائی وعدہ
اَذْكُرْكُمْ (میں تمہیں یاد کروں گا) کی ایک جھلک ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور نیابت میں ذکر الہی میں اپنی زندگیاں وقف کرنے والے

غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی

عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری

حضرت قدوۃ الاولیاء قاضی محمد فتح اللہ صدیقی

حضرت عارف باللہ خواجہ محمد سلطان عالم

فرید ملت حضرت فرید الدین مسعود شکر گنج وغیرہم اکابر اولیاء اکرام رحمہم اللہ رحمۃ واسعة

کی تعریف و توصیف میں آج مخلوق خدا رطب اللسان ہے یہ خدائی وعدہ کی تکمیل ہے۔ ان نفوس قدسیہ نے اپنی حیات مستعار کے تمام لمحات میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اب اللہ تعالیٰ انہیں وہ عزتیں اور رفعتیں عطا فرما رہا ہے کہ جن کا اس دنیا میں رہ کر تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

صحیح مسلم کی روایت کردہ درج ذیل حدیث پاک کے ذریعے بھی اس وعدہ الہی کو سمجھیے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَقَالَ إِنِّي أَحِبُّ فُلَانًا فَاحِبَّهُ. قَالَ فَيَحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاحِبُّوهُ فَيَحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوَضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل امین کو بلاتا ہے اور اسے

فرماتا ہے میں اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ پس جبریل آسمان

میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تو بھی اس سے محبت

کرو۔ پس آسمان کی ساری مخلوق اس سے محبت کرتی ہے پھر زمین میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے اور لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

آسمان وزمین والوں کے دل بحکم الہی اس بندہ خدا کی محبت سے لبریز ہو جاتے ہیں جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں مصروف رہتا ہے اور اس کے ذکر سے اپنی مشام جاں کو معطر رکھتا ہے۔ پھر آسمان وزمین والے اس کے تذکرے اپنی اپنی محفلوں میں کرتے ہیں۔

مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهُ.

جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو اس کا ذکر بھی کثرت سے کرتا ہے۔

أَذْكُرُونِي بِالشَّاءِ وَالطَّاعَةِ - أذْكُرْكُمْ بِالشَّاءِ وَالنِّعْمَةِ.

تم مجھے حمد و ثناء اور اطاعت سے یاد کرو میں تمہیں ذکر خیر اور انعام و اکرام سے یاد کروں

گا۔

ذکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کن کن نعمتوں سے بہرہ ور فرماتا ہے اس کی حقیقت تو دینے والا جانے یا لینے والا۔ اس دنیا میں ہمیں ظاہری آنکھوں سے جو کچھ نظر آتا ہے ان فقیرانہ لباس میں ملبوس مسکین صورت شاہوں کے درباروں میں اس کی دانی جھلک دیکھی جاسکتی ہے:

يَأْكُلُ عَلَى مَائِدَةِ السَّيِّدِ آدَمَ الْبُنُورِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ كُلَّ يَوْمٍ أَلْفُ رَجُلٍ

وَيَمْشِي فِي رِكَابِهِ أُلُوفَ الرِّجَالِ وَمِائَاتٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ.

حضرت عارف باللہ سید آدم بنوری رحمۃ اللہ کے دسترخوان پر روزانہ ایک ہزار آدمی

کھانا کھاتا تھا اور آپ کے رکاب میں ہزاروں آدمی اور سینکڑوں علماء چلتے تھے۔

(۱) ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین لابی الحسن الندوی صفحہ ۲۳۶

جب یہی مرد حق آگاہ اور خود آگاہ لاہور میں وارد ہوا تو اس منظر کا چشم تصور سے مشاہدہ

کیجئے:

وَلَمَّا دَخَلَ السَّيِّدُ فِي لَاهُورَ عَامَ ١٠٥٣ هـ كَانَ فِي مَعِيَّتِهِ عَشْرَةُ آلَافٍ
مِنَ الْأَشْرَافِ وَالْمَشَائِخِ وَغَيْرِهِمْ ۱

جب سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۵۳ھ میں لاہور میں وارد ہوئے تو آپ کے ہمراہ دس
ہزار اشراف و مشائخ عظام وغیرہ تھے۔

یہ ذکر الہی کی برکت تھی جب اللہ تعالیٰ نے انہیں جو ابایا دیکھا تو اطراف عالم میں ان
کا شہرہ ہوا اور لوگ ان کے گرویدہ ہوتے چلے گئے۔

خانوادہ مجددی جنہوں نے ذکر و فکر کے مے خانے کھول دیے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں
جن انعامات و اکرامات سے سرفراز فرمایا اس کی ادنیٰ سی جھلک پیش خدمت ہے:

وَهَذَا الشَّيْخُ مُحَمَّدٌ مَعْصُومٌ ابْنُ الشَّيْخِ الْكَبِيرِ أَحْمَدَ السَّرْهَنْدِيِّ قَدْ
بَايَعَهُ وَتَابَ عَلَى يَدِهِ تِسْعِمِائَةَ أَلْفٍ مِنَ الرِّجَالِ وَاسْتَخْلَفَ فِي دَعَاءِ الْخَلْقِ إِلَى
اللَّهِ وَارْشَادِ النَّاسِ وَتَرْبِيَتِهِمُ الدِّينِيَّةَ سَبْعَةَ آلَافٍ مِنَ الرِّجَالِ وَهَذَا ابْنُ الشَّيْخِ
سَيْفُ الدِّينِ السَّرْهَنْدِيُّ كَانَ يَأْكُلُ عَلَى مَائِدَةٍ أَلْفٍ ۲ وَارْبَعِمِائَةَ رَجُلٍ
وَيَقْتَرِحُونَ الْأَطْعِمَةَ وَيَتَخَيَّرُونَهَا ۳

(۱) ماذا خسر العالم لابى الحسن الندوة صفحہ ۲۳۶ (الذکرۃ الآدمیہ)

(۲) نزہۃ الخواطر للشیخ عبدالحی الحسنی المجلد الخامس

اور ان جلیل القدر شیخ حضرت خواجہ محمد معصوم بن شیخ الکبیر حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے دست مبارک پر ۹ لاکھ آدمیوں نے توبہ کی اور بیعت کا شرف حاصل کیا اور آپ نے مخلوق کو اللہ کی طرف دعوت دینے، لوگوں کو راہ حق دکھانے اور ان کی دینی تربیت کے لیے نوہزار افراد کو خلافت سے سرفراز کیا۔

اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی کے دسترخوان پر چودہ سو افراد کھانا کھاتے تھے اور کھانے اس کثرت سے ہوتے تھے کہ انہیں کھانے کی پسند کا اختیار حاصل تھا۔

إِزْدَهُمَ النَّاسُ عَلَى الشَّيْخِ خَالِدِ الْكُرْدِيِّ فِي بَغْدَادَ يَتُوبُونَ عَلَى يَدَيْهِ
وَيَسْتَفِيدُونَ مِنْهُ وَأَخْبَرَ شَيْخَهُ فِي رِسَالَةٍ كَتَبَهَا إِلَيْهِ أَنَّ مِائَةَ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْفُحُولِ
قَدْ تَخَرَّجُوا عَلَيْهِ وَأَنَّ خَمْسِمِائَةَ مِنْ كِبَارِ الْعُلَمَاءِ قَدْ دَخَلُوا فِي بَيْعَتِهِ وَأَمَّا الْعَوَامُ
وَالْخَوَاصُ فَلَا يَأْتِي عَلَيْهِمُ الْحَضْرُ ۲

سرزمین بغداد میں حضرت خواجہ شیخ خالد کردی رحمۃ اللہ کی خدمت اقدس میں لوگوں کا اڑدھام کثیر ہو گیا وہ آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتے تھے اور آپ سے استفادہ کرتے تھے اور آپ نے اپنے شیخ مکرم حضرت خواجہ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط لکھ کر ذکر فرمایا کہ ایک سوچید علماء منازل سلوک کی تکمیل کر چکے ہیں اور پانچ سو علماء عظام آپ کی بیعت اختیار کر چکے ہیں لیکن عوام و خواص انکی تعداد گنتی سے وراہ ہے۔

(۱) ماذا خسر العالم لابى الحسن الندوى صفحہ ۲۳۶

(۲) ماذا خسر العالم لابى الحسن الندوى صفحہ ۲۳۷

چشم فلک نے ایسے نظارے کئی مرتبہ دیکھے کہ بادشاہوں کے درباروں سے بڑھ کر مقربین بارگاہِ الہی کے آستانوں میں رونق ہے، وجہ واضح ہے کہ ان بوریائیں مردانِ باخدا نے اللہ کا ذکر عمدہ شان سے کیا اور اللہ رب العزت نے جواباً جب ان کا ذکر کیا تو مخلوق خدا ان کی قدم بوسی کے لیے دیوانہ وار دوڑتی چلی آئی۔

سر سید احمد خاں بیان کرتے ہیں:

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ شیخ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ کے دست مبارک پر روم، شام، بغداد اور حبشہ کے بے شمار لوگوں نے بیعت کی اور قرب و جوار مثلاً ہندوستان اور افغانستان کے لوگ تو آپ کی بارگاہ میں ایسے آتے تھے جیسے ٹڈی دل ہو اور آپ کے آستانہ مبارک پر پانچ سو (۵۰۰) آدمی مقیم تھے جن کے نان و نفقہ آستانہ عالیہ کے ذمہ تھا۔

أَذْكُرُونِي بِالشَّاءِ وَالطَّاعَةِ أَذْكُرْكُمْ بِالشَّاءِ وَالنِّعْمَةِ

—☆—

أَذْكُرُونِي فِي الدُّنْيَا أَذْكُرْكُمْ فِي الْآخِرَةِ

تم مجھے دنیا میں یاد کرو میں تمہیں آخرت میں یاد کروں گا۔

فانی دے کر باقی لینے والا بڑا دانا و بینا انسان ہے۔ دنیا فانی ہے ختم ہونے والی ہے۔ آخرت باقی ہے ہمیشہ رہنے والی ہے۔ جو دنیا کے چند سانس ذکرِ الہی میں بسر کرتا ہے اللہ رب العزت اسے باقی رہنے والی آخرت میں یاد فرمائے گا اور آخرت میں جسے اس کا پروردگار یاد رکھے اسے کسی فکر و تردد کی ضرورت نہیں۔

(۱) ماذا خسر العالم، آثار الصنادید

حدیث پاک میں ہے:

قیامت کے دن ایک مفلس و بدکار آدمی جو اپنے اعمال کے سبب مایوس ہو چکا ہوگا اس آدمی سے اللہ فرمائے گا کیا تو فلاں محلہ میں فلاں عارف کو پہچانتا تھا؟ وہ جواب دے گا ہاں (میرے مولا میں اسے پہچانتا تھا) اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھے اس کے طفیل بخش دیا۔

(نہجۃ الانس للعارف الجامی صفحہ ۱۷۵- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ للتوکل صفحہ ۲)

بندے نے دنیا میں اللہ کو یاد کیا اللہ رب العزت آخرت میں اسے اس طرح یاد فرمائے گا کہ بد کرداروں اور ناداروں کو محض اس کی شناخت کے طفیل بخش دے گا۔

-☆-

أَذْكُرُونِي فِي الْخَلَوَاتِ أذْكُرْكُمْ فِي الْفَلَوَاتِ

تم مجھے خلوت کدوں میں یاد کرو میں تمہیں وسیع بیابانوں میں یاد کروں گا۔

گوشہ تنہائی میں ذکر الہی کو اپنا مونس و غمخوار بناؤ، خلوت کدوں کو اللہ کے ذکر سے منور کر دو۔ تنہائی کے لمحات میں ذکر الہی کے مے کا مزہ لو۔ دنیا کی رونقوں سے دور جب الگ تھلک بیٹھو تو ذات کبریا کو اپنا جلیس و ہمنشین بناؤ۔ پھر وہ جو اباً بیابانوں میں تمہارا ذکر کرے گا۔ صحراؤں کی وسعتوں میں جہاں ہو کا عالم ہوگا وہاں تمہاری یاد کے چرچے ہوں گے۔ اگر تم کسی وقت کسی جنگل میں بھٹک جاؤ تو اللہ کی یاد تمہیں بھٹکنے نہیں دیگی وہ تمہارا مونس و غمخوار ہوگا۔

رب العزت کا ذکر الہی کرنے والے کو بیابانوں میں یاد کرنا اس کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے:

۱۔ وہ خلوت میں اللہ کو یاد کر رہا ہو پروردگار عالم صحراؤں، بیابانوں اور جنگلوں کی جملہ مخلوقات کو حکم دے کہ تم اس ذکر کو یاد کرو، اس کیلئے استغفار کرو اور جب تک بندہ خدا ذکر الہی

کرتا رہے مخلوق خدا اس کے لیے بارگاہِ خداوندی میں دست بدعا رہے جیسے لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا:

إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَمَلَائِكَتُهُ وَأَهْلُ سَمَوَاتِهِ وَأَرْضِهِ حَتَّى النَّمْلَةِ فِي
حَجْرِهَا حَتَّى الْحَوْتِ فِي بَحْرِهَا لِيُصَلُّوا عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرِ.

یقیناً اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے فرشتے آسمانوں اور زمین میں بسنے والی مخلوق حتیٰ کہ
چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی اپنے سمندر میں لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے کیلئے دعائیں کرتی
رہتی ہیں۔

اگر مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرِ کو یہ رتبہ مل رہا ہے تو ذکر الہی سے سرشار اور توحید الہی کے نہ
سے مست فرزند آدم کو یہ سعادت بھی مل سکتی ہے کہ بیابانوں کے جانور اور ریت کے ذرے اس
کے لیے دعا مغفرت اور دفع الدرجات کرتے ہیں۔

۲۔ خلوتوں میں یاد الہی کی قندیل فروزاں کرنے والا اگر کسی جنگل میں کسی مصیبت میں
پھنس جائے تو اللہ کی یاد کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت سے رہائی کے اسباب پیدا
فرمائے گا۔

ایک عجمی جوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کے ارادہ سے مدینہ منورہ آیا۔ اسے معلوم
ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی جنگل میں سو رہے ہیں۔ تھوری سی تلاش کے بعد دیکھا کہ وہ
خاک پر کوڑا زیر سر رکھے سو رہے ہیں۔ اس (کفر و نفرت سے بھرے ہوئے) جوان نے آپکو
اس عالم میں قتل کرنے کا پختہ ارادہ کیا اور تلوار میان سے باہر نکالی، اچانک دو شیر نمودار ہوئے اور

(۱) احیاء العلوم الدین لمام الغزالی صفحہ ۱۰ جلد ۱

اس کی جانب لپکے اس کی چنجیں نکل گئیں۔ حضرت عمر بیدار ہوئے۔ اس عجمی جوان نے سارا واقعہ عرض کیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کینز جس کا نام زایدہ تھا ایک دن لکڑیاں چننے کی غرض سے جنگل روانہ ہوئی اور لکڑیاں اکٹھی کرنا شروع کر دیں، اس نے اچانک ایک سوار کو آسمان سے زمین پر اترتے دیکھا اور اس نے کہا:

اے زایدہ! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں خازنِ جنت رضوان کا سلام عرض کرنا اور کہنا:

آپ کی امت کے تین گروہ ہوں گے۔

ایک گروہ بلا حساب جنت میں جائے گا۔

دوسرے گروہ کا حساب آسان کر دیا جائے گا۔

تیسرا گروہ آپ کی شفاعت سے بخش دیا جائے گا۔

یہ کہہ کر پھر وہ آسمان کی طرف بلند ہوا اور دیکھا کہ زایدہ لکڑیاں اٹھانے سے قاصر

ہے۔ اس سوار (جنت کے منتظم فرشتے رضوان) نے کہا:

زایدہ! لکڑیوں کا یہ گٹھا اس پتھر پر رکھ دے۔

پھر پتھر سے کہا:

یہ گٹھا زایدہ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچا دے۔ پتھر خود بخود لکڑیاں

لیے ہوئے حضرت عمر کے گھر تک آ گیا۔

(۱) کشف المحجوب للعارف البجوری رحمہ اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی تو صحابہ کرام کی معیت میں اُٹھے اور حضرت عمر کے دروازے تک پتھر کے آنے کے نشانات دیکھے۔

-☆-

أَذْكُرُونِي فِي الرَّخَاءِ أَذْكُرْكُمْ فِي الْبَلَاءِ

تم مجھے خوشحالی میں یاد کرو جب تم پر مصیبت آئے گی اس وقت میں تمہیں یاد کروں گا۔
خوشحالی اور فارغ البالی کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم پر موقوف ہے ورنہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ مال و دولت اور اقتدار کی فراوانی انسان کو فرعون بنا دیتی ہے۔ اسے نہ خدا یاد رہتا ہے اور نہ خدا کا رسول۔ وہ حقوق اللہ کو پس پشت ڈال دیتا ہے اور حقوق العباد کو بھی پا مال کرتا ہے۔ لیکن جو فرد بشر خوشحالی کے وقت اپنے پروردگار کو یاد رکھے۔ جب مال و دولت کی فراوانی ہو اس کا سر نیاز اللہ کے دربار میں اور جھک جائے تو وہ عظیم انسان ہے۔
جو آدمی خوشحالی میں اللہ رب العزت کو یاد رکھے۔ اس کی جبین نیاز اسی ذات کبریا کی بارگاہ میں جھکے تو جب اس پر تنگدستی کا وقت آئے یا مصیبت و پریشانی کا وقت آئے تو اللہ رب العزت اپنے وعدہ کے مطابق اسے ان لمحات میں ضرور یاد فرماتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت نے بے حساب مال و دولت عطا فرمایا تھا اور وہ بھی راہِ خدا میں بے دریغ لٹاتے تھے کوئی بھی سائل ان کے دربار سے محروم نہ جاتا تھا۔ ان کی ان خصوصیات کے پیش نظر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر جو کرم کیا اس کا مشاہدہ کیجئے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو دیکھا اول رات سے لے کر طلوع فجر تک کہتے رہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي رَضِيْتُ عَنْ عُثْمَانَ عَنْهُ فَارْضَ لِي

جب ان پر پریشانی کا وقت آیا بلوائیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا آپ کا پانی بند کر دیا اور آپ کو شہید کرنے کے درپے ہوئے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق انہیں یاد کیا۔ اس خدائی یاد کا انوکھا انداز

ملاحظہ ہو:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب دشمنوں نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو محصور کر دیا تو میں آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوا۔

آپ نے فرمایا: بھائی! بہت اچھا کیا آگے ہو۔

میں نے اس کھڑکی میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ آپ

نے فرمایا:

عثمان! تمہیں ان لوگوں نے محصور کر رکھا ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اس پر آپ نے ایک ڈول پانی کا لٹکا یا جس سے میں نے پانی پیا اس پانی کی ٹھنڈک

اب تک میرے دونوں شانوں اور چھاتیوں کے درمیان محسوس ہو رہی ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

(۱) تکریم المومنین از نواب صدیق حسن خان بھوپالی صفحہ ۸۵

اگر تم چاہو تو ان کے مقابلہ میں مدد کی جائے اور اگر تمہارا دل چاہے تو یہاں ہمارے پاس آ کر افطار کرو۔

میں نے عرض کی:

یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ کی خدمت میں حاضری چاہتا ہوں۔

اسی دن آپ کو تلاوت قرآن کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی خوشحالی کے دور میں اپنے پروردگار کو یاد کیا تو اللہ رب العزت نے اپنے وعدہ کے مطابق مصیبت میں انہیں یاد کیا اور خدائی یاد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالت بیداری میں دیدار کا روپ دھا رگئی اور شہادت کی موت مقدر کر گئی۔

-☆-

أَذْكُرُونِي بِمُجَاهِدَتِي أَذْكُرْكُمْ بِهِدَايَتِي

تم مجھے جہاد و مجاہدہ سے یاد کرو میں تمہیں اپنی ہدایت سے یاد کروں گا۔

کفار و مشرکین مسلمانوں کے ظاہری دشمن ہیں اور نفس و شیطان اس کے باطنی دشمن ہیں۔ ظاہری و باطنی اعداء کے خلاف جہاد کا حکم ہے اور جو سعید روح ان کے خلاف علم بغاوت بلند کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے حریم ناز تک رسائی کے راستوں پر گامزن کر دیتا ہے اور اپنی تجلیات سے بہرہ ور فرماتا ہے۔

الْجِهَادُ وَالْمُجَاهِدَةُ : اسْتِفْرَاغُ الْوَسْعِ فِي مُدَافَعَةِ الْعَدُوِّ

(۱) زیارت نبی بحالت بیداری از محمد عبد المجید صدیقی صفحہ ۸۵

دشمن کے مقابلہ میں اپنی ساری قوت و طاقت کا استعمال کرنے کا نام جہاد اور مجاہدہ ہے۔
شہر انطاکیہ میں لوگوں کی ہدایت کے لیے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے اپنے دو حواری روانہ فرمائے۔ لوگوں نے ان دونوں کو جھٹلادیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
ان دونوں کی اعانت کے لیے ایک تیسرے حواری کو روانہ کیا لیکن وہ بد قسمت لوگ نہ مانے اور وہ
انہیں اپنے لیے فال بد سمجھنے لگے اور یہاں تک دھمکی دی کہ اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں پتھر مار مار کر
ہلاک کر دیا جائے گا اور تمہیں دردناک اذیتیں برداشت کرنا پڑیں گی۔ شہر انطاکیہ کے پرلے
کنارے سے ایک مومن حالات کی نزاکت کو سمجھتا ہوا ان کے پاس آیا:

قال يقوم اتبعوا المرسلین اتبعوا من لا یستلکم اجرا و هم یتھدون۔

اس مومن نے کہا اے میری قوم پیروی کرو رسولوں کی اور اتباع کرو ان مقدس افراد کی
جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

اس مرد مجاہد نے یہاں تک بس نہ کی بلکہ مزید کہا:

میں اس پروردگار کی عبادت کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا فرمایا اور ہم سب نے اسی کی
طرف پلٹ کر جانا ہے۔ پھر اس نے ان کے بتوں کی مذمت شروع کر دی۔

لوگ تو پہلے ہی مشتعل تھے ادھر ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا ادھر اس مرد حق آگاہ نے کہا:

اِنِّیْ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاَسْمَعُوْنَ ۲

کان کھول کر سن لو میں اس پروردگار پر ایمان لا چکا ہوں جس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے۔

(۱) سورہ یسین آیت ۲۰-۲۱

(۲) سورہ یسین آیت ۲۵

بپھرے ہوئے لوگوں نے ہاتھوں میں پتھر اٹھائے اور اس مرد مجاہد پر پتھروں کی بارش شروع کر دی اور وہ مرد مجاہد کلمہ حق بلند کرتے کرتے جان جانِ آفریں کے حوالے کر گیا۔ اس شخص نے جس کے اندر ایمان کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا جہاد سے دشمن سے ٹکر لے کر اس وحدہ لا شریک کا ذکر کیا۔

اب اللہ نے اپنے وعدہ کے مطابق اسے کس طرح یاد کیا ملاحظہ ہو:
خون کے پیا سے طیش میں آئے ہوئے لوگ اس پر سنگ باری کر رہے ہیں اور وہ اس شہید راہِ حق کو دلنواز آواز آ رہی ہے۔

اے میری بندے! آ جا میری جنت میں اور اس کی بہاریں تیری منتظر ہیں۔
میرے جلوے تیری بیتاب نگاہوں کو جام وصال پلانے کے لیے اپنے حسن سے نقاب الٹنے والے ہیں۔

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۗ

بیہتی وقت حضرت قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

قَالَ الْحَسَنُ فَأَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَهُوَ حَيٌّ يُرْزَقُ ۗ

اللہ نے اس مرد مجاہد کو اپنے دیدار کی جگہ جنت میں داخل فرما دیا اور وہ زندہ ہے اور اللہ کی نعمتوں سے شاد کام ہو رہا ہے۔

-☆-

(۱) سورہ یسین آیت ۲۶

(۲) التفسیر المنظرہ ی للقاضی پانی پتی صفحہ ۹۷ جلد ۸

فَاذْكُرُونِي بِمُجَاهِدَتِي اذْكُرْكُمْ بِهِدَايَتِي

تم مجھے جہاد و مجاہدہ میں یاد کرو میں تمہیں تمہارے مطلوب تک پہنچا کر یاد کروں گا۔
 علماء قزوینی لکھتے ہیں:

جب اہل انطاکیہ نے انہیں شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان بد نصیبوں کو ہلاک کر دیا۔ انطاکیہ میں مومن اور کافر دونوں آباد تھے۔ وہ خوفناک کڑک جس نے کفار کو موت کے گھاٹ اتار دیا، اہل ایمان کو اس سے محفوظ رکھا گیا۔ یہاں تک کہ جو اہل ایمان محو خواب تھے وہ بدستور سوتے رہے ان کی آنکھ بھی نہ کھلی۔

انطاکیہ کے بازار میں ایک مسجد ہے جس کو مسجد حبیب کہا جاتا ہے اس کے صحن میں ان کا مزار پر انوار ہے لوگ اس کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔

علامہ شہاب الدین یا قوت حموی لکھتے ہیں:

وَبَانِطَا كَفِيَّةَ قَبْرِ حَبِيبِ النَّجَّارِ يُقْصَدُ مِنَ الْمَوَاضِعِ الْبَعِيدَةِ وَقَبْرُهُ يُزَارُ
 شہر انطاکیہ میں حبیب نجار کا مزار پر انوار ہے، دور دور سے لوگ مزار پر انوار پر حاضری کی نیت سے آتے ہیں اور مزار کی زیارت سے سعادت مند ہوتے ہیں۔

-☆-

اَذْكُرُونِي بِالصِّدْقِ وَالْإِحْلَاصِ اذْكُرْكُمْ بِالْإِحْلَاصِ وَمَزِيدِ الْإِحْتِصَاصِ

تم مجھے صدق و اخلاص سے یاد کرو میں تمہیں مصائب سے چھٹکارا دلا کر اور اپنا مزید مقرب بنا کر یاد کروں گا۔

(۱) معجم البلدان لیا قوت صفحہ ۲۶۹ جلد ۱

جو عمل بھی صدق اخلاص سے کیا جائے اور جس فعل میں خلوص و للہیت کی مہک ہو وہ عمل اللہ کی بارگاہ میں قبول ہے اور ایسا عمل ذکر الہی کے ذمے میں آتا ہے۔ اس وحدہ لا شریک کی بارگاہ میں کثرت مطلوب نہیں بلکہ وہاں کیفیت مطلوب ہے۔

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَائُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ

تمہاری ان قربانیوں کا اللہ کو نہ گوشت پہنچتا ہے نہ خون لیکن اس کی بارگاہ بیکس پناہ میں تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

جو ذکر و فکر اور عبادت ریاکاری اور دکھلاوے کے داغ سے داغدار نہ ہو بلکہ خلوص و للہیت کی چمک سے منور ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو پریشانیوں اور مصائب سے نجات عطا فرماتا ہے اور اسے مزید اپنے لطف و کرم سے سرفراز فرماتا ہے۔

اذا كان يوم القيامة جاء اقوام والناس في الحساب قد انبت الله لهم اجنحة خضرا فساقتوا على حيطان الجنة فتعول لهم خزنة الجنة من انتم؟ فيقولون نحن من ولد آدم فيقولون هل شهدتم الحساب قالوا لا قالوا اعبرتم الصراط قالوا لا قالوا لهم فيم نلتم هذه المنزلة قالوا كنا نعبد الله سرا وادخلنا الجنة سرا.

قیامت کے دن لوگ حساب دینے میں مشغول ہونگے کچھ خوش نصیب لوگوں کو اللہ سبز رنگ کے پر عنایت فرمائے گا وہ اڑیں گے اور جنت کی دیواروں کے اوپر سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

(۱) مسند الفردوس الدیلی صفحہ ۲۵۵ جلد ۱

جنت کے منتظم فرشتے ان سے پوچھیں گے تم کون ہو؟ وہ جواب دیں گے ہم انسان ہیں۔ پھر وہ پوچھیں گے کیا تم حساب و کتاب سے فارغ ہو چکے ہو۔ وہ کہیں گے نہیں ہم سے تو کسی نے حساب لیا ہی نہیں۔ پھر وہ پوچھیں گے کیا تم نے پل صراط عبور کیا۔ وہ جواب دیں گے نہیں۔ وہ فرشتے سوال کریں گے تم نے یہ مرتبہ کیسے پایا؟ وہ جواب دیں گے ہم اللہ تعالیٰ کی بندگی ریاکاری سے بچتے ہوئے چھپ چھپ کر کرتی تھے۔ اللہ نے ہمیں بھی خفیہ طریقہ سے جنت میں داخل فرمادیا۔

تم مجھے صدق و اخلاص سے یاد کرو میں تمہیں مصائب سے چھٹکارا دلا کر اور مزید کرم نوازیوں سے سرفراز کر کے یاد کروں گا۔

-☆-

أَذْكُرُونِي بِالرَّبُّوبِيَّةِ فِي الْفَاتِحَةِ أَذْكُرْكُمْ بِالرَّحْمَةِ وَالْعُبُودِيَّةِ فِي الْخَاتِمَةِ

ہر کام شروع کرتے وقت تم میری ربوبیت کا اقرار کر کے مجھے یاد کرو تو کام کے اختتام پر میں تمہیں اپنی رحمت اور عبودیت کا مزہ دیکر یاد کروں گا۔

روزہ دار روزہ کی ابتداء اللہ کی ربوبیت کے اقرار سے کرتا ہے۔ جب اس کے روزہ کی انتہا کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت اور عبودیت کا کیف عطا فرماتا ہے۔

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ.

روزہ دار کے مقدر میں دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوسی تو اسے روزہ افطار کرتے وقت نصیب ہوتی ہے اور دوسری خوشی اسے اس وقت ملے گی جب وہ اپنے اللہ سے ملاقات کرے گا۔

روزہ دار پر اللہ کا کرم صرف روزہ کی انتہا پر ہی نہیں ہوگا بلکہ جب ہر فانی چیز اپنی انتہا کو پہنچ کر فنا ہو چکی ہوگی تو اس وقت اللہ اس پر اپنی ملاقات کے روپ میں کرم فرمائے گا۔ وہ مردانِ خود آگاہ جو ہر کام شروع کرتے وقت اللہ کو یاد کرتی رہے ہر چھوٹا بڑا کام نام خدا سے شروع کرتے رہے جب انکی اپنی زندگی کا آخری وقت آیات تو اللہ رب العزت نے انہیں اس شان سے یاد کیا کہ وہ اسی کا نام جیتے جیتے عالم بالا کو سدھا رگئے۔ تم مجھے ہر کام کے آغاز میں یاد کرو میں تمہیں ہر کام کے اختتام پر یاد کروں گا۔

معیت الہی میں

وہ فرزند آدم واقعی خلیفۃ اللہ ہے جسے معیت الہی نصیب ہو، اللہ رب العزت کی ہمنشین ہے وہ سرمایہ ہے جس کی نظیر نہیں۔

آج کسی سرمایہ دار یا اعلیٰ افسر کا ہمنشین اتراتا پھرتا ہے اور اپنے آپ کو دوسرے لوگوں کی نظروں میں بلند ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ہر شخص پر یہ بات واضح کرتا ہے کہ میں تنہا نہیں، بے آسرا نہیں۔ اگر کسی نے میری طرف غلط نظروں سے دیکھا تو اسے اپنے کیے کی خود سزا بھگتنا پڑے گی۔

لیکن وہ روح ارجمند جسے معیت الہی نصیب ہے اس کی سوچ کا اندازہ یکسر مختلف ہوتا ہے۔ اترانا اور تکبر کرنا اس کی لغت سے خارج ہوتا ہے وہ ہر ایک فرد سے بڑی خندہ پیشانی سے ملتا ہے اس کی ملاقات میں اخوت و محبت کی مہک ہوتی ہے کیونکہ وہ اللہ کی ہمنشین کے آداب سے واقف ہے اسے معلوم ہے کہ ساری کائنات میرے مالک کی تخلیق ہے اور وہ اس حوالہ اور مناسبت سے ان سے محبت و الفت سے پیش آتا ہے۔

وہ سعادت کا امیں سراپا عجز و انکساری بن جاتا ہے، وہ خود نمائی سے کوسوں دور بھاگتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ یہ عجز و انکساری اس کے معبود کو محبوب ہے اور بندہ وہی کام سرانجام دیتا ہے جس سے اپنے آقا و مولیٰ کی محبت کو خرید جا سکے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر الہی کرنے والوں کو اسی سعادت سے متصف قرار دیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا قَاسِمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ أَنَامِعَ عَبْدِي مَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي
شَفَاتُهُ ۚ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے انعامات الہیہ کے قاسم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک وہ مجھے یاد کرتا رہے اور میری وجہ سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے رہیں۔

-☆-

اللہ کا ذکر کرنے والا انعامات و احسانات الہیہ کی وہ دولت اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے جس کی مثال اس عالم آب و گل میں نہیں وہ اس ناپائیدار دنیا میں ہوتے ہوئے حی و قیوم کی ہمنشین کے مزے لیتا ہے۔

وہ زبان کتنی پاکیزہ ہے جس سے ذکر الہی کا چشمہ پھوٹ رہا ہو۔ اسی ایک زبان کے عمل سے اللہ تعالیٰ کل وجود انسانی پر کرم کرتا ہے اور انسان کا سارا وجود اس ذات حق کے قرب کے فیض سے مستفیض ہوتا ہے۔

اب بندے پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کو یاد کرے اگر قالب کی زبان کسی وقت رک

(۱) مسند الامام احمد صفحہ ۵۴۰ جلد ۱ / شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۱ جلد ۱

شرح النبی للبلغوی صفحہ ۱۳ جلد ۵ / صحیح البخاری صفحہ ۴۱

جائے یعنی کھاتے پیتے یا سوتے وقت تو قلب کی زبان کو ذکر پروردگار کا خوگر بنائے بلکہ ہر موکی زبان سے ذکر الہی کرے کیونکہ ایک وقت آئے گا جب منہ کی زبان بند ہو جائے گی اور لوگ اسے مردوں کی فہرست میں شمار کریں گے لیکن اگر قلب کی زبان اس زندگی میں جاری ہوگئی تو قبر کی دیواروں میں بھی وہ جاری رہے گی اور منکر نکیر قبر میں سوال کرنے والے فرشتے اس کا امتحان نہیں لیں گے بلکہ اس کی توقیر و تعظیم کریں گے۔

وَتَحَرَّكَتُ بِيْ شَفَاتَا.

ہونٹوں کا ذکر الہی سے حرکت کرتے رہنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ رب العزت ایسے شخص سے راضی ہے اور وہ اس کی خصوصی کرم نوازیوں کا مستحق ہے لیکن اس حدیث پاک میں تَحَرَّكَتُ بِذِكْرِ شَفَاتَا. حرکت بذکر شفاء کی بجائے وَتَحَرَّكَتُ بِيْ شَفَاتَا کے الفاظ ہیں جس کا معنی و مفہوم ہے میری وجہ سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ جب بندہ خدا ہر کام میں رضائے الہی کا طلب گار ہو اور اس کی ہر حرکت حصول رضائے الہی کیلئے ہو تو یقیناً اس کا بولنا، کسی کو وعظ و نصیحت کرنا، کسی اجنبی کی دلجوئی کے لیے اس سے گفتگو کرنا یہ سب کچھ اللہ کے لیے ہوگا اور اس کے ذکر کے زمرہ میں شامل ہوگا اور ایسے شخص کو بھی اس نے اسی سعادت سے بہرہ ور فرمایا جو اس نے اپنے ذکر کرنے والے کو عطا فرمائی ہے یعنی جب تک میرے بندے کو میری وجہ سے ہونٹ حرکت کرتے رہیں گے اس وقت تک میں اس کے ساتھ ہوں گا۔

بحر العلوم ملا علی قاری رحمہ الباری مرقات شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں:

وَنَاهِيكَ عَنْ فَضِيلَةِ الذِّكْرِ قَوْلُهُ تَعَالَى فَادْكُرُونِيْ اذْكُرْكُمْ وَاَنَا جَلِيْسٌ

ایک دن محمد بن النضر سے کہا گیا، کیا تنہائی میں بیٹھے ہوئے آپ کو وحشت محسوس نہیں ہوتی تو انہوں نے جواباً کہا مجھے کیسے وحشت محسوس ہو حالانکہ اس اللہ نے کہا ہے جو مجھے یاد کرے میں اس کا ہم نشین ہوں۔

وحشت تو اسے محسوس ہو جو سب سے الگ تھلگ ہو اور اس کا کوئی مونس و غمخوار نہ ہو لیکن جو شخص قرب خداوندی کی دولت سے مالا مال ہو اسے وحشت کہاں؟
حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اللہ رب العزت سے بغیر کسی واسطہ کے کلام کیا کرتے تھے، اس رسول معظم کلیم اللہ نے ایک دن اللہ تعالیٰ سے عرض کی:

أَقْرِبُ " أَنْتَ فَأَنَا جِئِكَ أَمْ بَعِيدٌ " فَأُنَادِيكَ فَإِنِّي أَحْسُ حِسَّ صَوْتِكَ
وَلَا أَرَاكَ فَإِنِّي أَنْتَ فَقَالَ اللَّهُ أَنَا خَلْفَكَ وَأَمَامَكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ
شِمَالِكَ يَا مُوسَى أَنَا جَلِيسُ عَبْدِي حِينَ يَذْكُرُنِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِي ۱

اے میرے پروردگار! کیا تو قریب ہے کہ میں تجھ سے مناجات کروں یا تو دور ہے کہ میں تجھے ندا دوں یقیناً میں تیری آواز کو محسوس کرتا ہوں اور میری نظریں تجھے دیکھ نہیں رہیں۔ اے میرے اللہ! تو کہاں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں تیرے آگے پیچھے ہوں اور تیرے دائیں بائیں ہوں۔ اے موسیٰ! میں تو اپنے بندی کا ہم نشین ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

(۱) کنز العمال للمتقی صفحہ ۳۳۳ جلد ۱۰ قال اخرجہ الدیلمی فی مسند الفردوس

حفاظت الہی میں

انسان کے دشمن بے شمار ہیں اور وہ ہر وقت اس کوشش میں کہ کوئی ایسا موقع آئے انسان کو نقصان پہنچایا جائے۔ دشمن کا کام دشمنی کرنا ہے اس سے خیر کی توقع عبث ہے۔ دشمن ہر وہ عمل کرے گا جو پریشانی اور مصیبت کا سبب بنے۔ دانا و پینا انسان وہ ہے جو ہر وقت اپنے دشمن سے ہوشیار رہے اسے ایسا کوئی موقع فراہم نہ کرے جس سے وہ فائدہ اٹھا کر اس کا اطمینان چھین لے اور اسے کرب ناک کیفیت میں مبتلا کر دے۔

شیطان انسان کا ازلی وابدی دشمن ہے اس کی یہ خواہش اور کوشش ہے کہ اس سے اس کی اصلی دولت ایمان چھین لی جائے وہ فرزند آدم کو نعمت ایمان سے محروم کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔ کبھی دشمنی کے لباس میں آتا ہے تو کبھی دوستی کے روپ میں ظاہر ہوتا ہے، کبھی مولس و ہمدرد بن جاتا ہے اور یار و مددگار کا لبادہ اوڑھ کر آتا ہے وہ ہر طریقہ آزما کر انسان کو صراطِ مستقیم سے پھسلانا چاہتا ہے۔

اگر انسان اس کے فریب میں آجائے اور اس سے دھوکہ کھا جائے تو اسے اپنا انجام نگاہوں کے سامنے رکھنا چاہئے سوائے ہلاکت و بربادی اور دین و ایمان میں فساد کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

اس ازلی دشمن سے بچاؤ کا طریقہ سوچنا ہر سلیم الفطرت پر لازم ہے۔ اللہ اور اس کے

رسول اور مقربین بارگاہِ الہی نے اس سے حفاظت کا ایک سہل اور آسان طریقہ بتایا ہے اور وہ ہے ذکر الہی۔

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کو وعظ و نصیحت میں مصروف تھے دورانِ وعظ آپ نے انہیں فرمایا:

أَمْرُكُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ كَثِيرًا وَمَثَلُ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ طَلَبَهُ الْعَدُوُّ سِرَاعًا فِي
أَثَرِهِ حَتَّى آتَى حَصْنًا حَصِيًّا فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ فِيهِ وَكَذَلِكَ الْعَبْدُ لَا يَنْجُو مِنَ
الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِهِ ۚ

میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔ اسکی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی کو پکڑنے کیلئے اس کے دشمن تیزی سے اس کے پیچھے لپکے وہ آدمی ایک مضبوط قلعہ میں آ گیا اور اس نے اپنے آپ کو قلعہ میں محفوظ کر لیا اور ایسے ہی بندہ خدا شیطان کی دشمنی سے نہیں بچ سکتا سوائے ذکر الہی کے قلعہ میں پناہ لے کر۔

دشمن اگر مسلح ہو کر انسان پر حملہ آور ہو اور وہ ایک مضبوط و مستحکم قلعہ میں آ کر پناہ گزیں ہو جائے تو دشمن کے تابڑ توڑ حملے بھی اسے گزند نہیں پہنچا سکتے تا وقتیکہ قلعہ کی دیواروں میں شگاف پڑ جائے۔ اسی طرح انسان پر جب اس کا سب سے بڑا دشمن شیطان حملہ آور ہو اور وہ انسان ذکر الہی کے قلعہ میں پناہ گزیں ہو جائے تو ابلیس کے حملے اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے اور ذکر الہی وہ مضبوط قلعہ ہے ایک نہیں ہزاروں شیطان بھی اس میں شگاف نہیں ڈال سکتے۔ ہاں اگر انسان خود ہی ذکر الہی کے قلعہ سے باہر نکل آئے تو اس کی بد نصیبی ورنہ ذکر الہی کی موجودگی میں اس

(۱) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۴۰۲ جلد ۱

ابلیس کی ہزار ہا شرارتیں اسے ذرا نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔

ابوالخلا دمصری کہتے ہیں: مَنْ دَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ دَخَلَ فِي حَصْنٍ وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَدْ دَخَلَ حَصْنَيْنِ وَمَنْ جَلَسَ فِي حَلْقَةٍ يُذَكِّرُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فِيهَا فَقَدْ دَخَلَ فِي بَيْتِهِ ثَلَاثَ حُصُونٍ ۱۔

جو شخص اسلام میں داخل ہوا وہ ایک حفاظتی قلعہ میں داخل ہو گیا اور جو شخص مسجد میں داخل ہوا وہ دو قلعوں میں داخل ہو گیا اور جو ایسے حلقے میں داخل ہوا جس میں ذکر الہی کیا جا رہا تھا وہ یقیناً اپنے گھر میں ہوتے ہوئے تین قلعوں میں داخل ہو گیا۔

اسلام اور مسجد میں دخول سے جو انسان دو قلعوں میں داخل ہوتا ہے ان دونوں قلعوں کی حفاظت بھی ذکر الہی سے ہے۔ اگر انسان ذکر نہ کرے تو ہو سکتا ہے شیطان مسلسل کوشش اور محنت سے ان قلعوں میں شگاف ڈال کر انہیں بے کار کر دے۔ دین و ایمان کی حفاظت کے لیے ذکر الہی بہت بڑی دولت ہے۔ اگر ذکر الہی کا قلعہ نہ ہو تو شیطان کے لیے ایمان کی دولت چرانا اتنا مشکل نہیں۔

شیطان انسان کو اپنے دامن میں پھنسانے کے لیے جو سب سے پہلے حملہ کرتا ہے وہ وسوسہ کا حملہ ہے۔ وسوساں اگر کثرت سے ہوں تو وہ انسان کو صراطِ مستقیم سے دور کر دیتے ہیں۔ ان وسوساں سے بچنے کیلئے بھی ذکر الہی ضروری ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ وَاضِعٌ خَطْمَهُ فِي قَلْبِ ابْنِ آدَمَ فَإِذَا ذَكَرَ خَنَسَ وَإِذَا نَسِيَ التَّقَمَّ قَلْبَهُ ۲۔

(۱) الواہل الصیب لابن قیم الجوزیہ صفحہ ۱۱۱

(۲) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۴۳ جلد ۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً شیطان اپنی چونچ فرزند آدم کے دل میں رکھے ہوئے ہے جب انسان ذکر الہی کرتا ہے تو یہ شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب انسان ذکر الہی بھول جاتا ہے تو شیطان اس کے دل سے اثرات خیر نکلنا شروع کر دیتا ہے۔

غافل انسان کا دل شیطان کا دسترخوان ہوتا ہے۔ جب تک اس دل میں اثرات خیر رہیں گے شیطان نگلتا رہے گا اور جب جملہ خیر کو وہ نگل جائے گا تو اس وقت ایمان کہاں رہے گا۔ اس لیے ایمان کی حفاظت کے لیے بھی ذکر الہی ضروری ہے تاکہ شیطان انسان سے دور رہے اور اس کے ایمان کی دولت سلامت رہے۔

بحر العلوم علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ ایک عارف کی زبانی وسوسہ شیطان کا منظر پیش کرتے ہیں:

عَنْ بَعْضِ الْعَارِفِينَ أَنَّهُ سَأَلَ اللَّهَ أَنْ يَكْشِفَ لَهُ عَنْ كَيْفِيَّةِ وَسْوَسَةِ الشَّيْطَانِ لِلْقَلْبِ فَرَأَاهُ جَائِمًا تَحْتَ غُضْرُوفِ الْكَتِفِ الْأَيْسَرِ كَالْبُعُوضِ لَهُ خُرْطُومٌ "طَوِيلٌ" يَدُسُّهُ ثُمَّ إِلَى أَنْ يَصِلَ الْقَلْبَ فَإِنْ رَأَاهُ ذَاكِرًا خَنَسَ وَكَفَّ عَنْهُ أَوْ غَافِلًا مَدَّ خُرْطُومَهُ إِلَيْهِ وَأَلْقَى فِيهِ مِنْ جِنَائِتِهِ ۱

کسی عارف نے اللہ رب العزت سے عرض کی شیطان کے دل میں وسوسہ ڈالنے کی کیفیت منکشف فرمادے۔ چنانچہ اس نے دیکھا کہ بائیں کندھے کی ہڈی کے نیچے گھٹنے ٹیکے ہوئے مچھر کی طرح بیٹھا ہے اور اس کی لمبی سونڈ ہے جسے وہ دبا کر دل تک پہنچاتا ہے۔

(المرقاۃ لعلی القاری صفحہ ۷۰ جلد ۵)

جب انسان کو ذاکر پاتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور وسوسہ ڈالنے سے رک جاتا ہے اور جب اسے غافل پاتا ہے تو اپنی سونڈ اس کے دل کی طرف بڑھاتا ہے اور گناہ و معصیت کی باتیں اس میں ڈالتا ہے۔

شیطان کے وساوس اور اسکی دخل اندازیوں سے بچنے کا بہتر نسخہ ذکر الہی ہے۔ انسان جب اپنے گھر سے باہر نکلتا ہے تو مختلف حالات و واقعات کے پیش نظر اس کا شیطان کے قابو میں آنا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ اس سے بچاؤ کے لیے بھی ذکر الہی لازم ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ يَعْنِي إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ يُقَالَ لَهُ كُفَيْتَ وَهُدَيْتَ وَوُقِيْتَ تَنْحَى عَنْهُ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ لِشَيْطَانِ أَخْرَكَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ!

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ کہے ”اللہ کا نام لے کر نکل رہا ہوں اور اسی پر میرا بھروسہ ہے کسی شر سے بچنے اور کسی خیر کے حاصل کرنے میں کامیابی اللہ ہی کی توفیق سے ہے“ تو فرشتے اس آدمی سے کہتے ہیں اے اللہ کے بندے! تیرا یہ عرض کرنا تیرے لیے کافی ہے اور تجھے ہدایت نصیب ہے اور تیری حفاظت و نگرانی کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ اس وقت شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے پھر وہ دوسرے شیطان سے کہتا ہے اب تو اس آدمی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اسے تو ہدایت مل چکی ہے اور اسے کفایت کی نوید سنائی جا چکی ہے اور اسکی حفاظت و نگرانی کا وعدہ ہو چکا ہے۔

(۱) الوابل الصیب لابن قیم صفحہ ۱۰۰ او قال اخرجہ ابوداؤد، نسائی، ترمذی وقال حدیث حسن

اس حدیث پاک کو دوبارہ پڑھیے اور اندازہ لگائیے کہ گھر سے نکلتے وقت ذکر الہی کرنے والے کی کس طرح حفاظت کی جاتی ہے۔

سُبْحَانَ مَنْ شَرَّفَ الْإِنْسَانَ بِهَذِهِ السَّعَادَاتِ الْمُبَارَكَةِ.

حضرت عبداللہ بن زمرہؓ حضرت کعب رضی اللہ عنہما سے بعینہ یہی چیز اس طرح روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

جب آدمی اپنے گھر کی دہلیز سے باہر قدم رکھتے ہی بسم اللہ کہتا ہے تو اللہ کا فرشتہ اس سے مخاطب ہو کر کہتا ہے:

هُدَيْتَ - اللہ کی جانب سے ہدایت مبارک ہو!

اور جب وہ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ کہتا ہے

تو وہی فرشتہ اسے پھر مخاطب ہو کر گویا ہوتا ہے

اے فرزندِ آدم! اگر تو نے اپنے جملہ امور اللہ کی مرضی پر سونپ دیے ہیں اور اسی کی ذات یکتا پر بھروسہ کر کے نکل رہا ہے تو سن لے وہ پروردگار تجھے کافی ہے۔

اور جب وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کہتا ہے

تو وہی فرشتہ پھر بولتا ہے

اے فرزندِ آدم! اب بے فکر ہو کر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جا، کیوں کہ تیری حفاظت و نگرانی خود احکم الحاکمین نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔

انسان کے دشمن شیاطین سرا سیمہ ہو کر ایک دوسرے سے کہتے ہیں پلٹ جاؤ اس آدمی پر اب تمہارا کوئی زور نہیں چلے گا۔ اسے ہم کیسے قابو میں کر سکتے ہیں جسے اللہ کی طرف کفایت

وہدایت مل گئی اور رب العلمین نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی۔

رات کو انسان جب بستر پر دراز ہونے لگتا ہے اس وقت شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ اسے اپنے قابو میں کیا جائے کیونکہ نیند ایک طرح کی غفلت ہے اور غفلت شیطان کو محبوب ہے لیکن اگر بندہ مومن سوتے وقت اللہ رب العزت کو یاد کر لے تو پھر اس کا سونا غفلت نہیں رہتا بلکہ وہ بھی ذکر کے زمرہ میں شامل ہو جاتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا آوَى
الْإِنْسَانُ إِلَى فِرَاشِهِ ابْتَدَرَهُ مَلَكٌ "وَشَيْطَانٌ" فَيَقُولُ الْمَلِكُ اخْتَمَ بِخَيْرٍ وَيَقُولُ
الشَّيْطَانُ اخْتَمَ بِشَرٍّ فَإِذَا ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى حَتَّى يَغْلِبَهُ يَعْنِي النَّوْمَ طَرَدَ الْمَلِكُ
الشَّيْطَانَ وَبَاتَ بِكَلْوَاهُ. ۲

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب انسان سونے کے لیے اپنے بستر پر دراز ہونے لگتا ہے تو فرشتہ اور شیطان جلدی جلدی اس کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ فرشتہ اس سونے والے سے کہتا ہے بیداری کی گھڑیوں کو خیر و نیکی سے اختتام تک پہنچا اور شیطان اس سے کہتا ہے بیداری کی گھڑیوں کو شر اور گناہ سے ختم کر پس جب وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگن ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہے تو اللہ کا فرشتہ شیطان کو وہاں سے بھگا دیتا ہے اور ساری رات اس کا ذکر کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

(۱) الواہل الصیب لابن قیم الجوزیہ صفحہ ۱۱۱

(۲) الواہل الصیب لابن قیم الجوزیہ صفحہ ۱۱۲

ذکر الہی سے اپنی زبان کو تروتازہ رکھنے والے خوش نصیب کو اللہ تعالیٰ کس شان سے حفاظت میں رکھتا ہے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَضَعَ الْعَبْدُ جَنْبَهُ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَقَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ آمِنَ مِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب اللہ کا بندہ بستر پر سونے لگے تو اللہ کا نام لے کر سوائے اور فاتحہ الكتاب پڑھے تو وہ جنات، انسانوں اور ہر چیز کے شر سے محفوظ رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ فطر کی حفاظت کے لیے مامور فرما دیا، تو رات کے وقت شیطان آیا اور اس نے چلو بھر بھر کر اپنی جھولی بھرنی شروع کر دی میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کروں گا۔

اس نے کہا: مجھے چھوڑ دے میں محتاج ہوں اور میرے ذمہ میرے اہل و عیال کا نفقہ ہے اور مجھے حاجت شدیدہ لاحق ہے۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں نے اس کی اس بات کو سنا اور چھوڑ دیا۔ صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! گذشتہ رات کے اسیر نے تیرے ساتھ کیا کیا؟

(۱) الوابل الصیب لابن قیم صفحہ ۱۱۱

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رات کا سارا ماجرا عرض کر دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے وہ دوبارہ آئے گا۔

دوسرے دن پھر وہ آیا، حضرت ابوہریرہ نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے پھر منت سماجت شروع کی۔ آپ نے پھر اسے چھوڑ دیا۔

صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ نے حضرت ابوہریرہ سے پھر رات والے اسیر کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے ساری سرگذشت عرض کر دی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا ہے وہ پھر آئے گا۔

تیسری رات وہ پھر اسی طرح مالِ صدقہ چرارہا تھا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور فرمایا اب میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے کہا:

دَعْنِي أَعْلِمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا قُلْتَ مَا هُوَ قَالَ إِذَا أُوْتِيَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ.

مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات بتاتا ہوں کہ جن کے ذریعے اللہ تجھے نفع عطا فرمائے گا۔ میں نے کہا وہ کیا ہیں اس نے جواب دیا جب تو سونے لگے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو۔ ایسا کرنے سے صبح تک اللہ کی طرف سے تجھ پر ایک محافظ مقرر ہوگا اور شیطان تیرے نزدیک نہیں آسکے گا۔

صبح آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب کچھ عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

أَمَانَةٌ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ۚ

ہاں اس نے تم سے سچی بات کہہ دی ہے حالانکہ وہ خود جھوٹا ہے۔

اس حدیث پاک سے بھی یہ بات عیاں ہوئی کہ ذکر الہی کر کے سونے والا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے اور ابلیس اس کے نزدیک تک نہیں جاسکتا۔

عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ "مُسَافِرٌ" إِذْ مَرَّ بِرَجُلٍ نَائِمٍ وَرَأَى عِنْدَهُ شَيْطَانَيْنِ فَسَمِعَ الْمُسَافِرُ أَحَدَ الشَّيْطَانَيْنِ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ إِذْ هَبَ فَافْسَدَ عَلَيَّ هَذَا النَّائِمِ قَلْبَهُ فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ رَجَعَ إِلَى صَاحِبِهِ فَقَالَ لَقَدْ نَامَ عَلَيَّ آيَةٌ مَالَنَا إِلَيْهِ سَبِيلٌ" فَذَهَبَ إِلَى النَّائِمِ فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ رَجَعَ فَقَالَ صَدَقْتَ ۚ

حضرت عکرمہ بیان فرماتے ہیں ایک مسافر حالت سفر میں ایک سوئے ہوئے آدمی کے پاس سے گزرا اور اس کے قریب دو شیطان دیکھے۔ اس مسافر نے سنا کہ ایک شیطان دوسرے شیطان سے کہہ رہا تھا جاؤ اور اس سوئے ہوئے آدمی پر اس کا دل فاسد کر دو۔ جب وہ اس کے قریب گیا تو واپس آ گیا اور اپنے ساتھی سے کہا کہ وہ قرآن کریم کی ایک آیت پڑھ کر سویا ہے اس لیے ہمارا اس پر کوئی زور نہیں چل سکتا۔ وہ دوسرا شیطان اس سوئے ہوئے آدمی کے پاس گیا اور واپس پلٹ کر اپنے ساتھی سے کہنے لگا تو نے سچ کہا واقعی وہ آیت پڑھ کر سویا ہے۔

ذکر الہی کسی بھی رنگ میں کیا جائے اس کی برکت سے انسان شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اللہ اس آدمی پر اپنے فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو اس کے دین و ایمان کی حفاظت کرتے ہیں۔

(۱) صحیح البخاری صفحہ ۳۱۰ جلد ۱

(۲) الوابل الصیب لابن قیم صفحہ ۱۱۴



بشر بن منصور، وھیب بن الورد سے بیان کرتے ہیں کہ:

ایک آدم کو صحرا میں رات گزارنے کا اتفاق ہوا۔ رات کا کچھ حصہ گزرا کہ اس نے ایک شور سنا اور دیکھا کہ ایک تخت لایا جا رہا ہے۔ جب تخت بچھا دیا گیا تو ایک چیز اس پر بیٹھ گئی (اور وہ شیطان تھا) اس نے مجمع سے مخاطب ہو کر کہا،

کون ہے جو عروہ بن زبیر کی خبر لے؟ اسے صراط مستقیم سے پھسلا دے! اس کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا۔ آخر کافی شور و غل کے بعد ان میں سے ایک اٹھا اور کہا میں جا کر اس کی خبر لیتا ہوں اور اسے راہ حق سے منحرف کرتا ہوں۔ پھر وہ مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد پلٹ آیا اور نہایت حسرت سے کہنے لگا ہم اس پر قابو نہیں پاسکتے کیونکہ وہ چند کلمات ادا کر کے بستر پر دراز ہوا ہے۔

دافع عذابِ الہی

حق و باطل، خیر و شر اور نور و ظلمت کی لڑائی ہمیشہ سے ہے اور قیامت تک رہے گی۔ جہاں حق ہو وہاں باطل نہیں ہوتا، جہاں خیر بسیرا کر لے وہاں سے شر کو بھاگنا پڑتا ہے اور جہاں نور کے اجالے ہو جائیں وہاں ظلمت کا نام و نشان تک نہیں رہتا۔

ذکر الہی خود سراپا نور ہے یہ جالب خیر اور حق کا داعی ہے، جہاں خیر و حق جلوہ فگن ہوں وہاں باطل اور شر کا کیا کام، باطل اور شر عذابِ الہی کو دعوت دیتے ہیں اور جہاں باطل اور شر کا نام و نشان نہ ہو وہاں عذابِ الہی کیسے آسکتا ہے۔ حق اور خیر پر ہمیشہ اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور جہاں رحمتِ خداوندی ہو وہاں رحمت کیسے ہو سکتی ہے۔ عذابِ الہی کو دفع کرنے کے لیے ذکرِ الہی اکسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا نام صبح و شام لیا جائے وہ جگہ خیرات و برکات سے بھر پور ہوتی ہے۔

کائنات کا سب سے بڑا ہنگامہ، ہنگامہ قیامت کہلاتا ہے۔ قیامت وہ گھڑی ہے جب کائنات نیست و نابود ہو جائے گی، زمین فنا ہو جائے گی، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے، ستارے بکھر جائیں گے، چاند و سورج بے نور ہو جائیں گے۔

اتنا بڑا ہنگامہ، قیامت، ذکرِ الہی کی وجہ سے موقوف ہے جب تک اس زمین میں اللہ کے نام کا ورد ہوگا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی۔

مخبر صادق رسول معظم۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
لَا تَقُومُ السَّاعَةُ عَلَى أَحَدٍ يَقُولُ اللَّهُ اللَّهُ ۚ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تک ایک آدمی بھی اللہ اللہ کہتا رہے گا قیامت قائم نہیں ہوگی۔

ہمارے اعمال اور دنیا کے حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں، زمین پھٹ جائے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے، چاند و سورج اپنا نور ختم کر کے فضا میں بسیٹ میں فنا ہو جائیں لیکن ابھی تک ایسا نہیں ہو اوجہ واضح ہے کہ ابھی اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ ذکر الہی ان کی غذا ہے اور ان کے رگ و ریشہ سے اسم ذات کے ترانے بلند ہو رہے ہیں۔

۲۔ قبر وہ جگہ ہے جہاں انسان تنہا جائے گا اس کا کوئی مونس و غمخوار اس کے ساتھ نہیں جائے گا سب اسے چھوڑ جائیں گے، اس وحشت ناک جگہ میں عذاب الہی سے بچانے والوں میں ذکر الہی بھی ہے۔

کسی اللہ والے سے کسی نے پوچھا تھا کہ سب سے مشکل گھڑی کونسی ہے؟ اس نے جواباً ارشاد فرمایا:

قبر کی پہلی رات

اگر اس رات کرم نوازی ہوگی تو پھر قیامت کو بھی کرم نوازیوں میسر ہوں گی اور اگر اس دن عذاب میں گرفتار ہونا پڑا تو.....

(۱) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۶ جلد ۱

اللَّهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ
ذکر الہی کرنے والا عذاب قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ: مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ عَمَلًا أَنْجِي لَهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا اللہ کے ذکر سے بڑھ کر عذاب قبر سے نجات دلانے والا انسان کا کوئی عمل نہیں ہے۔
۳۔ قیامت میں عذاب الہی سے نجات دلانے میں ذکر الہی مؤثر ہے۔

اللہ کے محبوب امت کے والی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو: مَنْ ذَكَرَ
اللَّهَ فَضَاضَتْ عَيْنَاهُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ حَتَّى يُصِيبَ الْأَرْضَ مِنْ دُمُوعِهِ لَمْ يُعَذِّبْهُ
اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ۲

جس نے اللہ کا ذکر کیا، پس خشیت الہی سے اس کی آنکھوں کا ظرف چھلک پڑا اور اس
کے کچھ آنسو زمین پر گر گئے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز عذاب نہیں دے گا۔
دانا و بیانا وہ شخص ہے جو مصیبت آنے سے پہلے اس کا مداوا کر لیتا ہے۔ قیامت میں
بارگاہ خداوندی میں پیش ہونے سے پہلے آج ہی اپنی زبان کو ذکر الہی کی لذت سے مالا مال کرنا
چاہئے اور دل کو ذکر الہی کا خوگر بنانا چاہئے کیونکہ ذکر الہی کی نعمت سے سرفراز فرزند آدم قیامت
کے دن اللہ کی ناراضگی اور عذاب سے محفوظ رہے گا۔

(۱) مسند الامام احمد

(۲) کنز العمال للمتقی صفحہ ۴۲۵ جلد ۱۰ قال اخرجہ الحاکم فی المستدرک

یہ الفاظ بھی ملاحظہ ہوں: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ آدَمِيُّ عَمَلًا أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی کے لیے کوئی عمل ذکر الہی سے بڑھ کر عذاب الہی سے نجات دلانے والا نہیں۔

اس آدمی پر واقعی اللہ تعالیٰ کی نگاہ لطف و کرم ہے جسے نہ قبر میں عذاب ہو اور نہ ہی حشر میں وہ قبر و حشر کی گھبراہٹ سے محفوظ رہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى أَهْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحُشَّةٌ فِي قُبُورِهِمْ وَلَا فِي نُشُورِهِمْ وَكَانِي بِأَهْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَنْفُضُونَ عَنْ رُؤُوسِهِمْ يَقُولُونَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحُزْنَ.

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا الہ الا اللہ کہنے والوں پر کوئی وحشت نہ ہوں نہ انکی قبروں میں اور نہ میدان محشر میں اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ لا الہ الا اللہ کہنے والے اپنے سروں کو جھاڑتے ہوئے اپنی قبروں سے اُٹھ رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ اس نے ہمیں جملہ پریشانیوں اور گھبراہٹوں سے نجات عطا فرمادی۔

تعمیر جنت

کوئی بھی فطین آدمی بے گھر رہنا پسند نہیں کرتا۔ گھر انسان کی ضروریات میں شامل ہے۔ گھر نہ ہو تو اس کا زندگی گزارنا دشوار ہو جاتا ہے۔

ہمارا اصلی وطن عالم آخرت ہے دنیا صرف گزرگاہ ہے اس لیے اس عالم میں اطمینان و سکون سے رہنے کے لیے گھر بنانا نہایت ضروری ہے۔

گھر کے لیے پہلے جگہ خریدی جاتی ہے پھر اس کے بعد اس پر عمارت کھڑی کی جاتی ہے۔ اس عالم میں جنت میں رہنے کے لیے ہم نے قطعہ اراضی تو ایمان سے خرید لیا اب اس پر عمارت خود بخود ہی تعمیر نہیں ہوگی بلکہ اس کے لیے بھی کچھ تگ و دو کرنی پڑے گی۔

امام ترمذی کی روایت کردہ حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَقِيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِي بِيْ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اقْرَأْ اُمَّتَكَ السَّلَامَ وَاخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةٌ التَّرْبَةُ عَذْبَةٌ الْمَاءُ وَاِنَّهَا قِيَعَانٌ وَاِنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ اَكْبَرُ

(۱) الواابل الصیب لابن قیم صفحہ ۵۷۵ وقال اخرجہ الترمذی وقال حدیث حسن غریب

ریاض الجنہ

جنت ایمان والے کا آخری مقام ہے جہاں پہنچ کر وہ ابدالاً بادتک رہے گا وہاں ہر قسم کی نعمتیں ہوں گی اور سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ یہ دیدار اس دنیا میں سر کی آنکھوں سے نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ آنکھیں فانی ہیں اور اللہ کی ذات باقی ہے جب اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور کرم نوازیوں سے آنکھوں کو بقا کے وصف سے متصف فرمادے گا تو پھر اس معبود حقیقی کا دیدار بھی ممکن ہوگا۔

اگر اس دنیا میں رہتے ہوئے جنت کے مزے لینے ہوں اور جنت کی بہاروں سے شاد کام ہونا ہو تو اس کے لیے ذکر الہی کی محفل ہی سب سے بہتر جگہ ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت کے باغات سے گزرو تو اس کی نعمتوں سے شاد کام ہوا کرو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! جنت کے باغات کہاں ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذکر الہی کی محفلیں جنت کے باغات ہیں۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى سَرَائِمِينَ الْمَلَائِكَةِ تَحِلُّ وَتَقِفُ عَلَى مَجَالِسِ الذِّكْرِ فِي الْأَرْضِ فَارْتَعُوا فِي رِيَاضِ الْجَنَّةِ قَالُوا فَأَيْنَ رِيَاضِ الْجَنَّةِ؟ قَالَ مَجَالِسُ الذِّكْرِ فَاعْدُوا وَرَوْحُوا فِي ذِكْرِ اللَّهِ وَاذْكُرُوهُ بِأَنْفُسِكُمْ وَمَنْ كَانَ يُحِبُّ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَتَهُ عِنْدَ اللَّهِ فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ مَنْزِلَةُ اللَّهِ عِنْدَهُ فَإِنَّ اللَّهَ يُنَزِّلُ الْعَبْدَ مِنْهُ حَيْثُ أَنْزَلَهُ مِنْ نَفْسِهِ.

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے کچھ مخصوص گروہ پیدا فرمائے ہیں جو زمین میں منعقد مجالس ذکر میں اترتے ہیں اور وہاں ٹھہر جاتے ہیں۔ پس تم جنت کے باغات کے میوہ جات سے شاد کام ہوا کرو۔

صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! جنت کے باغات کے میوہ جات کہاں ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت کے باغات ذکر الہی کی محفلیں ہیں۔ صبح و شام ذکر الہی میں شریک ہوا کرو اور اسے اپنی جانوں سے یاد کیا کرو اور جو آدمی یہ خواہش رکھتا ہے کہ اسے معلوم ہو کہ اس کا اللہ کے ہاں کیا مقام ہے اسے چاہئے کہ وہ دیکھے کہ اللہ کا اس کے ہاں کیا مقام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کو وہی مقام عطا کرتا ہے جو اس کے ہاں اللہ کا ہے۔

اس دنیا میں رہتے ہوئے اگرچہ دیدار خداوندی ان ظاہری آنکھوں سے نہیں ہو سکتا لیکن یہ تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کرم نوازیوں سے محفل ذکر کی برکت سے دل کی آنکھوں سے اپنا جمال دکھا دے یا اپنی مناجات کا لطف و لذت نصیب فرما دے۔

(۱) کنز العمال للمتقی صفحہ ۳۳۳ جلد ۱۰ قال اخرجہ الحاکم فی المستدرک

اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے جسے وہ جنت میں داخل کرے گا اسے دخول کے بعد عذاب نہیں دے گا۔ اس ذات حق نے جب محفل ذکر کو جنت کا باغ قرار دیا ہے تو یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ اب تم جنت میں داخل ہو چکے ہو، تمہیں خوش خبری ہو کہ تمہیں اب عذاب نہیں ملے گا۔ یہ سعادت تو اس کے لیے رہے گی جو مرتے دم تک ذکر الہی سے اپنی روح کو پاکیزہ کرتا رہے گا اور جو خود ہی جنت سے نکل جائے اس کے لیے وعدہ الہی نہیں ہوگا۔ اس حدیث پاک کا آخری حصہ قابل توجہ ہے۔

آج ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہو کہ اللہ کے ہاں ہمارا کیا مقام و مرتبہ ہے۔ اس ذات حق کے ہاں ہماری کیا قدر و منزلت ہے۔ اس کے لیے پہلے ہمیں اپنے نفس میں جھانکنا ہوگا کہ اللہ کا ہمارے ہاں کیا مقام ہے۔

آج ہم اپنے کسی بھائی اور عزیز کے سامنے گناہ کا ارتکاب نہیں کرتے کیوں کہ اس کے سامنے ہمیں شرمساری ہوگی اور وہ کیا رائے قائم کرے گا۔ اللہ رب العزت تو ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہے پھر ہم گناہوں کا ارتکاب کیوں کرتے ہیں، اس کا جواب واضح ہے۔

جتنا ایک بھائی اور عزیز کی موجودگی پر ایمان ہے اتنا اللہ تعالیٰ کی موجودگی پر ایمان نہیں۔

اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْهُ وَارْزُقْنَا إِيمَانًا دَائِمًا كَامِلًا يُؤْصِلُنَا إِلَى رِضْوَانِكَ اللَّهُمَّ وَرِضْوَانِكَ أَكْبَرُ.

پہلے ہم اپنا ایمان مستحکم کریں پھر یہ تمنا کریں کہ بارگاہِ خداوندی میں ہماری کیا قدر و منزلت ہے۔

اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا. اللَّهُمَّ احْفَظْنَا
مِنْ بَلَاءِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الآخِرَةِ بِجَاهِ حَبِيبِكَ الْمُرْتَضَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ.

زندہ و جاوید

اللہ رب العزت کے اسماء مبارکہ خیرات و برکات کے منابع ہیں اور ہر اسم مقدس معرفت کا ناپیدا کنار سمندر ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم مبارک کسی انسان پر توجہ فرماتا ہے تو اسے ان خصوصیات سے بہرہ ور فرما دیا جاتا ہے جو اس اسم مبارک سے وابستہ ہیں۔

اللہ رب العزت کے اسماء میں سے علیم وخبیر دو اسم ہیں جب یہ اسم مبارکہ کسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو اس آدمی کا سینہ علم و حکمت سے مالا مال ہوتا چلا جاتا ہے۔ ان اسماء مبارکہ کی توجہ جیسے جیسے گہری ہوتی جائے گی اسی مناسبت سے اس آدمی کا سینہ علوم و معارف کا ذخیرہ بنتا چلا جائے گا۔

اسی طرح اللہ رب العزت کے اسماء مبارکہ میں حی و قیوم جس آدمی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اسے پائیدار زندگی سے نوازا دیا جاتا ہے۔ ان خوش قسمت افراد میں سے ایک وہ آدمی ہے جو ذکرا الہی سے اپنی روح کو تسکین فراہم کرتا ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ ۚ

(۱) صحیح البخاری صفحہ ۱۷۵ جلد ۱۱ - صحیح مسلم صفحہ ۷۷۹ / شرح السنۃ للبلغوی صفحہ ۱۴ جلد ۵

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا انکی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

یعنی ذکر الہی کرنے والا حیات ابدیہ پا جاتا ہے اور یاد نہ کرنے والا اس حیات سے محروم رہ جاتا ہے۔

اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَيُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ فِي الْحَدِيثِ إِيمَاءٌ "إِلَى أَنْ مُدَاوِمَةَ ذِكْرِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ تَوْرَثُ الْحَيَاةَ الْحَقِيقِيَّةَ الَّتِي لَا فَنَاءَ لَهَا كَمَا قِيلَ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا يَمُوتُونَ بَلْ يَنْتَقِلُونَ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ"

یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ حدیث پاک میں اس طرف اشارہ ہے کہ حی و قیوم اللہ جسے موت نہیں کے ذکر پر مداومت ایسی حایت حقیقیہ سے بہرہ ور کرتی ہے جس حیات کو فنا نہیں جیسے کہا جاتا ہے اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں۔

ہاں ہاں حی و قیوم کا ذکر جس کے رگ و ریشہ میں سرایت کر جائے وہ مردوں کی فہرست میں کیسے شامل ہو سکتا ہے۔ جس کا دل ذکر الہی کے انوار سے زندہ و تابندہ ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حیات پا گیا۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِي يُذَكَّرُ اللَّهُ فِيهِ وَالْبَيْتِ الَّذِي لَا يُذَكَّرُ فِيهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ.

(۱) مرقاة المفاتیح علی القاری صفحہ ۱۵ جلد ۵

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ گھر جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہو اور وہ گھر جس میں اللہ کا ذکر نہ ہوتا ہو ان کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔

جس گھر میں ذکر الہی کے جلووں کا بسیرا ہو وہ گھر زندہ و جاوید ہے۔

قبرستان تو وہ گھر ہے جس میں ذکر نہ ہوتا ہو، یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرنے والے لوگ مردہ ہیں اگرچہ چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔

اس گھر سے مراد دل بھی لیا گیا ہے۔

بحر العلوم ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

الْمُرَادُ بِالْبَيْتِ الْقَلْبُ فَإِنَّهُ بَيْتُ الرَّبِّ فَطُوبَى لِمَنْ أَحْيَاهُ وَعَمْرَهُ
وَيَا حَسْرَتِي عَلَى مَنْ أَخْرَبَهُ وَمَا عَمْرَهُ!

بیت اللہ سے مراد دل ہے کیونکہ یہ رب تعالیٰ کا بیت ہے۔ پس سزاوار جنت ہے وہ آدمی جس نے اس دل کو زندہ کیا اور اسے آباد کیا اور پس حسرت ہے اس آدمی پر جس نے اس دل کو بے آباد اور مردہ کر دیا۔

دل اللہ کا گھر ہے اس کی حیات اور رونق ذکر الہی سے وابستہ ہے گو یا دل اور ذکر کی نسبت وہی ہے جو بدن اور روح کی ہے، روح ہے تو بدن زندہ ہے روح نکل گئی تو بدن مردہ ہو گیا اسی طرح دل میں اگر یاد خدا ہے تو دل زندہ ہے اور اگر اس میں یاد خدا نہیں تو یہ مردہ ہے۔

(۱) المرقاۃ لعلی القاری صفحہ ۵۱ جلد ۵



عرشِ الہی کے سایہ میں

روز قیامت وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے سب کو حیات نوعطا فرمائے گا۔ اس دن سب انسان اسی علیم و حکیم اللہ کے حضور حاضر ہوں گے اور وہ علیم و خبیر ہر آدمی سے اس کے اعمال کے بارے میں باز پرس فرمائے گا۔

اس دن جلال خداوندی جو بن پر ہوگا سورج آگ برسا رہا ہوگا۔ زمین دہکتے ہوئے تنور کا نقشہ پیش کر رہی ہوگی، نفسا نفسی کا عالم ہوگا، ماں، باپ، بہن، بھائی یا رومد دگار اور عزیز واقارب سب ایک دوسرے سے نا آشنا بنے ہوں گے اور ایک دوسرے سے بھاگ رہے ہوں گے۔

ان ہولناک لمحات میں کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سایہ فلک ہوگی، قیامت کی گرمی اور تپش کا انہیں احساس تک نہیں ہوگا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَى ذَلِكَ وَتَفَرَّقَا وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَضَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ



أَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمُ شِمَالَهُ مَا تُنْفِقُهُ يَمِينُهُ ۖ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سات کوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دیگا اس دن جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

- ۱۔ عدل و انصاف کرنے والا حکمران
- ۲۔ جوان جس نے اللہ و عزوجل کی عبادت میں پرورش پائی
- ۳۔ وہ آدمی جس کا دل مساجد کے ساتھ معلق ہے۔
- ۴۔ وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لیے آپس میں محبت کی اللہ کے لیے وہ اکٹھے ہوئے اور اسی کے لیے وہ جدا ہوئے۔
- ۵۔ وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا پس اس کی دونوں آنکھیں موتی برسانے لگیں۔
- ۶۔ وہ آدمی جس کو حسب و جمال والی عورت نے رو سیاہی کی دعوت دی، پس اس نے جواباً کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں
- ۷۔ وہ آدمی جس نے خفیہ طریقے سے اللہ کے راستہ میں مال خرچ کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کونہ معلوم ہو سکا کہ اس کا دایاں کیا خرچ کر رہا ہے۔

روز قیامت عرش الہی کا سایہ ملنا ازلی سعادت کا نشان ہے۔ ان خوش قسمت افراد میں

(۱) البخاری صفحہ ۱۳۸ جلد ۲ / مسلم صفحہ ۱۵۷ جلد ۲ / شعب الایمان صفحہ ۳۰۵ جلد ۱

سے جن کے مقدر میں اللہ کے عرش کا سایہ ہے ذکر الہی کرنے والا بھی ہے۔

ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا.

اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ خلوت میں اللہ کو یاد کیا ایسی جگہ جہاں کوئی دوسرا موجود نہ ہو وہاں ذکر الہی ریا اور سمعہ سے پاک ہوتا ہے۔ تنہائی میں ذکر الہی کا کیف ہی نرالا ہے اس کا لطف ولذت تو انہیں سے پوچھیے جو دنیا و مافیہا سے الگ تھلگ ذکر الہی کے مزے لے رہے ہیں۔

اوقات ہماں بود کہ با یار بسر شد
باقی ہمہ بے حاصلی و بے خریدی بود؟

اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ:

انسان اللہ کو ہر قسم کے تفکرات سے خالی ہو کر یاد کرے اور ہر قسم کے طمع سے بے نیاز ہو کر اس کا ذکر کرے۔ جب وہ ذکر کر رہا ہو تو اس کے دل میں سوائے مذکور کے اور کوئی نہ ہو، نہ اسے کسی گرفت کا ڈر ہو اور نہ کسی اجر کا لالچ ہو۔

اللہ کے عذاب سے ڈر کر اس کا ذکر کرنا یا اس کے انعامات کی طمع میں اسے یاد کرنا فائدے سے خالی نہیں اس یاد کا اجر بھی بے حد و بے حساب ہے لیکن ان چیزوں سے بے نیاز ہو کر محض اسی کے لیے اسے یاد کرنا اور بات ہے۔

فَضَّاضْتُ عَيْنَاهُ.

ذکر الہی کرنے والے کا دل جب آئینہ کی طرح صاف و شفاف ہو جاتا ہے تو کائنات ارضی و سماوی کے نقوش اس کے دل پر مرتسم ہو جاتے ہیں، اسے اپنے ہی آئینہ میں اللہ کے مظاہر



جلال اور کبھی مظاہر جمال نظر آتے ہیں۔ مظاہر جلال کو دیکھ کر بھی ذاکر کی آنکھیں بے قابو ہو جاتی ہیں اور مظاہر جمال کو دیکھ کر اشتیاق میں وہی آنکھیں آنسو برساتی ہیں۔

کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ذاکر کے سامنے ساری کائنات عیاں ہوتی ہے، عذاب و ثواب ہر دو صورتوں کو وہ دل کی آنکھوں سے دیکھتا ہے لیکن وہ ان دونوں کی طرف توجہ نہیں کرتا بلکہ اللہ کے حضور التجا میں کرتا ہے۔

الہی میں تیرا طالب ہوں، تیرے جمال کا شیدا ہوں، میری آنکھیں تیرے جلوے دیکھنے کے لیے بے تاب ہیں۔

اس کی اس وارفتگی اور شیفتگی کو دیکھ کر اللہ رب العزت اس پر رحم و کرم فرماتا ہے اور اپنے جمال سے نقاب سرکا دیتا ہے تو ذاکر دل کی آنکھوں سے اپنے معبود حقیقی کے جمال کا مشاہدہ کرتا ہے اور جذبات سے بے قابو ہو کر آنکھوں کے چند قطرے اس ذات حق کے حضور بطور نذرانہ پیش کرتا ہے۔ فَضَاضَتْ عَيْنَاهُ

ذکر الہی کرنے والوں پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نوازشات فرمائے گا اس کی ایک جھلک درج ذیل حدیث پاک میں بھی ملاحظہ فرمائیں: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَيَبْعَثَنَّ اللَّهُ أَقْوَامًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي وُجُوهِهِمُ النُّورُ عَلَى مَنَابِرِ اللُّؤْلُؤِ بَغِبْطُهُمُ النَّاسُ لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ "حُلُّهُمْ لَنَا نَعْرِفُهُمْ فَقَالَ هُمْ الْمُتَحَابُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ قَبَائِلِ شَتَّى يَجْتَمِعُونَ عَلَى ذِكْرِ اللَّهِ يَذْكُرُونَهُ ۖ"

(۱) مجمع الزوائد صفحہ ۸۰ جلد ۱- وقال اخرج للطبرانی باسناد حسن

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ اقوام کو دوبارہ اٹھائے گا تو ان کے چہروں پر نور ہوگا۔ انہیں موتی کے بنے ہوئے منبروں پر بٹھائے گا لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے وہ نہ گروہ انبیاء سے ہونگے اور نہ وہ شہید ہونگے، ایک اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ! ان کے اوصاف بیان فرما دیجئے تاکہ ہم انہیں پہچان لیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ مختلف قبائل کے وہ خوش نصیب ہیں جو اللہ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور اللہ کے ذکر پر اکٹھے ہوتے ہیں اور اسے یاد کرتے ہیں۔

قیامت کا عمومی منظر بڑا ہولناک ہوگا۔ ہر آدمی اپنے اپنے اعمال پر نظر کر کے شرمسار کھڑا ہوگا۔ جلال الہی سے جاں بلب مریض کا منظر پیش کر رہا ہوگا، اسی روز جزاء میں کچھ آدمی موتیوں کے بنے ہوئے منبروں پر جلوہ افروز ہوں اور ان کے چہرے نور برسا رہے ہوں پریشانی اور گھبراہٹ نام کی کوئی چیز نہ ہو، اطمینان و سکون انکار فیتق ہو تو ان سے بڑھ کر خوش قسمت کون ہوگا۔ اے اللہ اے رحم الراحمین! اس حیات ناپائیدار میں ہمیں اپنی یاد کا لطف و لذت عطا فرما ہمیں یہ سعادت عظمیٰ نصیب فرما کہ ہمارا ہر سانس تیری یاد میں بسر ہو اور ہماری لوح دل پر تیرے علاوہ کسی اور کا گزرتک نہ ہو۔

اے اللہ! تیرا عرش وہ ہے جس پر تیری تجلیات کا ورود کثرت سے ہوتا ہے کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا کہ تیرے عرش پر تیری تجلیات کی موسلا دھار بارش نہ ہوتی ہو۔ تیرے انوار کا نزول اس شان سے عرش پر ہوتا ہے کہ انسان اس کا کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔

اے رحم الراحمین! تیرے حبیب سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ امتی بڑا



سعید ہے جسے تو اپنے عرش کے انوار و تجلیات میں جگہ عطا فرمائے۔ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان اقدس جہاں تیرے لطف و کرم کو عیاں کرتا ہے وہاں ذکر الہی سے مخمور محمدی المشرّب کی ازلی سعادت و فیروز بختی کا بھی اظہار کرتا ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرَى بِي بِرَجُلٍ لَقِيتُ فِي نُورِ الْعَرْشِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا؟ أَمَلِكُ؟ قِيلَ لَا قُلْتُ أَنْبِيَّ؟ قِيلَ لَا قُلْتُ مَنْ هُوَ؟ قَالَ هَذَا رَجُلٌ "كَانَ لِسَانُهُ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَقَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ وَلَمْ يَسْتَسِبَّ وَالِدِيهِ قَطُّ."

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرا شب معراج ایسے آدمی سے گزر رہا جو عرش الہی کے نور میں غرق تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کیا یہ فرشتہ ہے؟ جواب دیا گیا نہیں۔ میں نے پوچھا کیا یہ نبی ہے؟ بتایا گیا نہیں۔ میں کہا کون ہے؟ کہنے والے نے کہا یہ وہ آدمی ہے جسکی زبان ذکر الہی سے تروتازہ رہتی تھی۔ اس کا دل مسجدوں سے معلق رہتا تھا اور اس نے اپنے والدین کو کبھی گالی نہیں دلوائی۔

جو فرزند آدم ذکر الہی کرتا کرتا اپنے آپ سے بے خبر ہو جائے ذکر الہی کا خمار اسے اپنی گرفت میں لے لے تو اللہ وحدہ لا شریک اسے اپنے عرش میں ایسی جگہ نصیب فرماتا ہے جہاں انوار الہیہ کا نزول اس کثرت سے ہوتا ہے کہ وہ ان انوار و تجلیات میں گم ہو جاتا ہے اور ان انوار مقدسہ کی بارش اس شان سے اس پر نازل ہوتی کہ انوار میں اور اس کے جسم کے ذرات میں دوئی باقی نہیں رہتی۔

(۱) جامع العلوم والحکم صفحہ ۷۱

فہرست

5	بر الوالدین (والدین سے حسن سلوک)	1
7	والدین سے حسن سلوک حکم الہی ہے	
13	والدین کی اطاعت و فرمانبرداری	
29	والدین - حسن سلوک کے سب سے زیادہ حقدار	
39	والدین سے حسن سلوک ہر حالت میں	
44	نقدیم بر الوالدین علی التطوع بالصلاة و غیرہا	
51	صلاة کی اہمیت	
51	کرامت کا صدور	
53	والدین سے حسن سلوک و رازی عمر اور رزق میں اضافہ کا سبب	
57	والدین کی خدمت گناہوں کا کفارہ	
61	اولاد کا مال و دولت - والدین کا مال و دولت ہے	
66	والدین کی خدمت کے سبب - مستجاب الدعوات	
89	والدین کی خدمت - جہاد سے افضل	
106	والدین کی خدمت کا حق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نظر میں	
110	رب تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں	
119	اقرب الاعمال الی اللہ	
121	احب الاعمال الی اللہ	
127	والدین سے حسن سلوک انکی وفات کے بعد بھی	
135	والدین کے درجات کا بلند ہونا	
138	جنت	
140	جنت میں قراءت	
143	والدین کی نافرمانی حرام ہے	

150	والدین کی نافرمانی - کبیرہ گناہ	
173	دعاء الوالدین	
175	دعوة المظلوم	
176	دعوة المسافر	
176	دَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ	
181	صبر	2
185	باب الصبر	
189	صبر - نشان بندگی	
193	صابرین کو بشارت	
197	صابرین کو بے حساب اجر	
199	صبر - عزم الامور سے	
201	مصائب میں صبر سے استعانت	
203	صابرین نکھرے لوگ	
204	صبر ضیاء ہے	
215	صبر اختیار کرنے والے کو توفیق صبر مل جاتی ہے	
221	مومن ہر حالت میں بہتر ہے	
231	حضور نبی کریم ﷺ کے وصال مبارک پر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی کیفیت	
238	نوا سے کے وصال کے وقت حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے	
251	پہلی امتوں کا صاحب کرامات بچہ	
279	صبر، صدمہ کے شروع میں	
286	صابر کیلئے جنت	
290	طاعون میں صبر کرنے والے کیلئے شہید کا اجر	
292	طاعون سے متعلق نبوی ہدایت	

294	آنکھیں جانے پر صبر کے عوض جنت
298	جنتی عورت
305	پیکر صبر و رضائی علیہ الصلاۃ والسلام
311	کفارہ گناہ
317	گناہوں کا یوں گنا جیسے درخت سے پتے گرتے ہیں
322	سراپا خیر
327	موت کی تمنا کی اجازت نہیں
330	مقدس جگہ میں موت کی تمنا محمود ہے
331	حق کے پیروکاروں پر ظلم و ستم اور ان کا صبر
336	حضور نبی کریم ﷺ کا صبر
341	صبر کرنے والا محبوب الہی
348	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بے مثال صبر
356	صبر کرنے والا طاقت ور
361	غصہ دور کرنے والا کلمہ
363	حالت غصہ میں وضو کرنا
365	حالت غضب میں کھڑا آدمی بیٹھ جائے
366	حالت غضب میں خاموشی اختیار کی جائے
367	قیامت کے دن سب کے سامنے انعام
372	حضور ﷺ کی وصیت مبارک غصہ نہ کرو
375	گناہوں سے پاک
386	امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا صبر
391	صحابہ کرام کو حضور ﷺ کی وصیت میرے بعد صبر کرنا
395	زندگی کے آخری سانس تک صبر کرو

399	میدان جہاد میں بھی صبر	
405	ذکرِ الہی	3
414	ذکر کی قسمیں	
422	نشان بندگی	
426	سہقت لے جانے والا	
436	چمکتے دل والا	
436	خیر الاعمال	
444	احب الاعمال	
447	فرشتوں کے جھرمٹ میں	
453	رشتک قدسیاں	
461	محبت الہی	
464	محبوب الہی	
465	مذکور الہی	
499	معیت الہی میں	
504	حفاظت الہی میں	
515	دافع عذاب الہی	
519	تعمیر جنت	
522	ریاض الجنہ	
526	زندہ و جاوید	
529	عرش الہی کے سایہ میں	

